

کالج اور لڑکی

مکتبہ اعلیٰ عربیہ اسلامیہ

لاہور

مکتبہ عوثیہ ہندوستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ابتدائیہ

فقیر کی یہ تصنیف ایسی ہے کہ جیسے میلوں آگ کے بھڑکتے شعلوں میں ایک چھینٹا۔ لیکن اپنے مالک کریم کے فضل و کرم سے مایوس نہیں ہوں کہ وہ کریم اس چھینٹے سے کسی حصّہ کو تو فائدہ پہنچائے گا۔ نیز ممکن ہے کہ اس سے بھڑکتے شعلے بجھ جائیں۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ فقیر کی اس کاوش سے استفادہ نہ فرمائیں تو ناراض بھی نہ ہوں۔ کیونکہ ہم نے اپنی ڈیوٹی دینی ہے اور حتی الامکان اسے اہل اسلام تک پیغام پہنچا دیا ہے۔ مولیٰ کریم بطفیل حبیب کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اسے قبول فرما کر عوام کیلئے مشعل راہ اور فقیر کیلئے توشہ راہِ آخرت بنائے۔ آمین

بجاء حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

بہاولپور۔ پاکستان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

اجازت نامہ

اما بعد! فقیر نے تیس سال پہلے اس رسالہ کو مرتب کیا۔ اس لئے اس میں اخبارات و دیگر مواد اس سال کے مطابق ہے۔ لیکن وسائل کی کمی نے اسے تیس سال انتظار کے کڑوے گھونٹ پلائے ایک عزیز نے اس کی اشاعت کیلئے حامی بھری، خوشی ہوئی لیکن افسوس اسی خوشی نے دو سال مزید پہلے سے زیادہ کڑواہٹ میں مبتلا رکھا۔

عزیزم مفتی محمد رفیق احمد درانی مدظلہ کا درمیان میں واسطہ نہ ہوتا تو ممکن ہے اصل مسودہ سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا۔ اللہ تعالیٰ مفتی صاحب کو خوش رکھے کہ انہوں نے مسودہ کی جان بچا کر با امن و سلامتی اصل مسودہ فقیر کے سپرد فرمایا۔ ادھر عزیزم حاجی محمد اسلم صاحب قادری اویسی۔ عزیزم الحاج محمد احمد قادری عطاری سلمہما اللہ کے تقاضے در تقاضے تھے۔ اللہ تعالیٰ عزیزان محترم کو سدا سلامت رکھے کہ یہ حضرات فقیر کی ہر تصنیف کو جلد از جلد منظر عام پر لانے کی سعی فرماتے ہیں۔ فجزا کہما اللہ خیرا الجزاء ان کے ساتھ ہی عزیزم فاضل مولانا قاسم صاحب قادری مالک مکتبہ غوثیہ ہول سیل نزد پرانی سبزی منڈی محلہ فرقان آباد کراچی باب المدینہ بھی اشاعت کیلئے کمر بستہ ہو گئے۔

فقیر نے عزیزان گرامی سے اجازت لے کر تصنیف ہذا حضرت علامہ مولانا محمد قاسم قادری عطاری ہزاروی مدظلہ العالی کے سپرد کر دی اور ان پر اعتماد بھی ہے کہ انہوں نے فقیر کے متعدد رسالے مثلاً امام حرم اور ہم، دیوبندی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم شائع فرمائے اور نہایت ہی خوش اسلوبی اور محنت سے کام کیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فقیر کے رسائل بالخصوص اور ان کی دیگر مطبوعات کے تھوڑے دنوں میں کئی ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ بلکہ غیر ممالک سے (عربی، انگریزی، اردو) خطوط مبارک باد کے پہنچ رہے ہیں۔

فقیر کی دعا ہے کہ مولیٰ عزوجل بطفیل حبیب پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکتبہ غوثیہ ہول سیل کو دن گنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے (آمین) اور اس فقیر کی سعی قبول فرمائے فقیر اور ناشرین کیلئے توشہ آخرت اور عوام اہلسنت کیلئے مشعل راہ ہدایت بنائے (آمین) بجاہ حبیبہ الکریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

باب المدینہ کراچی مکان حاجی بشیر احمد صاحب قادری

پیش لفظ

فقیر جب دیہاتی زندگی گزار رہا تھا تو قطعی طور پر اس معاملہ سے بے خبر تھا کہ اُمراء و علماء و مشائخ کی بہو بیٹیاں کالج جیسے گندے ماحول کو جانتی تک نہ ہوں گی۔ کیونکہ میرے تھوڑے میں ابھی تک وہ نظارہ نہیں بھولا جب بزرگانِ دین کے اعراس کی تقاریب وغیرہ کیلئے ان کے آستانوں پر حاضری دینے کو صاحبزادگان کی مستورات کو جب کہیں جانا ہوتا تو تمام تمام آستانوں کے جوان بوڑھے بچے کہیں دُور پھینک دیئے جاتے۔ جب تک کہ وہ مستورات کو کوسوں دور اور وہ بھی تانگے کو باہر سے بیٹھار کپڑوں سے محفوظ کر کے لے جاتے تب کہیں ہمیں باہر نکالا جاتا۔ اسی طرح نوابانِ بہاولپور کی کیفیت تھی۔ لیکن جب سے شہری زندگی کا موقع ملا تو کالے نیلے برقعے بازار کے ہر دو کناروں کو پُر کر کے چلتے ہوئے نظر آئے۔

دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ یہ نہ صرف مسلمانوں کی بہو بیٹیاں ہیں بلکہ ہمارے امیر خاندانوں کی لڑکیاں اور پھر علماء و مشائخ کی صاحبزادیاں ہیں۔ جو بڑے زور سے قہقہہ لگاتی ہوئی کالج، اسکول کو بھاگتی ہوئی نظر آرہی ہیں۔ آنکھوں سے بے ساختہ آنسو بہ نکلے۔ جگر کا خون دل کو چیرتا ہوا نیم جان ہو کر رہ گیا کہ ہائے یہ ہیں ہمارے مسلمان! ویسے دُور حاضر میں شریعتِ مطہرہ کے ہر معاملے کے متعلق مسلم قوم برسرِ پیکار ہے کہیں داڑھی کا مذاق اڑایا جاتا ہے کہیں نماز پر مہجتیں اڑائی جاتی ہیں کہیں کچھ کہیں کچھ۔

ان سب امور کا فرداً فرداً علاج مشکل ہے۔ نبض شناس طبیبِ حاذق حکیم ہمیشہ سے بیماری کے اصل مادہ فاسدہ کو دُورست کرنے کی تدبیر سوچتا رہتا ہے۔ اس ناقص نے قوم کی تمام بیماریوں کا مرکز کالج، سکول، سینما کے گندے ماحول کو سمجھا ہے۔ اُمید ہے کہ دانشورانِ قوم اور با سمجھ حضرات میری تائید کریں گے۔

پھر اس گندے ماحول میں لڑکی کی تعلیم حاصل کرنے اور پرورش پانے سے بہت زیادہ مواد خراب ہو گئے اگر قوم ٹھنڈے دل سے سوچنے کی زحمت گوارا کرے تو معاشرہ کی تقدیر بدل سکتی ہے ورنہ مشکل ہے۔

اس لئے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکیوں کو لکھنا سکھانے سے منع فرمایا ہے لیکن آج کل کا مسلمان اپنے ہادی برحق صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے سراسر خلاف فرنگی تہذیب سے مرعوب و متاثر ہو کر اسی قلمی تعلیم کیلئے اپنی نوجوان لڑکیوں کو اسکولوں کالجوں میں پڑھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتا اور اتنا بھی نہیں جانتا کہ عورت کا باہر نکلنا ہی فتنہ و خطرہ کا باعث اور شیطان کے شکار کا آسان ترین ذریعہ ہے اور گھر سے باہر نکلنے والی عورت خصوصاً ناز و ادا سے کتابیں اٹھائے نوجوان طالبہ کا شیطان کی زد سے بچ نکلنا بہت مشکل ہے۔ نیز جب عورت کا نماز جیسی مہتمم بالشان عبادت کیلئے مساجد میں آنا بند ہے تو قلمی تعلیم و انگریزی پڑھائی کیلئے اس کا اسکول کالجوں میں جانا کیونکر جائز ہو سکتا ہے؟

کاش طالبات کے والدین کو یہ معلوم ہو کہ اپنی بیٹیوں کی زندگی سنوانے کے خیال خام سے جو انہیں حصولِ تعلیم کیلئے اسکولوں کالجوں میں بھیجتے ہیں، انہیں اسکول و کالج آنے جانے کے وقت عموماً زہر آلود، ہوسناک اور حیا باختہ نظروں کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔ مغرب زدہ نوجوان و فلم زدہ اوباش لڑکے ان کا تعاقب کرتے اور ان پر آوازیں کتے ہیں اور انہیں گھورنا اور چھیڑنا ضروری خیال کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں اسکولوں کالجوں میں انہیں مغرب زدہ استانیوں اور پروفیسروں سے واسطہ پڑتا ہے۔ جس کے باعث طالبات میں ذہنی آوارگی و بے پردگی پیدا ہوتی ہے اور بے پردگی و آزادی۔ لڑکوں سے ملاقات و رقعہ بازی سینما دیکھنا اور فحش ناول و رسائل پڑھنا ان کا محبوب مشغلہ بن جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض اوقات وہ طالبہ سے طوائف بن جاتی ہے۔ (والعیاذ باللہ تعالیٰ)

پچھلے دنوں طوائفوں کے ایک وفد نے وزیر قانون سے ملاقات کے دوران کہا کہ وہ اگر چاہیں تو ٹیڈی لباس پہن کر اور کتابیں ہاتھ میں لے کر (طوائف) سے زیادہ باعزت کاروبار جاری رکھ سکتی ہیں۔ (کوہستان 12-1-1960)

طوائفوں نے اپنے اس جملہ میں حیا یافتہ طالبات پر جو بھرپور طنز کیا ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ اعلانیہ چکلے اٹھائے جانے سے پہلے طوائفوں کی طرف سے ایک یہ بات بھی سننے میں آئی ہے کہ طالبات نے ہمارا کاروبار مندا کر دیا ہے اور انارکلی لاہور میں ایک شخص نے جب پڑھی لکھی مہذب خواتین و طالبات کی شوخی و بے پردگی کو دیکھا تو وہ اپنے ساتھی سے پوچھنے لگا کہ کیا یہ بازار حسن ہے؟ ساتھی نے کہا، نہیں جی، یہ انارکلی ہے۔ شخص مذکور نے کہا کہ ان نام نہاد تعلیمیافتہ و حیا باختہ لڑکیوں کی موجودگی میں بازار حسن و انارکلی میں کونسا فرق باقی رہ گیا ہے۔

ویسے بھی یہ ایک ظاہر حقیقت ہے کہ جو نوجوان و خوبصورت طالبات ناز و ادا سے کتابیں اٹھائے ہوئے پرکشش و جاذب نظر نگین لباس و فیشنی برقعوں اور ٹیڈی لباس و نائیلون کے دوپٹوں میں ملبوس اسکولوں اور کالجوں میں جاتی ہیں۔ ان کا مقصد اپنے حسن و آرائش کی نمائش اور مردوں کو اپنی طرف مائل و متوجہ کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ اور جب ان کی طرف سے دعوتِ نظارہ اس طرح عام ہوگی تو دوسری طرف سے دعوتِ نظارہ اس طرح عام ہوگی تو ان کے ہم جنس مغرب زدہ طلباء نوجوانوں کی طرف سے اس پر لبیک کیوں نہ کہا جائے گا اور پھر اس دعوتِ لبیک کے امتزاج سے دوستانہ و برادرانہ اغوا و فرار اور زنا و بدکاری کا بازار کیسے گرم نہ ہوگا۔ بہر حال طوائفوں کے قول کے مطابق طالبات کا ٹیڈی لباس پہننا اور دو کتابیں ہاتھ میں پکڑنا ناز و ادا سے نکلتا بھی چکلہ ہی کی ایک قسم ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ طوائف کا اعلانیہ چکلہ اور کاروبار بدنام ہے۔ جبکہ حیا باختہ طالبات کا پرائیوٹ چکلہ و کاروبار مہذب و باعزت ذریعہ ہے اور اس پر نئی روشنی اسکول و کالج کی تعلیم کی مہر لگی ہوئی ہے۔ (ولاحول ولاقوة الا باللہ)

یہ تو طوائفوں کے ایک بیان کے متعلق گفتگو تھی اور اگرچہ طالبات کی موجودہ بے پردگی اور آزادی کے پیش نظر اسے جھٹلانا آسان بات نہیں ہے۔ لیکن پھر بھی چونکہ یہ طوائفوں کا بیان ہے اس لئے اس پر کسی کا شبہ کرنا بھی کچھ بعید نہیں۔ لہذا ہم قوم کو متوجہ کرتے ہیں اور ان کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کی غرض سے طوائفوں کے بیان سے ہم باوثوق تحقیقی رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ کاش اس رپورٹ سے قوم کی آنکھیں کھل سکیں۔

روزنامہ کوہستان لاہور رقمطراز ہے کہ طوائفوں کی بحالی کے سلسلے میں معاشرتی بہبود سے وابستہ ماہرین نے جو رپورٹ تیار کی ہے اس کے بعض پہلو بہت چونکا دینے والے ہیں۔ مثال کے طور پر اس رپورٹ میں یہ انکشاف بھی شامل ہے کہ لاہور کے اور دوسرے بڑے شہروں میں بعض ایسے قحبہ خانے بھی ہیں جنہیں غیر ملکی سرمایہ دار اور بااثر پاکستانی چلا رہے ہیں۔ ان کے علاوہ بعض طالبات، استانیوں، ٹیلیفون آپریٹروں اور خانہ دار عورتیں بھی اسے پارٹ ٹائم کاروبار کے طور پر چلا رہی ہیں۔ (12.1.60) یوں تو مذکورہ رپورٹ کے سبھی حصے تشویشناک اور قابل غور ہیں۔ لیکن چوں کہ طالبات کا معاملہ زیادہ نازک و خطرناک ہے اور قوم میں اس وقت انگریز کی نقل میں لڑکیوں کو اسکولوں کالجوں میں پڑھنے کا رجحان بہت تیزی سے بڑھ رہا ہے اور انہی طالبات نے کل قوم کے بچوں کی مائیں بننا ہے۔ اس لئے طالبات سے متعلق رپورٹ کا حصہ سب سے زیادہ غور و توجہ کا مستحق ہے۔ یہاں تک کہ استانیوں، ٹیلیفون آپریٹروں و مغرب زدہ خانہ دار عورتوں کی بہ نسبت بھی طالبات کا معاملہ زیادہ اہم ہے۔ کیونکہ استانیوں ٹیلیفون آپریٹروں قسم کی دیگر عورتوں کا سلسلہ بھی طالبات کی منزل سے گزر کی ہی قائم ہوتا ہے۔ اس لئے طالبات کی نسبت اس قسم کی عورتوں کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔

اس رپورٹ کے علاوہ بھی بعض اوقات ایسی خبریں منظر عام پر آتی رہتی ہے۔ جن سے یہ انکشاف ہوتا ہے کہ مغرب زدہ نام نہاد استانیوں کے متعلق بڑے آدمیوں کی خوشنودی کیلئے نہ صرف خود ان کی ہوس کا نشانہ بنتی ہیں۔ بلکہ طالبات کو بھی بطور تحفہ ان کے حضور پیش کرتی ہیں اور غور کیا جائے تو فرنگی ذہنیت و انگریزی تعلیم و تہذیب اور خدا سے بے خوفی و آزادی و بے پردگی کے ماحول میں ایسی باتوں کا وقوع میں آنا کچھ بعید نہیں۔ اگرچہ کوئی صحیح الدماغ شخص ہر طالبہ، استانی، ٹیلیفون آپریٹر لڑکی اور اس طرح نرس، ایئر ہوسٹس اور مخلوط و مردانہ میں ملازم عورت کے متعلق یہ نہیں کہہ سکتا ہے کہ وہ ضرور مشکوک و بدچلن اور بدکاری میں ملوث ہے۔ مگر یہ بات یقینی ہے کہ ایسا ماحول بہر حال مختلف برائیوں کی آماجگاہ ہے اور شیطان کی وسیع شکار گاہ ہے۔ مثل مشہور ہے کہ ایک مچھلی تمام جل کو گندہ کر دیتی ہے۔ تو جہاں کتنی مچھلیاں (مغرب زدہ طالبات و استانیوں) ہوں وہ جل (اسکول، کالج) کیونکر گندانہ ہوگا ہاں اگر بڑی خوش قسمتی سے ناجائز تعلقات کسی کی ہوس کا نشانہ بننے سے بچ بھی جائیں تو بھی فرمان رسالت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے خلاف اس کا لکھنا سیکھنا اچھی پوشاک کے ساتھ اسکولوں کالجوں میں روزانہ آنا جانا اوباشوں کی قہر آلود نگاہوں کا نشانہ بننا اور فرنگی تہذیب و مغرب زدگی سے کچھ نہ کچھ متاثر ہونا یقینی امر ہے۔ حالانکہ یہ امور صراحتاً اسلامی مزاج و تعلیمات نبوی کے خلاف ہیں اور مسلمان لڑکی اور اس کے والدین کو ان کا ارتکاب کسی طرح بھی زیبا نہیں۔

کاش والدین اور حکومت و محکمہ تعلیم اس صورت کا صحیح احساس فرمائیں اور تعلیمات نبوی کی روشنی میں برائی کے سرچشموں اور خرابی کے رخنوں کو بند کر کے اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں۔

لڑکیوں کی تعلیم کا اسلامی طریقہ

ہندو پاکستان میں پہلے یہ دستور تھا کہ بچیاں جب ذرا سیانی ہو جاتی تھیں تو گھریلو مکتب ہی میں تعلیم حاصل کرتی تھیں۔ تعلیم کی ابتداء بسم اللہ سے ہوتی تھی اس کیلئے باقاعدہ ایک تقریب منعقد ہوتی۔ استانی کیلئے حسب حیثیت شیرنی کپڑوں کا جوڑا اور کچھ دوسرے تحائف پیش کئے جاتے۔ اپنی حیثیت کے مطابق اعضاء و اصحاب کو جمع کیا جاتا۔ ختم قرآن کی تقریب آمین کہلاتی تھی۔ اس دن بڑی خوشیاں منائی جاتی تھیں۔ استانی کی خدمت میں تحائف پیش کئے جاتے تھے۔ دعوتیں ہوتی تھیں اور عام طور پر اس تقریب میں سبحان من یرانی کے عنوان سے ایک طویل نظم پڑھی جاتی تھی۔ یہ رسوم اب بھی کہیں کہیں زندہ ہیں۔ تحفہ تحائف کے سوا دینی تعلیم کی کوئی فیس کچھ نہ ہوتی تھی۔ بلکہ تمام کام لوجہ اللہ ہوتے تھے۔ سرسید احمد خان نے ایک پاس نامہ کے جواب میں کہا تھا کہ میں نے اپنے خاندان میں تین قسم کی عورتوں کو دیکھا ہے۔

ایک وہ جو ہماری ماؤں اور خالائوں کی ساتھی تھیں۔ میں نے ان کو دیکھا وہ سب پڑھنا جانتی تھیں اور چند ان میں سے ایسی تھیں جو فارسی کتابیں بھی پڑھ سکتی تھیں۔ میں نے خود گلستان کے چند سبق اپنی والدہ سے پڑھے ہیں اور اکثر ابتدائی فارسی کتابوں کے سبق ان کو سنائے ہیں۔

دوسرا گروہ میری، ہم عصر بہنوں کا تھا جو گھروں میں تعلیم پاتی تھیں ان کی تعلیم کا طریقہ میں نے دیکھا کہ رشتہ داران قریب میں سے کوئی معزز اور آسودہ گھر لڑکیوں کی تعلیم کیلئے منتخب کیا جاتا تھا اور خاندان کی لڑکیاں اس گھر میں پڑھنے کیلئے جمع ہوتی تھیں۔ اس مکان کا ایک نکلڑا جو ایک دالان ہوتا تھا، بطور مکتب کے تجویز کیا جاتا تھا۔ اس میں تخت بچھے ہوئے ہوتے تھے اور ان پر نہایت صاف فرش ہوتا تھا اور سب لڑکیاں وہاں بیٹھ کر پڑھتی تھیں اور استانی پڑھاتی تھیں اس گھر کی عورتیں وقتاً فوقتاً اس دالان میں جا کر ان لڑکیوں اور ان کے پڑھنے کے حالات کی نگرانی کرتی تھیں۔

تیسری قسم کی وہ لڑکیاں جو میرے سامنے بچیاں تھیں اور اب بڑی ہو گئی ہیں۔ ان کی تربیت بھی اس طرح میری آنکھوں کے سامنے ہوئی ہے۔ پہلے زمانے میں عورتوں کو لکھنے کا کچھ خیال نہ تھا۔ صبح سے کھانے کے وقت تک پڑھنے کا وقت ہوتا تھا۔ نماز کے وقت سب لڑکیاں نماز پڑھتی تھیں اور عصر کے وقت تک اپنے پڑھنے میں مصروف رہتی تھیں۔ پھر عصر کی نماز کے بعد اپنے گھروں میں چلی جاتی تھیں۔

ان کی تعلیم میں وہ علوم داخل نہ تھے جن کو لوگ اس زمانے میں یورپ کی تقلید سے لڑکیوں کی تعلیم میں داخل کرنا چاہتے ہیں۔ جو علوم اس زمانے میں عورتوں کیلئے مفید تھے وہی اس زمانے میں بھی مفید ہیں۔ وہ علوم صرف دینیات اور اخلاق کے تھے۔ اس زمانے کی لڑکیاں قرآن پڑھتی تھیں۔ نماز روزہ کے مسائل کی کتابیں پڑھتی تھیں جس نے تعلیم میں زیادہ ترقی کی اور فارسی سیکھ لی اس کو قصص الانبیاء، حکایات اولیاء اور اس قسم کی اخلاق کی کتابیں اور مشنوی مولانا روم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی بعض حکایات پڑھائی جاتی تھیں۔ جس زمانے میں مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ اُردو میں نہ ہوا تھا اور لڑکیوں نے حدیث پڑھنے کا شوق کیا تھا۔ ان کو شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا ترجمہ شریف پڑھایا جاتا تھا اخیر زمانے میں اُردو ترجمہ مشکوٰۃ شریف اور حسن حصین یعنی ظفر جلیل زیادہ تر درس میں داخل ہوتا تھا۔ بعض لڑکیوں نے ملفوظات نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ یعنی فوائد الفواد اپنے شوق سے پڑھ لئے تھے۔ صرف ایک عورت سے واقف جس نے تزک جہانگیری اپنے باپ سے پڑھی تھی مگر اس کی بھولیاں اس سے کہتی تھیں کہ بوا اس سے کیا فائدہ ہے؟ کوئی خدا اور رسول کی کتاب پڑھو۔ یہی عمدہ طریقہ تعلیم کا تھا۔ جس سے لڑکیوں کے دل میں حیاء شرافت نیکی خدا ترسی رحم محبت اور اخلاق پیدا ہوتا تھا اور یہی تعلیم ان کے دین و دُنیا کی بھلائی کیلئے کافی تھی اور دینی تعلیم سے آراستہ انہیں پاکباز خواتین کی گود میں وہ فرزند ان اسلام پروان چڑھتے تھے جو باطل کا منہ اور تاریخ کا رُخ پھیر دیتے تھے۔

غلط طریقہ

ہندو پاکستان میں آج کل یہ فیشن ہے کہ جب بچیاں ذرا سیانی ہوتی ہیں تو چاہے کتنا ہی فاصلہ ہو، انہیں کسی عیسائی یا نام نہاد مسلم انگریزی اسکولوں میں داخل کر دیا جاتا ہے اور یہ بچیاں بسم اللہ اور آمین کے مقدس روحانی ماحول کے بجائے فرنگی ماحول میں پروان چڑھتی ہیں۔ تعلیم حاصل کریں یا نہ کریں انگریزی تہذیب کے اثرات ان میں ضرور سرایت کر جاتے ہیں اور جوں جوں یہ لڑکیاں جوان ہوتی ہیں انگریزی تعلیم و تہذیب سے شدید طور پر متاثر ہوتی جاتی اور اپنی مغرب زدہ معلمات و استانیوں اور مختلف گھرانوں کی فیشن ایبل لڑکیوں کی فیشن پرستی انگریزی ذہنیت اور آزادی و امارت کا ان پر گہرا اثر پڑتا ہے۔ رفتہ رفتہ اسکول و کالج کی جتنی بڑی جماعتوں میں پہنچتی ہیں بالعموم اسلامی تہذیب سے دُور اور فرنگی تہذیب سے قریب تر ہوتی جاتی ہیں۔ یہ نوجوان و قریب البلوغ لڑکیاں اور اسکول و کالج کی طالبات بناؤ سنگھار کر کے مختلف ناز و ادا کے ساتھ کتابیں اٹھائے اور قلم ہاتھ میں لے کے اور جاذب نظر باریک و ننگ لباس فیشن ایبل جالی والی نیلے کالے برقعے وغیرہ کے دوپٹوں میں بسوں کاروں گاڑیوں میں سوار ہو کر یا پیدل یا کوچونوں کے ذریعہ تاگلوں میں بیٹھ کر اسکول و کالج پہنچتی ہیں اور اسکول آتے جاتے وقت ان آزاد لڑکیوں کے ہم جنس بیباک لڑکے راستہ میں ان کا تعاقب کرتے ہیں انہیں زہر آلود ہولناک شہوانی نظروں سے گھورتے

ان پر آوازیں کتے سیٹیاں بجاتے اور انہیں دیکھ کر فلمی گانے گنگناتے ہیں اور بعض اوقات سائیکل واسکوٹر وغیرہ پر اسکول و کالج اور گھر پہنچنے تک ان کا پورا پورا ساتھ دیتے ہیں۔ روزمرہ کی اس چھیڑ چھاڑ، میل ملاپ بکثرت، لڑکیاں گمراہ و بے راہ ہو کر آوارہ فرار اور اغواء ہو جاتی ہیں۔ کیونکہ جہاں آراستہ و پیراستہ عورتوں اور نوجوان لڑکیوں کا بن سنور کر نکلنا اور دعوت نظارہ دینا مردوں کے قلب و نظر کی گمراہی کا سبب ہے۔ وہاں عورتوں پر پڑنے والی نظریں بھی شرافت و فساد سے خالی نہیں ہوتیں اور جب مردوں اور عورتوں خصوصاً نوجوان لڑکوں لڑکیوں کی نظریں باہم دوچار ہوں اس وقت شہوانی و ہیجانی جذبات میں ہیجان و ذہنی آوارگی و بے راہ روی پیدا ہونا ایک ظاہری بات ہے۔ الغرض لڑکیوں کا بن سنور کر آزادانہ گھر سے باہر نکلنا ہی فتنوں کا ایک ایسا سرچشمہ ہے جس سے معاشرے میں مختلف برائیاں پھیلتی ہیں اور ایسی عورتیں خطرات سے بے پرواہ ہو کر آوارہ بھیڑ کی طرح جہاں چاہیں گھومتی پھرتی ہیں۔ چنانچہ اسکول و کالج میں جانے والی طالبات میں سے بہت سی لڑکیاں ایسی ہیں جو اسکول و کالج اور ٹیوشن وغیرہ کے بہانے سے گھر سے نکلتی ہیں اور اپنے دوست لڑکوں (بوائے فرینڈز) کے ساتھ رقعہ بازی و ملاقات کرتی ہیں۔ سینما جاتی ہیں۔ بک اسٹالوں پر ناول اور خراب اخلاق رسائل خریدتی ہیں اور بازاروں میں دکانداروں کے پاس شاپنگ کرتی ہیں۔ نادان و بے حس والدین کو اس وقت پتا چلتا ہے جب معاملہ خطرہ جان بن جاتا ہے۔ علاوہ ازیں چونکہ کالجوں کا عملہ مرد کلرکوں اور مغرب زدہ نوجوان پر مشتمل ہوتا ہے اور ویسے بھی ہر زمانہ اسکول و کالج کا محکمانہ طور پر کسی نہ کسی طرح مردوں کے ساتھ تعلق ہوتا ہے۔ اس لئے مرد وزن اور معلمات و طالبات کے باہمی میل ملاپ سے مختلف غیر اخلاقی حرکات کا ظہور ہوتا ہے اور آئے دن ناگفتہ بہ شرمناک واقعات منظر عام پر آتے رہتے ہیں۔ جہاں تک گرلز اسکولوں کالجوں میں تعلیم کا تعلق ہے یہاں طالبات کو انگریزی ماحول میں انگریزی تعلیم ہی نہیں دی جاتی (جو بجائے خود قابل اعتراض و کئی قبائح پر مشتمل ہے) بلکہ ان نام نہاد تعلیمی اداروں میں باقاعدہ ڈرامے اور قوالی و ناچ گانے کی تقاریب منعقد ہوتی ہیں۔ جہاں لڑکیاں مختلف سوانگ بھرتی ہیں اور انہیں ناچ گانے اور قوالی و تالی کی تربیت دی جاتی ہے اور اس سلسلہ میں ان سے چندہ بھی وصول کیا جاتا ہے۔ نیز نشانے بازی و کھیلوں وغیرہ کے مقابلے ہوتے ہیں جن میں لڑکیاں پریڈ کرتی، اچھلتی، کودتی، دوڑتی بھاگتی، چھلانگیں لگاتی اور سائیکلیں چلاتی ہیں۔ ڈراموں اور کھیلوں کے علاوہ طالبات لاؤڈ اسپیکر پر تقاریر فرماتی اور داد و سخن دیتی ہیں اور ان تمام زنانہ تقاریب میں مختلف مرد مہمان کی حیثیت سے تشریف لاتے ہیں۔

انگریز نے برصغیر میں برسر اقتدار آنے کے بعد سب سے زیادہ اہمیت جس مسئلہ کو دی وہ مسئلہ تعلیم کا تھا۔ انگریز غاصب و ظالم حکومت نے یہاں کے نظام تعلیم میں غلط اقدامات کئے اور زبانِ تعلیم، نصابِ تعلیم، طرزِ تعلیم اور مقصدِ تعلیم کو یکسر تبدیل کر دیا اور اس تبدیلی کے نتیجے میں وہ مسلمانوں ہی میں سے ایک ایسا طبقہ تیار کرنے میں بہت جلد کامیاب ہو گئی جو نہ شکل مسلمان تھا اور

نہ روح و قلب کے لحاظ سے اور جب انگریز برصغیر سے رخصت ہو رہا تھا تو وہ مطمئن تھا کہ اس دریت فسق و عصیان کی ترویج کیلئے موجود ہے۔ فرنگی نظام تعلیم نے ہماری قومی زندگی کے ہر گوشے کو متاثر کیا تھا اور معاشرے کی چار دیواری کو ہر طرف سے کونبل لگائے تھے۔ ایک حجاب و حیا ہی کے مسئلہ کو لیجئے دفعۃً پردہ اٹھا ہم صدیوں ایک ایسی قوم۔۔۔ ہنود پر حکمران رہے جس کی خواتین کی اکثریت پردہ نشینی کے فیوض سے محروم رہی اور بے ضرورت ہم نے اس قوم کی بہت سی رسوم و رواج کو قبول بھی کیا مگر اس کی بے پردگی ہمیں کبھی بھی اپیل نہ کر سکی۔ لیکن آقائی پھر آقائی ہے اور غلامی آخر غلامی ہے اور وہ بھی ایک زیرک و عیار آقا کی غلامی! اس نے اپنی زبان سے کچھ نہ کہا بس دوسروں کے منہ میں اپنی زبان ڈال دی۔ اس نے بزور قانون و جبر حکومت نہ آپ کا لباس بدل نہ زبان بدلی صرف بزور تعلیم دل بدل دیئے۔ لیکن.....

وہ کیا بدل گئے میری دنیا بدل گئی!!

دل و دماغ کا انقلاب ہی تو اصل انقلاب ہوتا ہے۔ اب ہمارا مغرب زدہ طبقہ جو بات سوچتا تھا۔ فرنگی دماغ سے سوچتا تھا۔ اس کی پسند و ناپسند کا معیار اور رد و قبول کا پیمانہ مغرب اور صرف مغرب ہو کر رہ گیا تھا۔

۱۹۴۷ء تقسیم ہند تک بے حجابی و بے حیائی کا یہ مرض گنتی کے چند گھرانوں تک محدود تھا۔ تقسیم کے فوراً بعد یہ مرض وبائی امراض کی طرح پھیلا۔ جنگ آزادی ختم کی تو عورتوں نے جنگ آزادی کو ابھارا جس پر پردہ پڑا ہوا تھا۔ وہ اس جنگ میں پرچم بن کر لہرانے لگا۔

اب صرف مغرب زدہ طبقہ کی قید نہ رہی اچھے خاصے قدامت پسند گھرانوں کی مستورات اس یورپین فلو کا شکار ہو گئیں۔ اس سیلاب کا بہا و محلات کی چار دیواریوں سے ٹکراتے ٹکراتے اب جھونپڑیوں کی لکڑیوں سے بھی ٹکرانے لگا۔ جیسے.....

آگ اس گھر میں لگی ایسی کے جو تھا جل گیا

ہائے یہ اس قوم کی داستان ہے کس کی فاطماؤں اور عائشاؤں کی ہی نہیں عثمانوں کی حیا بھی ضرب المثل ہے۔

آسماں راحق بود گر خون بیارد دیر زمیں

مگر ابھی پانی سر سے اونچا نہیں ہوا ہے۔ ابھی بات قابو سے باہر نہیں ہوئی ہے اور.....

تیرے بیمار میں کچھ جاں ابھی باقی ہے

لہذا میرے رسالہ ہذا کے مطالعہ سے پہلے یا بعد میں کوئی مرد میدان جو کہ فقیر کی روتی آنکھ ہنسا دے یا بارگاہ حق میں دین حق کی

ڈوبتی کشتی کنارے پر لگا دے وہ اس پر بارگاہ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام سے سنہری تمنغہ حاصل کرے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

مشائخ عظام و گدی نشین صاحبان سے اپیل

حضرات آپ کے صرف ایک اشارے سے یہ مشکل حل ہو سکتی ہے کہ آپ اپنے مریدین معتقدین متعلقین متوسلین سے فرمادیں کہ جس کی بہو بیٹی اسکول، کالج میں پڑھتی ہوگی ہم نہ اس کے پیر ہیں، نہ مرشد، نہ اسے تعویذ دیں گے، نہ اس کی دعوت کھائیں گے اور نہ اس کے گھر جائیں گے بلکہ مکمل طور پر بائیکاٹ ہوگا۔

اسی طرح علماء کرام اپنا اثر سوخ استعمال کریں بلکہ اپنی تقریروں اور تحریروں میں اس کی سخت مذمت کریں۔
یونہی امراء اپنی کاروائیاں اس طرف مبذول فرمائیں کہ اس بیماری کی جڑ کٹ جائے لیکن میں سمجھتا ہوں.....

ایں خیال است و طالست و جنون

تمہید

الحمد لله الذي ارشدنا الى الهدى والصلوة والسلام على رسوله

محمد المصطفى وعلی آلہ اصحابہ برادة التقى النقى

ما بعد! اگرچہ اس عاجز کو اس تالیف سے ہر چار سو سے بجائے شاہ اس کے طعن و تشنیع نصیب ہوگی۔ ممکن ہے کہ بعض تلخ مزاجوں سے مجھے اذیت بھی پہنچے۔ لیکن۔

فَإِنَّ أَبِي وَالِدَتِي وَعَرْضِي بعرض محمد صلى الله تعالى عليه وسلم منكم وبقاء

کیونکہ قاعدہ ہے کہ بے خبر بیمار کو اگر کڑوی دوائی پلائی جائے تو وہ بجائے دعاؤں کے گالیوں سے نوازتا ہے اور جن بیماریوں کا یہ عاجز علاج کرنا چاہتا ہے وہ اگرچہ دورِ حاضر میں بڑے دانا اور ذی شعور سمجھے جاتے ہیں لیکن چونکہ انہیں مغربیت نے ایسا شعور بنایا ہے کہ وہ الناس بیماری کو اپنی صحت و تندرستی سمجھتے ہیں اور پھر ظلم تو دیکھو کہ جن علماء و مشائخ کو ہم ایسی بیماریوں کے طبیب مانتے تھے وہ بھی مغربیت زدہ ماڈرن مسلم سے مرعوب ہو کر بجائے ناصح بننے کے خود بھی اس بیماری میں نہ صرف مبتلا ہو گئے بلکہ اس بیماری کو عام کرنے کیلئے ان کے معین و مددگار بن بیٹھے۔ اگر وہ معمولی مولوی ہوتے تو بھی کوئی خطرہ نہ تھا۔ یہ تو وہ حضرات ہیں جنہیں دُنیا سلامتی کا قلعہ اور علمی مرکز مانتی ہے۔ ایک بڑے عالم دین اور دین کے مرکزی مولوی کی لڑکی کا کالج میں پڑھنے کا دیکھ کر آنکھ سے خون کے آنسو بہہ نکلے اور زبان پر بے ساختہ یہ مصرعہ جاری ہوا۔

چو کفر از کعبہ بر خیزد کجا ماند مسلمانی

فقیر چونکہ ملک و ملت کا خیر خواہ ہے بنا بریں چند سطور ارباب ملک و ملت کی خدمت پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے۔

شائد کسی دل میں اتر جائے میرا سخن

دورِ حاضر کے لوگوں سے تعجب بھی ہے کہ ادھر تو معاشرے کے فساد کا رونا روتے ہیں اور ادھر معاشرے کی خرابیوں کے نہ صرف معاون بنتے ہیں بلکہ معاشرے کی خرابیاں بتانے والے سے جنگ کرتے ہیں۔ آج کل کے ماڈرن مسلم کی نظروں میں مولوی کیوں حقیر ہے وہ صرف اسی لئے کہ وہ معاشرہ کی خرابی کی نہ صرف نشاندہی کرتا ہے بلکہ چاقولے کے گندے عضو کو کاٹنے کے درپے ہے۔ بھلا کون نہیں جانتا کہ۔

تپ دق سے ہے مہلک وباء فتنہ کالج و سود و سینما

چونکہ اس وقت میرا روئے سخن تعلیم نسواں ہے۔ بنا بریں اس پر چند ایک لمحات وقف کرتا ہوں کہ خدا کرے مجھے حق کہنے کی توفیق نصیب ہو۔ قارئین کرام کو سمجھنے کی اور پھر مجھے اور ان کو عمل کی توفیق کا شرف ملے۔ (آمین)

بجاء حبیبه سیّد المرسلین صلى الله تعالى عليه وسلم وعلی آلہ و اصحابہ اجمعین

ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عالم کائنات کے ذرہ ذرہ کا علم عنایت فرمایا ہے۔ منجملہ اس کی یہ بھی بتایا کہ اُمت میں سب سے بڑا فتنہ عورت ہے چنانچہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

ما تروک بعدی فتنة اضر علی الرجال من النساء (بخاری و مسلم)

میں سب سے بڑا فتنہ مردوں کیلئے عورتوں کو ہی چھوڑ کر جا رہا ہوں۔

مولوی قطب الدین صاحب مظاہر حق جلد ۲ اور صفحہ نمبر ۱۰۹ میں لکھتے ہیں کہ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ظہور عورتوں کے فتنہ کا بعد حضرت کے ہوا حضرت کے زمانہ میں ایسا نہ تھا اس لئے کہ اس وقت غلبہ حق تھا اور بعد حضرت کے غلبہ باطل کا ہوا اور فرمایا کہ

فاتقوا الدنيا واتقوا النساء فان اول فتنة بنی اسرائیل كانت فی النساء (رواہ مسلم)

یعنی دنیا اور عورتوں سے ڈرو اس لئے کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں کی وجہ سے اٹھا۔

کس کو معلوم نہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی امت کے غمخوار و غمگسار ہیں اور پھر اپنی امت کی ہر چھوٹی بڑی نیکی سے صرف خوش نہیں ہوتے بلکہ ترغیب در ترغیب فرماتے ہوئے کوتاہی کرنے والوں سے سخت اور سخت ناراض ہوتے ہیں۔

لیکن عورت کو بہت بڑی اہم نیکی سے روک دیا تو صرف اس لئے کہ کہیں معاشرہ بگڑ نہ جائے۔ چنانچہ حضرت ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کے ساتھ

نماز باجماعت پڑھنا چاہتی ہوں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے معلوم ہے کہ تم میرے ساتھ نماز پڑھنا پسند کرتی ہو لیکن

صلوتک فی بیتک خیر من صلوتک فی حجر تک و صلوتک خیر من صلوتک فی جارک

و صلوتک فی جارک خیر من صلوتک فی مسجد قومک و صلوتک فی مسجد قومک

خیر من مسجدی یعنی تیرا اپنے گھر کی کوٹھڑی میں نماز پڑھنا گھر کے صحن میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اپنے گھر کے صحن میں

نماز پڑھنا اپنی دار میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور اپنی دار میں نماز پڑھنا اپنے محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے اور

محلہ کی مسجد میں نماز پڑھنا میری مسجد (نبوی) میں نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔ اس ارشاد کو سن کر ام حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے

اپنے گھر کے اندرونی حصہ میں نماز کی جگہ بنائی اور آخر وقت تک وہیں نماز پڑھتی رہیں۔ (الترغیب والترہیب)

غور فرمائیے کہ

☆ نماز باجماعت اکیلی نماز سے ستائیس درجہ زائد ثواب رکھتی ہے۔ (مکتوٰۃ)

☆ پھر مسجد نبوی میں پچاس ہزار نماز کا ثواب۔ (مکتوٰۃ)

☆ اور پھر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اقتداء کہ جس کیلئے سادات انبیاء علیہم السلام ہزاروں سال آرزو میں رہے لیکن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نبی بی بی اُمّ حمید سے ترک کر دیا تو صرف اصلاح معاشرے کی خاطر اور پھر اندازہ لگائیے کہ کہاں وہ صحابیہ اور کہاں آج کل کی لیڈی۔

اسی طرح عورت کو جہاد، عیدین، جنازہ، خطبہ جمعہ، اذان تکبیر سے روکا گیا بلکہ حج اگرچہ فرض ہے لیکن جب تک محرم ساتھ نہ ہو حج کیلئے بھی نہیں جاسکتی۔ اس میں ایک باریکی یہ بھی ہے جو صرف اہل شرع کو معلوم ہے کہ ہم مردوں کو مذکورہ بالا امور ادا کرنے کے بعد بھی موجودہ اجر و ثواب کی امید کم ہے کہ شاید قبول ہو یا نہ ہو۔ لیکن وفادار نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عصمت کی محافظ عورت کو پردہ کے تحفظ اور گھر میں بیٹھنے پر مذکورہ اجر و ثواب اپنے ذمہ کرم فرمایا۔ صرف اس لئے کہ عورت اپنے گھر سے باہر نہ نکلے۔ کاش ہمارے اس مضمون کو پڑھ کر ذور حاضر کی بیباک کالج جانے والی خاتون یا اس کے سر پرست عبرت لیں۔ آج ہماری خواتین اس لئے بیباک ہیں کہ ہم نے ان کی نیک تربیت سے ہاتھ اٹھالیا اور پھر انہوں نے اس گندے ماحول میں پرورش پائی جہاں ناموس و عزت کا پردہ چاک کیا جاتا ہے۔ ورنہ بات ظاہر ہے کہ بچے پیدا ہوتے ہی نہ عربی ہیں نہ عجمی اور نہ ہی ہندی ہیں نہ پنجابی۔ بلکہ ان کی زبان جدھر موڑو گے وہی بولی بولیں گے۔ اسی طرح ہماری اولاد پیدا ہوتے ہی طریق اسلام پر ہوتی ہے پھر صحبت اور ماں باپ کی تربیت کے کرشمے ہیں کہ کوئی غوثِ جیلانی بن جاتے ہیں، کوئی گنج شکر اور کوئی نظام الدین اولیاء اور کوئی کچھ اور کوئی کچھ۔ اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ **ما من مولود الا یولد علی الفطرة** **فابوا یهودا نہ او ینصرانہ اور یمجسانہ** (الحديث مشکوٰۃ) ہر بچہ فطرۃ اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر ماں باپ اسے یا یہودی بنا لیتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی۔ اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اولاد کی تربیت کا یوں حکم ارشاد فرمایا ہے کہ **اولادکم با الصلوٰۃ و ہم ابنا سب سنین و اولادہم علیہا و ہم ابنا عشر سنین و فرقوا بینہم بالمضاجح** (مشکوٰۃ) یعنی جب تمہاری اولاد (بیٹے بیٹیاں) سات سال کے ہو جائیں تو انہیں نماز کا کہو اور جب ان کی عمر دس سال ہو جائے اور نماز نہ پڑھیں تو انہیں مار کر پڑھاؤ۔ جب دس سال کے ہو جائیں تو ان کے بستر علیحدہ کر دو، یہ ہے اسلامی تربیت۔ لیکن افسوس کہ آج کل ہمارے مسلم بھائی اولاً تو خود نمازی نہیں اور کئی ایسے بھی ہیں جو خود تو کبھی کبھار یا مستقل طور پر نماز پڑھ لیتے ہیں لیکن اولاد کو بالکل ہی آوارہ چھوڑ دیتے ہیں۔ جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ اولاد الٹا اپنے باپ کی دشمنی میں خوش ہوتی ہے پھر وہ زندگی و بال جان ہوتی ہے اور بس۔

کالج اور اسکول کی تعلیم میں سب سے بڑی اور بنیادی خرابی بے پردگی ہے۔ اگر مسلمان اس بے پردگی کی بے ہودگی پر غور فرمائیں تو دور نہیں کہ اپنی بچیوں کو کالج و اسکول بھیجنے سے باز نہ آئیں۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ مسلمان ایک پاؤ گوشت دکان سے خرید کر بڑی حفاظت کے ساتھ گھر لاتا ہے۔ لیکن اس پر حیرانی ہے کہ وہ اپنی پیاری بچی کی ڈیڑھ من لاش کو کتوں کے سامنے اپنے ہاتھوں سے دھکیل دیتا ہے۔

فقیر اس باب میں پردہ کی اہمیت کے متعلق قرآن و احادیث کے ارشادات عرض کرتا ہے۔ عورت چونکہ خود عورت ہے اس لئے اس کے پردہ کرنے اور گھر میں بیٹھنے کی سخت سے سخت تاکید فرمائی ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ

يُنْسَاءُ النَّبِيَّ لَسْتَن كَا حِدٍ مِّنَ النِّسَاءِ اِنَّ اَتَّقِيْتَن فَلَ تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعُ الَّذِي فِي قَلْبِهِ مَرَضٌ وَقَلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوفًا ۝ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُن وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُولٰٓئِ وَاقْمِنِ الصَّلَاةَ وَاَتَيْنِ الزَّكَاةَ وَاَطَعْنَ اللّٰهَ وِرَسُولَهُ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَ كُمْ تَطْهِيرًا ۝ وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰٓى فِي بُيُوتِكُنَّ مِّنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا (پارہ ۲۲، رکوع ۱)

ترجمہ : اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو اگر اللہ سے ڈرو تو بات میں ایسی نرمی نہ کرو کہ دل کا روگی کچھ لالچ کرے ہاں اچھی بات کہو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ رہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے اور یاد کرو جو تمہارے گھر میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت پیشک اللہ ہر بار کی جانتا خبر دار ہے۔

معلوم ہوا کہ عورت کی نرم کلامی و شیریں بیانی سے دل کا روگی غلط اثر لے سکتا ہے۔ اس لئے مسلمان عورت کو یہی حکم ہے کہ اگر کبھی کسی غیر مرد سے بات کرنے کی ضرورت پیش آئے تو سنجیدہ اور معقول طریقے سے بات کر لے کہ سننے والا نہ کوئی غلط تاثر قائم کر سکے اور نہ اسے کوئی غلط خیال لانے کی جرأت ہو سکے۔ چونکہ عورت کی آواز سے فتنہ و خطرہ کا احتمال ہے اسی لئے ضرورت صحیح اور عذر شرعی کے علاوہ عورت کی آواز کا بھی پردہ ہے۔ جس کی بناء پر اس کے لئے اذان، قرأت، امامت اور خطبہ وغیرہ جیسے نورانی امور بھی ممنوع و ناجائز ہیں۔ جب عورت کی آواز کی از روئے اسلام و قرآن یہاں تک پابندی ہے تو جوان اور فیشن ایبل طالبات و مغرب زدہ بیگمات کا اسکول کالج کے ڈرامے، مباحثے، مشاعرے، ویڈیو، اسمبلی اور اجلاس و کلب وغیرہ میں شریک ہونا، ناچنا، گانا، اشعار پڑھنا، بطور نرس ہسپتال میں بیماروں اور بطور ایئر ہوسٹس ہوائی جہاز میں مسافروں کے ساتھ میٹھی باتیں کرنا اور ان کا دل لبھانا کیونکر ناجائز و حرام اور خدا جل جلالہ اور مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی و غضب کا باعث نہ ہوگا۔

عورت کیلئے گھر کی چار دیواری میں رہنا، نماز، زکوٰۃ کی پابندی کرنا، خدا اور رسول کا حکم ماننا ضروری اور بے پردہ رہنا منع ہے اور اس کے برعکس طالبات کا اسکولوں کالجوں دفاتروں وغیرہ میں جانا، نماز و زکوٰۃ کی پابندی نہ کرنا، خدا اور رسول کا حکم نہ ماننا اور پردہ کی پرواہ نہ کرنا اسلام و قرآن کے خلاف سخت جرم و گناہ ہے۔ عورتوں کو گھروں میں رہنے کا حکم فرما کر انہیں کے متعلق بالخصوص ارشاد فرمایا گیا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت یاد کریں لہذا طالبات کا اس حکم و ارشاد کے برخلاف روزانہ گھروں سے باہر نکلنا اور گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت (سنت) پڑھنے کے بجائے اسکولوں کالجوں میں جانا اور مروجہ انگریزی تعلیم اور لکھنا وغیرہ۔ سیکھنا صریحاً خدا تعالیٰ کی نافرمانی و قرآن پاک کی خلاف ورزی ہے ارشاد مذکورہ میں عورتوں کیلئے مقام تعلیم ان کا گھر اور نصاب تعلیم کتاب و حکمت مقرر فرمایا گیا ہے۔ (واللہ الہادی والموفق)

نوٹ..... یاد رہے کہ آیت مذکورہ میں اگرچہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات و اہمات المؤمنین کو خطاب ہے۔ لیکن اس کا حکم تمام امت و اہل اسلام عورتوں کیلئے عام ہے ویسے بھی ازواج مطہرات کے اتنے بلند منصب و اہمات المؤمنین ہونے کے باوجود جب ان کیلئے اتنی پابندی و تاکید ہے، تو عام عورتوں کیلئے تو بدرجہ اولیٰ ان احکام کی تعمیل اور پابندی و احتیاط ضروری ہے۔ ویسے یہ قرآنی آیات ان لوگوں کے دلوں کو فائدہ دیں گی جن کے دل صاحب قرآن سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو فرمایا کہ

يا ايها النبي قل لازواجك و بناتك و نساء المؤمنین يدنین علیہن من جلا بیہن (پارہ ۲۲، رکوع ۸)
یعنی اے غیب کی خبریں بتانے والے نبی! اپنی بیٹیوں اور بیٹوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے فرما دو کہ وہ اپنی چادروں کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں اور گھونگھٹ نکال کر باہر جائیں۔
فائدہ..... تفاسیر میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے کے بعد مسلمان عورتیں بوقت ضرورت چادر سے تمام منہ ڈھانپ کر سر اور منہ چھپا کر اس طرح نکلتی تھیں کہ صرف ایک آنکھ دیکھنے کیلئے کھلی رہتی تھی۔

وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن تبرج الجاہلیۃ الاولی واقمن الصلاۃ واتین الزکاۃ واطعن اللہ ورسولہ
اے نبی کی بیویو! اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور بے پردہ نہ ہو جیسے اگلی جاہلیت کی بے پردگی اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانو۔ (پارہ ۲۲، رکوع ۱۱)

فائدہ..... اسی حکم کے پیش نظر اُم المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حج فرض ادا ہونے کے بعد دوسری مرتبہ حج کو جانے کے بجائے گھر میں رہنے کو ترجیح دی تھی اور آخر وقت تک باہر نہیں نکلی تھیں۔
فائدہ..... اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا اصل مقام گھر ہے نہ کہ اسکول و کلب وغیرہ اور فرمایا کہ

واذا سالتموہن متاعا فاسالوہن من وراء حجاب ذلکم اطہر لقلوبکم وقلوبہن
یعنی اے صحابہ جب تم نبی کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں تمہارے اور انکے دلوں کی زیادہ سٹھرائی ہے۔

فائدہ..... اس آیت میں ازواجِ مطہرات کو پردے میں رہنے اور حضراتِ صحابہ کو بوقتِ ضرورت پردے کے باہر سے عرض کرنے کا

ادب سکھایا گیا ہے جس سے عام مردوں عورتوں کے مابین پردہ کی ضرورت کا اندازہ لگا سکتے ہیں اور دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ

و قل للمؤمنات يغضضن من ابصارهن و يحفظن فروجهن ولا يبدين زينتهن الا ما ظهر منها

وليضربن بخمرهن على جيوبهن

یعنی اور مسلمان عورتوں کو فرمادو کہ غیر مردوں سے اپنی زینت ظاہر نہ کریں مگر برقع و چادر جو اوپر سے مجبوراً خود ہی ظاہر ہیں اور اپنے دوپٹے اپنے گریبانوں پر ڈالے رہیں۔

فائدہ..... چونکہ عورت کے جسم میں سینہ کا ابھار زیادہ نمایاں و جاذب نظر ہوتا ہے۔ اس لئے پردہ کا عام حکم کے علاوہ سرمنہ اور گردن کے ساتھ سینہ چھپانے اور گریبان ڈھانپنے کی خاص تاکید فرمائی ہے۔ تاکہ یہ باتیں وسوسوں اور خطرات اور فتنوں کا موجب نہ بنیں۔ مرد و عورت کی نفسیات کو وہی جانتا ہے جو یہ حکم فرما رہا ہے اور فرمایا کہ

ولا يضربن بارجلهن ليعلم ما يخفين من زينتهن

اور عورتیں زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں کہ جانا جائے ان کا چھپا ہوا سنگھار۔ زیور (پارہ ۱۸، رکوع ۱۰ع)

فائدہ..... چونکہ عورت کے زیور کی آواز بھی غیر مرد کے نفسانی جذبات میں ہیجان کا باعث ہو سکتی ہے اس لئے عورت کو حکم فرمایا کہ اس طرح نہ چلے کہ زیور کی آواز بلند ہو جب عورت کے زیور کی آواز کا اتنا پردہ ہے تو خود اس کی آواز اور جسم کا پردہ کتنا ضروری ہے۔

اور فرمایا کہ **والقواعد من النساء التي لا يرجون نکاحا فليس عليهن جناح ان يضعن ثيابهن غير متبرجت**

بزينة و ان يستعففن خیر لهن واللہ سمیع علیم یعنی اور خانہ نشین عورتیں جنہیں بڑھاپے کے باعث نکاح کی آرزو نہیں رہی ان پر گناہ نہیں کہ اپنے بالائی کپڑے (برقع و چادر) اتار رکھیں۔ جبکہ بناؤ سنگھار نہ چکائیں اور اس سے بچنا اور بالائی کپڑے پہنے رہنا ان کیلئے بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

فائدہ..... ایسی بوڑھی عورتیں جنہیں نہ خود نکاح کی خواہش ہو نہ مردوں کو ان میں رغبت ہو چونکہ یہاں شہوانی خیالات کا محل نہیں اس

لئے عورتیں زائد بالائی کپڑے برقع و چادر اتار دیں تو گناہ نہیں لیکن ان کیلئے بھی اس سے بچنا بہتر ہے اس سے پردہ کی اہمیت اور جوان عورتوں کیلئے پردہ کی پابندی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ ویسے یہ قرآنی آیات ان دلوں کو فائدہ دیں گی جن کا دل صاحب قرآن سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر قربان ہے جو سرے سے احکامِ خداوندی و ارشاداتِ نبوی سے بے نیاز ہے

اسے ان باتوں سے کوئی دلچسپی نہیں۔

شفیق رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

حضور شفیق اُمت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کی اصلاح کیلئے اپنے ارشادات میں جامع اور مختصر نسخے تجویز فرمائے ہیں۔ اسی طرح اصلاحِ معاشرہ پر عورت کے متعلق اصلاحی پہلو پر ارشادات بھی فرمائے ہیں وہ قابل صد تحسین و آفرین ہیں منجملہ ان کے تعلیم و کتابت نسواں بھی ہے۔ ارشادات ملاحظہ ہوں۔

عورت گھر میں رہے

عورت گھر میں رہنے اور پردہ کی چیز ہے، پس عورتوں کو گھروں میں قید رکھو بیشک عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو اس کے گھر والے کہتے ہیں کہاں کا ارادہ ہے وہ کہتی ہے کہ میں مریض کی عیادت و میت کی تعزیت کیلئے جا رہی ہوں، پس اس نیک کام میں جانے کے باوجود شیطان بہکانے اور پھسلانے کیلئے اس عورت کے ساتھ ہو جاتا ہے یہاں تک کہ شیطان کے وسوسہ سے وہ اپنا ہاتھ وغیرہ بے پردہ نکالتی ہے (سن لو) عورت کو عیادت تعزیت وغیرہ کسی نیک کام میں اللہ کی ایسی خوشنودی حاصل نہیں ہو سکتی جیسی گھر بیٹھ کر اللہ کی عبادت (اور جائز کام میں) خاوند کی اطاعت کر کے حاصل کر سکتی ہے۔ (کتاب الزواجر لابن حجر)

فائدہ..... آج کل کی خاتون تو اسے قید و جس سے تعبیر کرتی ہے لیکن وہ پیہیاں کہ جن پر آج ملک و ملت کو ناز ہے وہ اس پردہ اور گھر سے باہر نہ جانے کو اپنے لئے دین و دنیا میں اعلیٰ سرمایہ سمجھتی تھیں۔
صرف دو حوالے لیجئے۔

۱..... حضرت سیدہ سودہ اُم المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا حج فرض ادا کر چکی تھیں۔ جب آپ سے دوبارہ حج کیلئے عرض کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ جہاں تک حج فرض کا تعلق ہے وہ میں ادا کر چکی ہوں۔ خدا کی قسم اب میرے بجائے میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا۔ راوی فرماتے ہیں خدا کی قسم اس کے بعد آخر وقت تک آپ گھر سے باہر نہیں نکلیں۔ (درمنثور)

۲..... اُم الخیر سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی والدہ ماجدہ ہیں۔ آپ کے والد حضرت عبداللہ صومعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی دختر نیک اختر کے متعلق فرماتے ہیں کہ میری لڑکی اندھی، بہری اور لنگڑی ہے۔ اندھی اس لئے ہے کہ اس کی نظر کبھی کسی غیر محرم پر نہیں پڑی۔ بہری اس لئے ہے کہ اس کے کانوں میں کبھی کسی ناجائز چیز گانے بجانے وغیرہ کی آواز نہیں گونجی۔ لنگڑی اس لئے ہے کہ اس نے اپنا قدم کبھی کسی ناجائز کام کی طرف نہیں اٹھایا۔ خدا کے فضل سے وہ ہمہ صفت موصوف ہے اگر ماں ایسی ہے تو بچہ بھی غوثِ زماں بنے گا۔ اسی لئے کہا گیا ہے کہ

وہ ماںیں گھر کی دیواروں کی رونق نہ یہ ماںیں کہ بازاروں کی رونق

۱..... حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دیکھا کہ عورتیں دوزخ میں زیادہ ہیں اور بہشت میں تھوڑی۔ (مشکوٰۃ)

۲..... آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو عورت پانچ وقت کی پابندی سے نماز پڑھے اور رمضان شریف کے روزے رکھے اور اپنی عصمت کی حفاظت کرے اور جائز امور میں اپنے خاوند کی اطاعت کرے، وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو۔

۳..... آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ سر کے بالوں سے لٹکی ہوئی ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کون ہیں؟ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یہ وہ عورتیں ہیں جو پردہ نہیں کرتی اور اپنے خاوند کے سوا غیر مردوں کیلئے بناؤ سنگھار کرتی ہیں اور بے پردہ ہو کر ان کو اپنی زینت و آرائش کا مظاہرہ کرتی ہیں۔

۴..... حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی غیر مرد عورت کیساتھ تنہائی میں نہ ہو کیونکہ تیسرا نلکے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

فائدہ..... غیر مرد عورت کی تنہائی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد کے خلاف سخت خطرہ کا باعث اور شیطان کی شیطنت کا آسان موقع ہے۔ یاد رہے کہ ہر غیر مرد کیلئے یہی حکم ہے وہ کوئی عام شخص ہو، غیر محرم رشتہ دار ہو، یا کوئی صوفی ہو، یا مولوی یا پیر ہو۔ (العیاذ باللہ)

عورت کا مصافحہ

اُمّ المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جس عورت کو بیعت کرتے اسے اپنی زبان مبارک سے فرماتے میں نے تجھے بیعت کیا خدا کی قسم سلسلہ بیعت میں آپ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ کیساتھ نہیں چھوا۔ (بخاری و مسلم)

دوسری روایت میں ہے کہ بیعت کے موقع پر عورتوں نے عرض کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مصافحہ فرمائیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **انی لا اصافح النساء** یعنی میں عورتوں سے مصافحہ نہیں کرتا۔ (موطا امام احمد)

فائدہ..... رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کے آقا و مولا اور باپ ہونے کے باوجود جب اتنی احتیاط فرمائی کہ..... اور آپ کا ہاتھ کبھی کسی عورت کے ہاتھ کے ساتھ نہیں چھوا بلکہ آپ نے خود فرمایا کہ میں عورتوں کے ساتھ مصافحہ نہیں کرتا۔ تو اور کسی کیلئے کیسے جائز ہو سکتا ہے کہ اس کا ہاتھ کسی غیر محرم عورت کے ہاتھ کے ساتھ چھوئے اور آپس میں مصافحہ بازی کی جائے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مغرب زدہ تعلیم یافتہ عورتوں کا اپنے ہم جنس مردوں (مسٹروں) کے ساتھ مصافحہ کرنا اور مرید عورتوں کا پیروں اور پیروزوں اور صاحبزادوں کے ساتھ ہاتھ ملانا ان کی دست بوسی کرنا اور ان کے پاؤں دبانے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشاد و طریقہ کے خلاف اور شرعاً ناجائز ہے۔

عورتوں کا جہاد

ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیا مردوں کی طرح عورتوں پر بھی جہاد ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ان پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں (الحج والعمرة) ابن ماجہ کی دوسری روایت میں ہے کہ **جہاد کن الحج** یعنی تمہارا جہاد حج ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

فائدہ..... یعنی مردوں کی طرح عورتوں کا حج و عمرہ ان کا جہاد ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں ان پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں (الحج والعمرة) دوسری روایت میں ہے کہ **جہاد کن الحج** اے عورتو تمہارا جہاد حج ہے۔ (مشکوٰۃ شریف) یعنی عورتوں پر جہاد نہیں ہاں استطاعت ہو تو ان کا جہاد حج و عمرہ ہے۔

انتباہ..... جہاد کے نام پر مردوں کا عورتوں کو جنگی مشقیں کرانا، بطور رضا کار ان کو بھی برتی کرنا، ان کی پریڈ کرانا اور سلامی لینا، اسی طرح عورتوں اور مردوں کا آپس میں ملنا ملنا شرعاً جائز نہیں۔ عورتوں کی ذمہ داری سپاہی بننا نہیں بلکہ گھر میں رہ کر سپاہی جینا اور اس کی تربیت کرنا ہے۔ یاد رہے کہ اس کے باوجود کہ عورتوں کا حج و عمرہ ان کا جہاد بھی ہے۔ استطاعت کے باوجود عورتوں کا محرم کے بغیر سفر کرنا اور حج کو جانا جائز ہے۔

عورت کا سفر

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے اور ہرگز کوئی عورت اپنے محرم جس کا نکاح حرام ہے کے بغیر سفر نہ کرے۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فلاں جہاد کے سلسلہ میں میرا نام لکھ لیا گیا ہے اور میری عورت حج کیلئے جا رہی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو جا اور عورت کے ساتھ حج کر۔ (بخاری و مسلم)

دیکھئے! رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورت کو محرم کے بغیر تنہا سفر کرنے سے کس طرح منع کیا ہے اور اس سلسلہ میں اتنا اہتمام فرمایا کہ جہاد پر جانے والے کو جہاد کے بجائے اپنی بیوی کے ساتھ حج کرنے کا حکم فرمایا ہے تاکہ اس کی بیوی تنہا حج کو نہ جائے۔ تو جب عورت کو محرم اور شوہر کے بغیر حج جیسے مقدس و مبارک سفر پر جانا جائز نہیں تو عورتوں کا تہا دیگر مقامات و اعراس پر جانا اور مختلف مشاغل کیلئے کراچی سے پشاور تک کا سفر کرنا اور غیر ملکی سیاحت وغیرہ کے سلسلے میں بھارت اور لندن اور امریکہ تک پہنچنا کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اس اہم حکم کے خلاف تنہا سفر کرنے والی عورتوں کا آئے دن عبرتناک حشر ہوتا ہے وہ باخبر حضرات سے مخفی نہیں ہے کاش حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ارشادات پر عمل ہو اور دین و آخرت کی سرخروئی حاصل ہو۔

کون دیوٹ

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس اُمت کے دس شخص ایسے ہیں جو اپنے کو مومن گمان کرتے ہیں حالانکہ وہ کافر ہیں۔ ان میں سے ایک دیوٹ ہے کہ اپنی بیوی کے معاملے میں غیرت نہیں کرتا۔ نیز فرمایا کہ میری اُمت میں سے دس قسم کے لوگ توبہ کرے بغیر جنت میں داخل نہیں ہونگے ان میں سے ایک قسم دیوٹ ہے۔ (المحدیث)

دوسری روایت میں ہے کہ دیوٹ وہ جو اس بات کی پروا نہیں کرتا کہ اس کی بیوی کے پاس کون آیا ہے۔ (منہیات، طبرانی)

﴿کافر حقیقی مراد نہیں بلکہ ناشکرا یا خدا کا باغی۔ اویسی غفرلہ﴾

فائدہ..... معلوم ہوا کہ جو شخص اپنی بیوی کے متعلق غیرت نہیں رکھتا غیروں کو ان کے پاس آنے سے نہیں روکتا اور اس کو غیروں کے سامنے بے پردگی کرنے اور ان کے ساتھ ملاقاتیں کرنے ہنسنے کھیلنے سے نہیں روکتا، وہ دیوٹ ہے اور بڑا ہی محروم و بدنصیب ہے۔ (العیاذ باللہ)

انتباہ..... دیوٹ ایک سخت لفظ ہے اگر آج کسی کو کہا جائے تو وہ تادم زیت جانی دشمن بن جائے گا۔ لیکن عملی طور پر دیکھو تو اپنی عورت سے بے غیرتی کا کیا عالم ہے۔ اسکا آپ حضرات خود ہی اندازہ لگائیے یا اسی کتاب میں چند نمونے ملاحظہ فرمائیں۔

۱..... ام المؤمنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حفصہ بنت عبدالرحمن باریک دوپٹہ اوڑھے ہوئے حاضر ہوئیں تو آپ نے اس باریک دوپٹہ کو پھاڑ دیا اور ان کو موٹا دوپٹہ پہنایا۔

فائدہ..... اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا ایسا باریک و پتلا لباس پہننا اور دوپٹہ اوڑھنا جس سے جسم و بالوں کی رنگت نمایاں ہو و عید شدید کا مستحق جنت سے محرومی و سخت عذاب کا باعث ہے اور ایسے کپڑے اس لائق نہیں ہیں کہ انہیں پھاڑ دیا جائے اور ان کی جگہ موٹے کپڑے استعمال کئے جائیں۔ چونکہ ٹیڈی قسم کے چست لباس میں بھی باریک کپڑوں کی طرح اعضاء متشکل اور جسم نمایاں ہوتا ہے اس لئے باریک کپڑوں کی طرح برائے نام چست لباس بھی ننگا ہونے کا حکم رکھتا ہے اور ان دونوں قسم کے باریک و چست کپڑوں سے باحیا اور اہل غیرت مسلمانوں کیلئے احتراز لازم ہے۔ بلکہ مروجہ برقعوں کی طرح شوخ رنگ جاذب نظر و پرکشش لباس بھی شرعی نقطہ نظر سے ناروا ہے۔ کیونکہ باریک و تنگ کپڑوں کی طرح ایسا لباس بھی نظر کو کھینچتا ہے اور نگاہیں اپنی طرف متوجہ کرتا ہے اور عورت کا ایسا لباس پہن کر مردوں کے سامنے جانا اور باہر نکلنا ناروا ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **يُخْرَجْنَ وَهْن تَقْلَاتٍ** یعنی عورتیں اگر بضرورت نکلیں تو بغیر خوشبو میلے و پرانے کپڑوں میں

باہر نکلیں۔ (ابوداؤد)

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک میں ایک عورت گزر رہی تھی جس کی خوشبو آپ کو محسوس ہوئی تو آپ نے اس کو مارنے کیلئے ڈڑہ اٹھایا اور فرمایا کہ تم ایسی خوشبو لگا کر نکلتی ہو جس کی مہک مردوں کو محسوس ہوتی ہے اگر بضرورت نکلنا ہو تو بغیر خوشبو میلے کپیلے کپڑوں میں نکلا کرو۔ (کنز العمال)

فائدہ..... امام غزالی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ عام طور پر عورتیں جو جاذب نظر چادر و نقاب و برقع اوڑھتی ہیں یہ ناکافی ہے۔ کیونکہ اس سے شہوت کو تحریک ہو سکتی ہے بلکہ بعض اوقات ایسے پرکشش کپڑوں میں ننگے چہرے سے زیادہ پرکشش نظر آتی ہیں۔ لہذا ان کو ایسی چادر و خوبصورت نقاب اوڑھ کر باہر نکلنا حرام ہے۔ جو عورت ایسا کرے گی گنہگار ہوگی اور اس کا باپ، بھائی، شوہر جو اسے اس کی اجازت و امداد دے گا وہ اس کے ساتھ گناہ میں شریک ہوگا۔ (کیمیائے سعادت)

فائدہ..... ان تصریحات سے واضح ہوا کہ باریک و تنگ لباس تو درکنار عورتوں کو ایسا پردہ خوبصورت و پرکشش لباس و دوپٹہ اور برقع پہن کر باہر نکلنا بھی ممنوع و ناپسندیدہ ہے۔ جس کی طرف نگاہیں اٹھیں اور مردوں کے جذبات میں ہیجان و تحریک پیدا ہو کاش مسلمان مائیں بہنیں اور بیٹیاں ان احکامات کا احترام کریں۔ شرعی لباس و پردہ کو اپنا کر اپنی قومی غیرت و اسلام پسندی کا ثبوت دیں اور جنت کی محرومی و جہنم میں جلنے سے بچ جائیں اور ان کے مسلمان و رشاء باپ بھائی شوہر و دیگر متعلقین اپنی حمیت و غیرت کو بروئے کار لائیں اپنی مستورات کی نگہداشت کریں۔ ان کو سادہ لباس پہنائیں۔ صحیح طور پر پردہ کرائیں اور باریک و ٹیڈی لباس اور خوبصورت و جاذب نظر کپڑے پہن کر اور سرخی پاؤڈر وغیرہ کے ساتھ بناؤ سنگھار کر کے باہر نکلنا اور اسکولوں کالجوں بازاروں دکانوں مینا بازاروں نمائشوں کلبوں سینماؤں اور دفاتروں وغیرہ میں جانا بند کر کے اپنی شان مسلمانی و ایمانی غیرت کا مظاہرہ فرمائیں اور ایسے کپڑوں کو جلادیں جو قوم کی بیٹیوں کی بے پردگی معاشرہ کی بے راہ روی اور بے حیائی و فحاشی کا باعث ہے۔ (من ابن عدی)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالا خانوں میں نہ رکھو اور فرمایا کہ مسلمان مردوں کیلئے اور عورتوں کیلئے بہتر مشغلہ چرخہ کا تانا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں عام حکم فرمایا کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالا خانوں میں نہ رکھو۔ (کذا فی روض الاخبار شیخ محمد قاسم بن یعقوب)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لقمان کا ایک لکھنے والی لڑکی پر گزر رہا تھا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تلوار کس کو ذبح کرنے کیلئے تھیل ہو رہی ہے۔ (اخرجہ الترمذی الحکیم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

امت کے غمخوار اور قیامت تک آنے والے تمام مشکلات کے حل کرنے والے نبی ﷺ نے اپنی امت کو یوں ہدایت فرمائی:

﴿۱﴾ **عن عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لا تسکنوہن**

الترف ولا لیعلموہن الکتابۃ و علموا المغزل (سورۃ نور) اخرجہ بیہقی فی مصعب الایمان عن الحاکم وقال صحیح الاسناد لا جریسیوطی۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو بالا خانوں میں نہ رکھو اور ان کو لکھنا

نہ سکھاؤ۔ بلکہ چرخہ کا تنا سکھاؤ اور قرآن مجید میں سے سورۃ نور ان کو خصوصیت کے ساتھ پڑھاؤ۔ اس حدیث کو علاوہ بیہقی اور

حاکم کے ابن مردویہ قرطبی ابن حجر شیبی۔ واحدی، شرنی، بغوی، ملا علی قاری جیسے جلیل القدر محدثین نے بھی روایت کیا اور

حکیم ترمذی نے اس معنی کی ایک اور روایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی نقل کی ہے۔ یہ طوالت اس لئے عرض کی ہے کہ

بعض حضرات جو عورت کیلئے لکھنے وغیرہ کے جواز کے قائل ہیں وہ اس حدیث کی صحت کے شاک کی ہیں انہیں اصول حدیث کو سامنے

رکھنا ضروری ہے۔ ایسی حدیث میں اگرچہ بعض کی اسناد ضعیف ہیں تو بعض تو صحیح الاسناد ہیں۔

﴿۲﴾ **حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا تعلمو نساء کم**

الکتابۃ ولا تسکنوہن العلابی یعنی عورتوں کو بالا خانوں پر نہ ٹھہراؤ اور نہ لکھنا انہیں سکھاؤ۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً لا تعلموا نساء کم الکتابۃ ولا تسکنوہن العلابی و قال خیر الہو

المؤمن السیاحۃ و خیر لہو المرأۃ المغزل للسیوطی عن ابن عدی۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور بالا خانوں میں نہ رکھو اور فرمایا کہ مسلمان مرد کیلئے

بہتر دل بہلا واتیرنا ہے اور مسلمان عورتوں کے بہتر مشغلہ چرخہ کا تنا ہے۔

﴿۳﴾ **حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لا تعلمو نساءکم الکتابۃ**

ولا تسکنوہن العلابی وابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ یعنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور نہ ان کو بالا خانوں پر ٹھہراؤ۔

﴿۴﴾ **حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے دور خلافت میں عام حکم فرمایا کہ عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور نہ ان کو بالا خانوں پر ٹھہراؤ۔**

﴿۵﴾ **حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لقمان کا ایک لکھنے والی لڑکی پر گزر رہا تو آپ نے فرمایا کہ یہ تلوار کس کو**

ذبح کرنے کیلئے ثقیل ہو رہی ہے۔ (اخرجہ الترمذی الحکیم عن ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

جب اُمت کے غمگسار اور قیامت تک آنے والی تمام مشکلات حل کرنے والے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی امت کو یہ دستور العمل عنایت فرمائے تو پھر امتی ہو کر ایک انگریز دشمن اسلام کے دستور العمل کو کیوں ترجیح دیتا ہے۔ جب کہ فقیر آگے چل کر تصریح پیش کرے گا کہ لڑکیوں کی تعلیم کا جال انگریز نے صرف اسی لئے بچھایا ہے کہ کسی طرح اسلام کی مضبوط آہنی دیوار کھوکھلی ہو اور اسے خود مسلمان اپنے ہاتھوں ہی توڑ پھوڑ کر رکھ دیں۔ چنانچہ وہ اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ اگرچہ آج ملک ہمیں دے گیا ہے لیکن اپنے مقصد پر مسرور ہے۔ لیکن یاد رہے کہ جتنا انگریز آج ہماری تہذیب و تمدن پر قابض ہو کر خوش ہے اتنا ہی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم سے ناراض ہیں۔

مسلمانو! ابھی سنبھل جاؤ ورنہ قیامت کے دن حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب شفاعت سے دست برداری کا اظہار فرمایا اور حکم دیا کہ ان معاشرہ بگاڑنے والے عیسائیت کی اقتدا کرنے والوں کو میرے سامنے نہ لاؤ۔ تو بتاؤ اس وقت تمہارے ساتھ کیا گزرے گی فلہذا آج سے ان کی پناہ لو آج ہی مدد مانگ لو ان سے پھر نہ مانیں گے کبھی اگر تم مان بھی گئے۔

فائدہ..... پاکستان کی تعلیم یافتہ لڑکیوں کی اکثریت بیرونی سروں کے افسروں سے شادی کرنا پسند کرتی ہیں۔ لیکن اگر محکمہ خارجہ کے افسر میسر نہ آئیں تو پھر ایسی لڑکیاں علی الترتیب فوجی افسروں، ٹیکنیکل ماہرین، بڑے بڑے تاجروں اور انتظامیہ سے وابستہ عہدہ داروں کو ترجیح دیتی ہیں۔ انکشاف ایک سروے رپورٹ سے ہوا ہے جو شوہروں کے انتخاب کے معاملے میں تعلیم یافتہ پاکستانی لڑکیوں کے رجحانات کا جائزہ لینے کے بعد مرتب کی گئی ہے۔ رپورٹ مرتب کرنے والی خاتون نے اپنے سروے سے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ تعلیم یافتہ لڑکیاں شوہر کے انتخاب کا اختیار خود حاصل کرنا چاہتی ہیں اور اس کے علاوہ کالج کی لڑکیوں کا یہ رجحان بھی زیادہ ہے کہ وہ اپنے سے خاصی زیادہ عمر کے مرد کو بطور شوہر پسند کرتی ہیں۔ (کوہستان اخبار)

پھر یہ کتنی بدبختی کا سامنا ہے کہ باپ اگر سید ہے، یا افغان ہے، یا اعلیٰ گھرانے کا ہے تو لڑکی کے ماحول نے ایک ایسے کا انتخاب فرمایا ہے جو نسبتاً بالکل گرا ہوا ہے۔ لیکن چونکہ اس کا اپنا انتخاب ہے اس لئے باپ مجبور ہے۔ ورنہ اب کیا کرے۔ پھر شادی کے بعد اپنی تعلیمی معیار کے مطابق گھریلو کاروبار سے عاری نہ روٹی پکانے کی۔ نہ دال بنانے کی۔ کہتے ہیں کہ ایک صاحب ایم اے کا امتحان دیکر کالج میں دوسو، سوادو سو روپیہ کے پروفیسر ہو گئے تھے۔ نئے خیالات کی بدولت چاہتے تھے کہ تعلیم یافتہ اور اپ ٹو ڈیٹ عورت ہو جو انکی شریک حیات ہو۔ چنانچہ ہزار کوشش کے بعد انکا ایک بی اے پاس لڑکی سے نکاح ہو گیا۔ وہ ایک مہینے تک تو اپنے اس انتخاب لاجواب کی اپنے دوستوں سے داد چاہتے رہے۔ مگر اس کے بعد خانہ داری کے مرحلے سامنے آئے تو پھر ان کی داد و فریاد سننے والا کوئی نہ تھا۔ بھوکے پیاسے کالج سے واپس آتے تو دیکھتے ہیں کہ بی بی باؤ نیز پڑھ رہی ہیں اور باورچی خانہ میلا ہے۔ برتن بغیر دھلے ہوئے ہیں۔ شور و غل مچانے پر بیگم نے جلدی جلدی کھانا پکا کر سامنے رکھا تو روٹی جلی ہوئی اور دال کچی، ترکاری اور گوشت بھی بے مزہ، کبھی نمک تیز اور کبھی مرچیں زیادہ۔ یہ عالم دیکھ کر پھر وہ یوں کہا کرتا تھا کہ مجھ سے ہزار درجہ

وہ لوگ اچھے ہیں جو پندرہ بیس روپے ماہوار پاتے ہیں اور یہ بیاں ان کی نئی تعلیم سے بے بہرہ ہیں۔ (ماہ طیبہ مئی ۱۹۶۲ء)

علاوہ ازیں اب عورت مخدومیت چاہے گی شوہر کو خادم سمجھے گی بلکہ ہر طرح کی آزادی جیسے جی میں آیا کیا۔ عورت خود فتنہ ہے اور لکھنا لکھانا اس فتنہ کو اور سخت کر دیتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ درحقیقت انسان کی تحریر اس کی خوش آواز ہے۔ اس لئے کہا جاتا ہے القلم لسان الیہ بلکہ یہ آواز اکثر زبان کی آواز سے زیادہ دلکش ہی ہے۔ جس طرح تعلیمات شرعیہ اور غیرت فطریہ اس کی اجازت نہیں دیتی اجنبی مرد غیر عورتوں کی آواز سنیں اس طرح یہ بھی مناسب نہیں کہ عورتوں کی تحریر کاغذ میں ثبت ہو اجنبی مردوں کی نظر پڑتی ہے۔ نیز عورتوں کی اکثر تحریر بڑے بڑے فتنوں کا ذریعہ ہوتی ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ عورت کی کتابت اور تعلیم موجودہ انگریزی وغیرہ میں (۱) حدیث کی صریح ممانعت (۲) اختلاف علماء اس کثرت رائے کے عمل کو ترک کرنا مناسب ہی ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ضرورت ہی نہیں۔ ہاں اگر سخت ضرورت پیش آئے اور کسی فتنہ کا خوف ہو تو پھر مضائقہ نہیں۔ لیکن ترکِ تعلیم کتابت کا یہ مطلب نہیں کہ عورتیں بالکل ہی جاہل رہیں یا شریعت عورتوں کو جاہل رکھنا چاہتی ہے۔ بلکہ شریعت تو ہر مرد و عورت پر علم کو واجب قرار دیتی ہے۔ اسلاف امت کی تاریخ میں صد ہا تعلیم یافتہ عورتوں کے وہ کارنامے موجود ہیں کہ مردوں کو ان پر رشک آتا ہے علماء نے ان عورتوں کی مستقل تاریخیں لکھی ہیں۔ موجودہ زمانہ میں عورتوں کی بد اخلاقی اور بے دینی اور پابندی رسوم جاہلانہ کا سبب بے عملی ہے اگر عورتیں تعلیم پائیں تو توقع ہے کہ یہ سب خرابیاں ان سے دور ہو جائیں ہاں یہ ضرور ہے کہ تعلیم ایسی نہ ہو کہ جو ان کے اخلاق کو خراب کرنے والی ہو اس لئے علماء کرام نے عورتوں کیلئے انگریزی اور عشقیہ غزلوں اور ناولوں وغیرہ کو مطالعہ کرنا ناجائز فرمایا ہے کیونکہ یہ چیزیں مخرب اخلاق ہیں۔

بالا خانوں میں عورتوں کی بے پردگی یقینی نہیں بلکہ محتمل ہے لیکن آپ نے یہ بھی روانہ رکھا اب وہ عورتیں اپنی حالت پر غور کریں جو پردہ میں کوتاہی کرتی ہیں کل قیامت میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کیا جواب دیں گی؟

مسلمان اس وقت سے بزدل و بے دست و پاء ہو جب سے ان پاک تعلیمات کو چھوڑا جو ان کے دین میں ان کیلئے بہتری اور بھلائی کا راستہ ہے۔ آج کل مسلمانوں کے بچے ہیں اسکولوں میں کیا سیکھتے ہیں چڑیاں طوطے بنانا، اسے کھینچنا اور اعلیٰ درجہ کی ترقی یہ ہے کہ فٹ بال اور کرکٹ تک پہنچ جائیں۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رہتی دنیا تک کے تمام فتنوں اور غلط مصلحتوں اور خرابیوں کو ختم کیا اور آپ ان کی اصلاح کو بخوبی جانتے تھے اور اپنے دین کو اپنی امت میں ادھورا نہیں چھوڑ گئے بلکہ دین مکمل کر کے دے گئے۔ جو شخص یہ کہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانہ کی ضرورتوں سے بے خبر تھے یا یہ کہے کہ آئندہ ضروریات کو اگر ملاحظہ فرماتے تو ضرور اس کی اجازت دے دیتے وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی شان اور قدر و منزلت سے بے خبر ہے۔ سیدنا امام محمد ابن العربی قدس سرہ اپنی مشہور کتاب فتوحات مکیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام مصلحتات کو جانتے تھے۔

شیطانی جال

عورتوں کو پیچھے رکھو جیسے اللہ تعالیٰ نے انہیں مردوں سے پیچھے رکھا۔

نمائش پر عذاب

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عورتوں کے گروہ تم میں جو عورت زیور پہن کر غیر مردوں کے سامنے اس کی نمائش کرے گی وہ عذاب میں مبتلا ہوگی۔ (ابوداؤد) اور فرمایا کہ جو عورت غیر مردوں پر اپنی زینت کی نمائش کرے گی قیامت کے دن وہ نور سے محروم اور اندھیرے میں مستغرق ہوگی۔ (ترمذی شریف)

شیطانی صورت

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیروں کے سامنے عورت شیطان کی صورت میں آتی ہے اور شیطان کی صورت میں جاتی ہے جس طرح شیطان وسوسے ڈالتا ہے اسی طرح مردوں کے سامنے عورت کا آنا شیطانی وسوسا کا باعث ہے۔ (ترمذی)

دیور سے پردہ

فرمایا کہ غیر محرم عورتوں کے پاس جانے سے بچو۔ ایک شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیور کے متعلق ارشاد کیا ہے؟ فرمایا کہ دیور موت ہے اور اس سے زیادہ پردہ و احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ خاوند کی وجہ سے اس کے ساتھ ایک رشتہ کے باعث بیگانوں کی بنسبت خطرہ کا زیادہ امکان ہے۔

خلوت حرام

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو غیر محرم عورت کے پاس تنہائی میں جاتا ہے تو تیسرا ان کے پاس شیطان ہوتا ہے۔ (ترمذی)

اور فرمایا کہ میں نے شب معراج جہنم میں دیکھا کہ جو عورتیں اپنے بالوں کو غیر مردوں سے نہیں چھپاتیں وہ جہنم میں اپنے بالوں سے لٹکی ہوئی ہوں گی اور شدت عذاب سے ان کا دماغ اُبل رہا ہوگا اور جو عورتیں اپنے جسم کی تشہیر کرتی تھیں غیر مردوں سے پردہ کے بجائے ان کو اپنا بناؤ سنگھار دکھاتی ہیں ان کا جسم آگ کی قینچی سے کاٹا جائے گا۔

فائدہ..... عورتوں کے حالات کے بگاڑ پر مباح کی رکاوٹ ہی بہتر ہے اگرچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنے دور میں بعض صحابیات کو کتابت کی اجازت مرحمت فرمائی تو وہ صرف اپنی بیبیوں کے ساتھ مخصوص ہوگی۔

سوال..... حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ اقدس میں بہت سی صحابیات کو کتابت کے فن پر عبور تھا۔ چنانچہ ذیل کی چند روایات ملاحظہ ہوں:-

فتوح البلدان میں ہے کہ حضرت عائشہ بنت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی لکھنا جانتی تھیں اور فرماتی تھیں کہ میرے باپ نے مجھے لکھنا سکھایا تھا۔

فائدہ..... صحابیہ کی کتابت کے ثبوت کے علاوہ صحابی جلیل القدر نے کتابت سکھائی اس سے ثابت ہوا کہ خیر القرون میں بھی یہ دستور جاری تھا تو اب تم کون ہوتے ہو روکنے والے؟

فتح بلاذری ۲۷۲ میں ہے کہ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زوجہ محترمہ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط بھی فن کتابت جانتی تھیں۔

فائدہ..... ام کلثوم ایک جلیل القدر صحابی کی زوجہ ہونے کے علاوہ صحابیات میں سے تھیں ان حقائق کے باوجود دور حاضر میں ترقی یافتہ عورتوں کو کتابت سے روکنا دقیانوسی پن نہیں تو اور کیا ہے۔

سوال..... علاوہ ازیں خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے کتابت کی اجازت مروی ہے حضرت شفا بنت عبد اللہ مروی ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک روز میرے ہاں تشریف لائے اور میں اس وقت حضرت حفصہ کے پاس

بیٹھی ہوئی تھی آپ نے مجھ سے فرمایا کہ الا تعلمین هذه رقيته النملة كما علمتها الكتابة (رواہ ابوداؤد)

نملہ ان پھوڑوں کو کہتے ہیں جو انسان کی بغل سے نیچے نکل آتے ہیں اور جن میں سوزش سی چلتی معلوم ہوتی ہے۔ عرب کچھ دعا پڑھ کر اس پردم کرتے ہیں جس سے باذن اللہ تعالیٰ یہ تکلیف دفع ہو جاتی ہے۔ (قاموس)

حضرت شفا یہ دعا جانتی تھیں اور اکثر دم کیا کرتی تھیں۔ جب ہجرت کر کے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو حضرت شفا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ اس خیال سے کہ کہیں اس دعا میں کوئی گناہ نہ ہو۔

آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سنائی تو آپ نے اجازت دی اور فرمایا کہ یہ دعا حضرت حفصہ کو سناؤ۔ (کنز اذکرہ الخطابی فی حاشیہ ابی داؤد)
 اس دعا کے بارے میں خطابی نے شرح ابوداؤد میں اور علامہ دمیری نے حیوة الحیوان باب النمل میں مختلف اقوال نقل کئے ہیں جن کے ذکر کرنے کی اس جگہ ضرورت نہیں۔ ابوداؤد کی اس روایت سے ثابت ہوا کہ حضرت شفا لکھنا جانتی تھیں اور حضرت حفصہ کو بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے سکھایا اور اس روایت کو بھی حاکم نے روایت کر کے صحیح کہا ہے۔ بہر حال اس حدیث سے عورتوں کیلئے تعلیم کتابت کی اجازت نکلتی ہے۔

الجواب..... علماء محدثین و فقہاء نے دونوں روایتوں کی تطبیق کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ اگر کسی فتنہ کا خوف نہ ہو جیسا کہ حضرت حفصہ اور شفا کیلئے نہیں تھا تو اجازت ہے ورنہ نہیں۔ سیدنا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے اس کے ازالہ میں عجیب توجیہ بیان فرمائی ہے اس کو ہم نے بیان کر دیا ہے (مستقل طور پر فقیر کا رسالہ **کتابت نسواں** پڑھئے) شرح مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ جہاں کسی مباح فعل کی وجہ سے اسلام میں فتنہ کا احتمال ہو تو اس مباح کو نہ کرنا ضروری ہے اور واجب ہے اور یہ قاعدہ اصولی ہے ہر چھوٹی بڑی کتاب میں درج ہے۔ اب اگر بقول زید عورتوں کی کتابت یا اسکولوں اور کالجوں کی تعلیم کو مباح سمجھا جائے تو فتنہائے عظیم کو کون روکے گا کہ جب بے پردہ یا فیشنی پردہ اوڑھ کر گھر سے نکلتی ہیں تو ہزاروں کو گناہوں میں مبتلا کرتی ہیں۔ پھر اسکول و کالج میں جا کر کتنوں کو عشاق بنا کر کشت و خون کی نوبت تک پہنچاتی ہیں۔ اس کا اندازہ اخبارات سے لگائیں لہذا نتیجہ نکالنا آسان ہو گیا کہ اولاً تو محققین کے نزدیک عورت کو قلم ہاتھ میں دینا دین کی اینٹ پرائنٹ بجانا ہے اگر بقول بعض روا رکھا جائے تو ان فتنوں اور فسادات کو کون روکے گا۔

تیسرا باب

عورت کی تعلیم کے بارے میں متقدمین فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم نے اس موضوع پر متعدد کتابیں بھی لکھی ہیں اور پھر کتب ذیل میں معتبر و مستند فقہاء کرام نے اپنی معتبر کتب میں تصریح فرمائی کہ عورتوں کے ہاتھ میں قلم دینا اپنے ہاتھ سے دین کے مضبوط قلعہ کو ڈھانا ہے اور پھر موجودہ دور کی انگریزی تعلیم اور کالج اور اسکولوں کے گندے ماحول سے پناہ۔ بخدا میں کہتا ہوں کہ اگر آج ہمارے اسلاف صالحین حضرات رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم زندہ ہوتے تو ان کے دل خون کے آنسو روتے جبکہ ہم اس کے برعکس اپنے قلم کا زور صرف اسی پر صرف کرتے ہیں کہ اہل اسلام انگریزی تمدن سیکھیں اور لڑکیاں کالج میں داخلہ لیں افسوس کہ ہم میں نہ زورِ قلمی ہے نہ دینی شان و شوکت اور جنہیں ہم اپنے دین کا مرکز سمجھتے ہیں وہ بھی ٹیڈی تہذیب اور ماڈرن تمدن کے نہ صرف حامی ہیں بلکہ اس کے مخالف کے سخت مخالف ہیں۔

اقوال فقہاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم

فقیر چند ایک اکابر کی تصریحات پیش کرنے کی جرأت کرتا ہے شاید کسی بھائی کو ہدایت نصیب ہو۔

وہ حضرات جنہوں نے مذکورہ موضوع کی حمایت فرمائی اور جن پر ملک و ملت کو ناز ہے اور مخالفین بھی انہیں اپنا مقتدا مانتے ہیں۔

(۱) حافظ امام ابو موسیٰ۔

(۲) امام علامہ توریشی۔

(۳) امام اشیر جزری۔

(۴) علامہ طاہر فتنی۔

(۵) علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ۔

(۶) علامہ جلال الدین سیوطی۔

(۷) شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی۔ (اصلاح بہشتی زیور از فتاویٰ رضویہ)

(۸) حکیم ترمذی صاحب۔ (نوادرا الوصول)

(۹) ابن ملک و شارح مشکوٰۃ۔

(۱۰) سید آلوسی۔

(۱۱) ملا علی قاری (صاحب مرقاۃ)

(۱۲) امام ابن حجر کی صاحب فتاویٰ حدیثیہ رحمہم اللہ تعالیٰ۔

(۱۳) صرف اس موضوع پر ایک تاریخی کتاب **صَوَاعِقُ الْمُلْكِ عَلَى مَنْ أَبَاحَ الْكِتَابَةَ لِنِسَاءِ الزَّمَانِ** لکھی گئی ہے

اس کے چند ایک فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں:-

☆ مفتی احناف مکہ مکرمہ

علامہ ابن اسماعیل علیہ الرحمۃ نے شرح تعلیم المعلم ۹۹۶ھ میں نقل کیا ہے کہ عورتوں کو خط و کتابت سیکھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا **لَا تَعْلَمُوا النِّسَاءَ الْخَطَّ** یعنی عورتوں کو خطوط کتابت نہ سکھاؤ یہ حدیث لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کی کراہت اور ممانعت میں نص صریح ہے اور یہ ممانعت نفس کتابت کے متعلق ہے۔

جہاں تک لڑکیوں کے لکھنا سیکھنے کیلئے گھروں سے اسکولوں کالجوں میں جانے کا تعلق ہے یہ شریعت محمدیہ کے خلاف ہے۔ مذہب حنفی کی کتابیں اس سے بھری پڑی ہیں کہ اسکولوں کالجوں سے نماز باجماعت کیلئے مساجد میں عورتوں کو جانا ممنوع اور مکروہ ہے۔ اگرچہ وہ باپردہ و سادہ لباس میں جائیں۔ نماز افضل العبادات ہے اور یہ بھی کہ قریب البلوغ (مرہقہ) لڑکی بھی بالغہ کی طرح ہے۔ ردالمحتار میں ہے کہ.....

والمراهقة فيما ذكر و قال فيه ايضاً فقد اعطوها بالغه من حين بلوغ حد الشهوة في تقدير حد الشهوة
فقليل سبع تسع و صحيح الزيعلي وغيره انه الا لربالسن من السبع على ما قيل او لتسع والمتعبران تصلح للجماع

عہد رسالت و عہد صحابہ میں مستورات اور ان کے پردہ کے یہاں تک احتیاط تھی کہ مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ کون سی چیز بہتر ہے تو انہوں نے عرض کیا کہ عورت کیلئے یہ ہے کہ نہ وہ غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اسے دیکھے۔ آپ نے اس جواب کو پسند فرمایا، انہیں پیار کیا۔

بعض من بعض - صحابہ کرام علیہم الرضوان کا یہ طریقہ تھا کہ گھر کی دیوار میں اگر کوئی سوراخ ہوتا تو بند کر دیتے تاکہ مستورات مردوں کو نہ جھانک سکیں ایک صحابی نے ایک مرتبہ اپنی بیوی کو سوراخ سے جھانکتے ہوئے دیکھا تو آپ نے اسے مارا۔ (غیر محرم مرد کی طرح) مسلمان لڑکیوں کا کافر آستانی سے تعلیم حاصل کرنا بھی ممنوع ہے کیونکہ کافر عورت مسلمان عورت کے حق میں اجنبی مرد کی طرح ہے اور اس کا مسلمان عورت کے بدن کو دیکھنا درست نہیں۔

(در مختار فصل اللبس واسطہ میں ہے) **والذميمة كالرجل الاجنبي في الاصح** اے اللہ ہم تیری طرف اس شخص سے برأت چاہتے ہیں جو (لڑکیوں کی تعلیم کیلئے) ایسا ادارہ بنا کر اسلام کی بزرگی کے ستونوں کو ڈھالنے والا اور نافرمانی کرنے والا ہے۔

﴿خادم شریعت محمد صالح ابن المرحوم صدیق کمال الحنفی مفتی مکہ مکرمہ﴾

لڑکیوں کو لکھنا سکھانا مکروہ ہے لکھنا سیکھنے کے بعد جہاں طالبات کیلئے اغراض فاسدہ کا حصول آسان ہوتا ہے وہاں فاسق لوگوں کا ان کے ساتھ رابطہ قائم کرنا ممکن ہو جاتا ہے حالانکہ کتابت کے بغیر یہ معاملہ آسان نہیں ہوتا اس لئے کہ خط و کتابت قاصد کی بہ نسبت پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس طرح قاصد کی زبانی پیغام بھیجنے سے مقصد حاصل نہیں ہوتا اس لئے عورت لکھنا سیکھنے کے بعد شقیل شدہ تلواری کی طرح ہو جاتی ہے جس میں برائی کی طرف اجابت و توجہ کی قابلیت تیزی کے ساتھ پائی جاتی ہے۔ جیسا کہ حکیم ترمذی نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت لقمان کا ایک لڑکی پر گزر ہوا جو لکھ رہی تھی تو آپ نے اسے لکھتے دیکھ کر فرمایا کہ یہ تلواری کو شقیل کر رہی ہے تاکہ اس کے ساتھ ذبح کرے۔ علاوہ ازیں فقہانہ فرمایا کہ اسکولوں کالجوں میں جانا تو درکنار عورتوں کا نماز باجماعت کیلئے مسجد میں جانا بھی ناجائز ہے۔ جب وہ عورت نوجوان ہو، یا زینت کے ساتھ، یعنی ہار سنگھار کر کے جائے، یا مردوں سے اختلاط ہو، یا اس نے خوشبو لگائی ہو، یا وہ مردوں کی طرف دیکھے، اور مرد اس کی طرف دیکھیں۔ جہاں تک ایسا ادارہ قائم کرنے والے کا تعلق ہے وہ اس کی بناء پر شرعاً گنہگار ہوگا۔ (اللہ سبحانہ و تعالیٰ اعلم) ﴿محمد سعید ابن محمد باہیل مفتی شافعیہ مفتی مکہ مکرمہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ﴾

مفتی احناف نے جو جواب دیا ہے وہ کافی ہے۔ اس لئے طوالت کی حاجت نہیں۔ لڑکیوں کا مسلمان عورت و اپنے محرم سے کتابت سیکھنا بھی مکروہ ہے۔ علامہ ابن رشید نے روح البیان و التحصیل میں فرمایا ہے ہمارے امام، امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑکیوں کا لکھنا سکھانا مکروہ قرار دیا ہے کیونکہ انہیں لکھنا سکھانے میں فساد ہے خصوصاً اس زمانہ میں۔ حالانکہ امام صاحب کا زمانہ چوتھی صدی میں تھا۔ پس جب چوتھی صدی میں فساد کی بنا پر لڑکیوں کا لکھنا ممنوع تھا تو خیال کرو! چودھویں صدی میں اس کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے۔ حالانکہ چوتھی صدی کی بہ نسبت چودھویں صدی کا فساد و آوارگی بدرجہا بڑھ کر ہے۔ غیر محرم مردوں پر ویسروں سے لڑکیوں کی تعلیم حاصل کرنا بھی حرام ہے۔ خصوصاً جب طالبات گھروں سے بے پردہ ہو کر نکلیں اور امتحان وغیرہ کی تقریب پر ان کے ساتھ غیر مردوں کا اجتماع ہو تو یہ حرمت اور زیادہ شدید ہوگی، کیا تم دیکھتے نہیں کہ ایسی صورت میں عورتوں کا نماز جماعت کیلئے جو کہ مخصوص عبادت ہے حاضر ہونا بھی حرام ہے چہ جائیکہ وہ ایک ایسے امر ممنوع کتابت کیلئے اسکولوں کالجوں میں حاضر ہوں جس کے باعث انہیں اس سے بڑھ کر برائیوں کا ارتکاب کرنا پڑے۔ غیر محرموں پر ویسروں کی طرح لڑکیوں کا کافرہ عورتوں سے تعلیم حاصل کرنا بھی حرام ہے کیونکہ مسلمان لڑکیوں کی کافرہ کے پاس تعلیم میں دینی خطرہ کے علاوہ مسلمان عورت کا کافرہ کے سامنے بے پردہ ہونا ناجائز ہے اور فتنوں کے ذرائع کار و کنا شرعاً مطلوب ہے اس قسم کی غیر شرعی تعلیم کیلئے ادارے بنانا بھی جائز نہیں کیونکہ یہ ان امور کی قسم سے ہے جس کے مرتکب کو اپنے گناہ کے علاوہ قیامت تک اس کے جاری کردہ غلط طریقہ پر چلنے والوں کا بھی گناہ ہوگا۔ ﴿محمد ابن الرحوم الشیخ حسین مفتی مالکیہ مکہ مکرمہ﴾

اسکولوں کالجوں میں لڑکیوں کو اس طرح کتابت سیکھنا ناجائز ہے۔ کیونکہ کتابت کی ممانعت کے علاوہ طالبات کا غیر مردوں کے سامنے چہرہ کھلا رکھنا، ان کے ساتھ آزاد گفتگو کرنا، یہ سب حرام ہیں۔ تنہائی میں ہونا بھی حرام ہے۔ اس لئے کہ وسائل کیلئے بھی مقاصد کا حکم ہے اور جو چیز حرام کا ذریعہ بنے وہ بھی حرام ہے اور اہل انصاف کیلئے مفتی احناف کا فتویٰ کافی ہے۔ الحقیقہ خلف ابن ابراہیم خادم افتاء الحنا بلہ المشرقہ ۱۲۹۶ھ

مولانا عبدالقادر صاحب ابن مولانا فضل رسول صاحب بدایونی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حدیث شریف سے ثابت ہے کہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو لکھنا سکھانے سے منع فرمایا ہے اور شرح محققین نے اس حدیث نہی کو معمول بہ قرار دیا ہے اور نہی فی الغالب حرمت پر معمول ہوتی ہے یا کراہت تحریمی پر جیسا کہ فقہ اصول میں مصرح ہے۔ ﴿الفقیہ عبدالقادر عفی عنہ﴾

☆ مولانا سید دیدار علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

ما اجاب به علماء بیت اللہ السبحان هذا هو المصلحة في هذا الزمان

بیت اللہ شریف کے علماء کا جو جواب ہے اس زمانہ میں یہی مصلحت ہے کہ لڑکیوں کو لکھنا نہ سکھایا جائے اور انہیں اسکولوں کالجوں میں جانے سے روکا جائے۔ ﴿محمد دیدار علی الحنفی القادری﴾

☆ حضرت مولانا غلام دستگیر صاحب قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ عورتوں کو لکھنا سکھانا ناجائز ہے اس کو جائز قرار دینے والے غور نہیں کرتے کہ لڑکیاں کتابت سیکھنے کے بعد بازار میں بیٹھ کر عرضی نویسی کریں گی یا کچھری میں نوکر ہوں گی یا بطور خود جس کے ساتھ چاہیں گی آزادانہ خط و کتابت کریں گی اور چند ایام میں اس قسم کی قباحتیں اسلام میں ظاہر ہو جائیں گی۔ فاللہ خیرا حافظاً و هو ارحم الرحمین۔ اللہ تعالیٰ علماء دین کو دُور اندیشی نصیب فرمائے تاکہ دین اسلام میں فتنے فسادات رونمانہ ہوں۔ ﴿فقیر غلام دستگیر قصوری کان اللہ ۱۳۰۳ھ﴾

☆ مولانا سید عبدالاحد صاحب قادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیشک اس زمانہ میں لڑکیوں کو لکھنا سکھانا ستم قاتل و زہر ہے۔ ہرگز کسی طرح بھی اس امر پر رغبت نہ کریں کہ بلاشک و شبہ لکھنے والی عورت نگلی تلوار کی مانند ہے۔ جیسا کہ حضرت لقمان کا

قول ہے۔ ﴿فقیر سید عبدالاحد قادری حنفی عفی اللہ عنہ﴾

☆ حضرت مولانا غلام حسین صاحب قصوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ چور خوف فتنہ در زمان گذشتہ بصد ہا سال ازیں
 زماں پیشتر بود پس دریں زماں کہ یقین افتنا داست چگونہ تعلیم کتابت مرزنا نرا روا خواهد بود۔ در فتویٰ برہنہ در ذکر محرمت
 و در ذیل مسئلہ حرمت تشبیہ زنان بمردراں و مردراں بزنان آورده و فی الحدیث ولا تعلمواهن الکتابۃ انتھی فقیر غلام حسین قصوری عفی عنہ

تبصرہ اویسی غفرلہ..... تخلیص و اختصار کے ساتھ عورتوں کے لکھنا سیکھنے اور لڑکیوں کے اسکولوں کالجوں میں جانے کی شرعی ممانعت و
 حرمت کے متعلق عرب و عجم کے اکابر و مشاہیر علماء اسلام و مفتیان اہلسنت و جماعت کے فتاویٰ مبارکہ آپ کے سامنے ہیں
 ان کے علاوہ کتاب مسطاب۔

صواعق الملك الديان على من اباح الكتابة النساء الزمان میں مزید بیسیوں علماء کرام کی تصدیق بھی شامل ہیں
 جنہیں خوف طوالت کے باعث نہیں لکھا جاسکا مختلف بلا دو ممالک کے علماء اعلام کے ان فتاویٰ مبارکہ کو اسی سال سے زائد
 عرصہ گزر چکا ہے۔ ذرا خالی الذہن ہو کر ٹھنڈے دل و دماغ کے ساتھ سوچئے کہ حضرات علماء نے لڑکیوں کے لکھنا سکھانے اور
 اسکولوں کالجوں میں جانے کے متعلق جن خدشات کا اظہار فرمایا تھا۔ کیا بعینہ اسی طرح نہیں ہو رہا اور کیا ایسے جلیل القدر علماء کے
 اتنے فتاویٰ کے باوجود لڑکیوں کو لکھنا سکھانے اور اسکولوں کالجوں میں بھیجنے کی شرعاً کوئی گنجائش نکل سکتی ہے؟ اگر نہیں اور یقیناً نہیں
 تو ذرا غور فرمائیے کہ اگر مروجہ قلمی تعلیم سراسر خلاف شریعت و محض انگریز و نصاریٰ کی نقالی و پیروی نہیں تو اور کیا ہے۔

وما علينا الا البلاغ المبين

اعلیٰ حضرت عظیم المرتبت مجدد دین و ملت امام العلماء المحققین شیخ الاسلام والمسلمین مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ عورتوں کو لکھنا سکھانا شرعاً ممنوع و سنت نصاریٰ۔

باب ہزاراں فقہا درستان سرشار کے ہاتھ میں تلوار دینا ہے جس کے مقاصد شدیدہ پر تحارب شدیدہ و عادل ہیں۔ متعدد حدیثیں اس کی ممانعت میں وارد ہیں۔ جن میں بعض کی سند عند المحققین خود قوی اور اصل متن حدیث کے معروف و محفوظ ہونے کا امام بیہقی نے افادہ فرمایا اور پھر تعدد طرق دوسری قوت اور عمل امت و قبول علماء تیسری قوت اور محل احتیاط و فتنہ چوتھی قوت تو حدیث لا اقل حسن ہے اور ممانعت میں اس کا نص صریح ہونا خود روشن ہے۔ پر ظاہر ہے کہ کتابت ایک عظیم نافع چیز ہے۔ اگر عورتوں کی کتابت میں حرج نہ ہوتا تو جمہور سلف آج تک اس کے ترک کا کیوں فرماتے۔ بالجملہ سبیل سلامت اسی میں ہے۔ لہذا جملہ علماء کرام جیسے امام حافظ الحدیث ابو موسیٰ، امام علامہ توریشی، علامہ طاہر فتنی اور شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسی طرف میل فرمایا، وہ ہر طرح ہم سے اعلم تھے اب جو اجازت کی طرف جائے یا حال زمانہ سے غافل ہے یا امت مرحومہ کی خیر خواہی سے غافل.....

و من لم يعرف اهل زمانه فهو جاهل و نسل الله العفو و العافیة فتاویٰ رضویہ - اصلاح بہشتی زیور، ص ۳

ایک اور جگہ لکھتے ہیں کہ اس کے پیدا ہونے پر ناخوشی نہ کرے بلکہ نعمت الہیہ جانے سینا پرونا، کاتنا، کھانا پکانا سکھائے، سورہ نور کی تعلیم دے لکھنا ہرگز نہ سکھائے کہ احتمال فتنہ ہے۔ بیٹیوں سے زیادہ دلجوئی اور خاطر داری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ دینے میں انہیں اور بیٹیوں کو کانٹے کے تول برابر رکھے۔ جو چیز دے پہلے انہیں دے کر بیٹیوں کو دے۔ نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلائے نہ بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے۔ اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے۔ شادی برأت میں جہاں گانا ناچ ہو ہرگز نہ جانے دے۔ اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو۔ سخت سنگین جادو ہے اور ان نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بہت ہے۔ بلکہ بیگانوں میں جانے کی مطلقاً بندش کرے۔ اپنے گھر کو ان پر زندان کر دے۔ بالا خانوں پر نہ رہنے دے۔ گھر میں لباس و زیور سے آراستہ کرے کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں جب کوئی رشتہ ملے دیر نہ کرے۔ حتی الامکان بارہ برس کی عمر میں بیاہ دے۔ زہار زہار کسی فاجر فاسق خصوصاً بد مذہب کے نکاح میں نہ دے ہرگز ہرگز بہار دانش مینا بازار مثنوی۔ غنیمت وغیرہ ہا کتب عشقیہ غزلیات فسقیہ نہ دیکھنے دے کہ نرم لڑکی جدھر جھکائے جھک جاتی ہے۔ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورہ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکر زناں کا ذکر ہے۔ پھر بچوں کو خرافات شاعرانہ میں ڈالنا کب بجا ہو سکتا ہے مشعلۃ الارشاد اعلیٰ حضرت سیدنا امیر الملت والدین حضرت پیر قدس سرہ سید جماعت علی شاہ صاحب

محدث علیہ پوری کی شخصیت سے کون ناواقف ہے آپ ہزاروں کے اجتماعات میں بلا خوف لومۃ لائم قوم کو انتباہ کے طور پر یہ فرماتے تھے کہ لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کے بجائے چکلوں میں بھیج دو۔ کیسی ہدایت اور کتنا جلال تھا ان الفاظ میں۔ ظاہر بین اور دُنیا دار لوگوں کے نزدیک یہ آواز دِقیانوسی حالات سے بے خبری اور مولوی کی تنگ نظری پر مبنی تھی۔ لیکن انصاف پسند سنجیدہ مزاج طبائع سلیمہ ان الفاظ کی شدت کو قوم کے ساتھ مردِ کامل کی خیر خواہی پر محمول سمجھ رہی تھیں ایسی خیر خواہی آمیز شدت جو ڈاکٹر کے آپریشن، حکیم کی کڑوی کیسلی دو اور جراح کی نشتر زنی سے کہیں زیادہ خیر خواہی پر مبنی اور روحانی اطمینان بخشنے والی تھی۔

لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کے بجائے چکلوں میں بھیج دو، کیا مطلب یہی کہ جس طرح کوئی انسان اپنی نورِ نظر اور لُختِ جگر کی ذات کے ساتھ چکلے کا تھوڑا نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اسے اپنی بچی کو انگریزی اسکول کے مغرب زدہ ماحول میں ٹیڈی ازم کی علمبردار اُستانیوں کے پاس بھیجنے کا تصور بھی نہیں کرنا چاہئے۔ کیا لڑکیوں کیلئے اسکول و کالج چکلہ سے زیادہ خطرناک اور گمراہ کن مقامات ہیں۔ جی ہاں مردِ کامل نے اپنے الفاظ میں اسی طرف اشارہ کیا ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اسکول کالجوں کے بگاڑنے کا حلقہ چکلہ سے کہیں زیادہ وسیع ہے۔

اس لئے کہ چکلے ایک کھلی ہوئی برائی ہے اور خطرہ کی جگہ ہے اور برائی کو اپنی اصلی صورت میں دیکھ کر عموماً لوگ اس طرف سے احتراز کرتے ہیں اور اسکولوں کالجوں میں یہ برائی چونکہ تعلیم کے نام پر پیش کی جاتی ہے اس لئے ایک تو اس سے تعلیم بدنام ہوتی ہے اور دوسرا لوگ اس نام سے گمراہ ہو کر اپنی بچیوں کو ایسی خطرناک راہ پر ڈال دیتے ہیں جہاں فیشن پرستی و بے حیائی ٹیڈی ازم گانے بجانے اور اغوا و فرار سے لے کر عصمتِ فروشی تک سب ہوتا ہے اور تعلیم کے نام پر یہی وہ دھوکہ اور عظیم خطرہ تھا کہ جس کا احساس فرما کر مردِ کامل نے آج سے مدتوں پہلے قوم کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کیلئے بدیہ الفاظ رجز و توبیخ فرمائی تھی کہ لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجنے کے بجائے چکلہ میں بھیج دو۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

ضروری نہیں کہ اسکول و کالج جانے والی ہر لڑکی کا دامن ملوث ہو۔ بلاشبہ بعض لڑکیاں ماحول کی گندگی کے باوجود اپنا دامن عصمت محفوظ رکھتی ہیں۔ لیکن یہ محض خوبی قسمت پر موقوف ہے کہ جہاں تک جوان لڑکیاں آمدورفت۔ فرنگی تعلیم و سکولوں کالجوں کے مغرب زدہ ماحول کا تعلق ہے۔ مجموعی طور پر اس کے اثرات طالبات کو یقیناً طوائف کی راہ پر لے جا رہے ہیں اور کسی حساس و دانشمند اور باخبر شخص کیلئے یہ مناسب نہیں کہ اپنی لُختِ جگر اور خاندان کی عزت کو ایسے حضرات کے

سپر دکر دے۔ ﴿حضرت علامہ حشمت علی صاحب بریلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ﴾

سوال..... کیا فرماتے ہیں کہ علماء دین اس مسئلہ میں کہ مولوی الاشراف علی تھانوی دیوبندی نے اپنی مشہور کتب بہشتی زیور میں لڑکیوں کو لکھنے کی ترغیب دی ہے۔ بلکہ انہیں لکھنے کے باقاعدہ طریقے تحریر کئے ہیں۔ کیا یہ شرعاً درست ہے اور عورتوں کو لکھنا سکھانا جائز ہے یا ممنوع۔

الجواب..... اقول و باللہ التوفیق۔ تھانوی صاحب کا عورتوں کو خط و کتابت کا ڈھنگ و طریقہ سکھانا لکھنے کی راہ دکھانا محض بیجا و سراسر خطا اور شرعاً ناروا ہے۔ احادیث میں عورتوں کو لکھنا سکھانے کی صریح ممانعت فرمائی گئی ہے اور اجازت میں کوئی حدیث صریح نہیں آئی۔ اسی پر سلفاً و خلفاً اجلہ ائمہ اور اکابر اُمت کا عمل رہا۔ اور زمانہ موجودہ کے علماء نے کتابت کو عورتوں کے واسطے ممنوع و ناجائز ہی رکھا۔ چنانچہ ابن حبان و بیہقی حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے راوی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: **لا تسکنوہن الغرف ولا تعلموہن الكتابة و علمواہن المغزل و سورة النور** یعنی عورتوں کو بالا خانوں پر نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ انہیں چرخہ کا تابتاؤ اور سورہ نور سکھاؤ۔

دوسری حدیث میں ہے کہ **لا تسکنو النساء کم الغرف ولا تعلمواہن الكتابة** اپنی عورتوں کو بالا خانوں پر نہ رکھو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ۔ اس حدیث کو امام ترمذی محمد بن علی نے ابن مسعود سے روایت کیا ہے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تیسری حدیث میں ہے کہ **لا تعلموا النساء کم الكتابة ولا تسکنوہن العالی** اپنی عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور انہیں کوٹھوں پر نہ ٹھہراؤ۔ اس حدیث کو ابن عدی و ابن حبان نے عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے۔

حدیث اول کی حاکم نے تصحیح فرمائی اور علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے اور ثالث کو اپنے رسالے اجرا الجزل میں ذکر کیا ہے اور دوسری حدیث کو امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسناداً ذکر کیا ہے۔ ابوداؤد مولانا محمد صادق صاحب زیئۃ المساجد۔

مغرب زدہ فرنگی دُور سے پہلے قلم ہمیشہ مرد کے ساتھ مخصوص رہا ہے اور دیگر متعدد امور کے علاوہ عورت اس معاملے میں بھی کبھی مرد کی شریک و ہمسر نہیں ہوئی۔ شرعی طور پر بھی لکھنا اور قلم ہاتھ میں پکڑنا صراحتاً عورت کیلئے منع فرما دیا گیا ہے اور اس پر امت کے

علمی تعامل کا یہ عالم ہے کہ اس کے باوجود کہ تمام قوموں کے مقابلہ میں مسلمان قوم کی تصانیف سب سے زیادہ ہیں اور مسلمان قوم دنیا میں اکثر تصانیف واقع ہوئی ہے شائد ہی کوئی ایسی مثال ملے گی کہ کسی مسلمان خاتون نے بدست خود کوئی کتاب لکھی ہو۔

حالانکہ بڑی فقیہ عالمہ محدثہ شاعرہ خواتین بھی مسلمانوں میں ہو گزری ہیں۔ مگر افسوس کہ اب اپنی اس مسلمہ روایت اور امت کے عملی تعامل اور منشاء شریعت کے خلاف انگریزوں کی تقلید کرتے ہوئے مسلمانوں کو بھی اپنی عورتوں اور لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کا

ایسا شوق ہوا ہے کہ دن بدن اس میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ پھر اگر محض لڑکیوں کو لکھنا سکھانے کی حد تک معاملہ رہتا تو بھی ایک دن کی بات تھی، مزید ستم یہ ہے کہ لکھائی کے علاوہ لڑکیوں کو لڑکوں کی طرح باقاعدہ انگریزی اسکولوں کالجوں میں فرنگی تعلیم و تہذیب کا

زہریلا درس دیا جا رہا ہے اور اسے ترقی کامیابی و عزت کا معیار تصور کیا جاتا ہے۔ حالانکہ فرنگی تعلیم و تہذیب کا زہر پلانا لڑکوں کیلئے ہی کچھ کم نہ تھا۔ چہ جائیکہ لڑکیوں کو یہ زہر پلایا جاتا ہے مگر قوم ہے کہ اس انگریزی فیشن کی رو میں خود بھی بہہ رہی ہیں اور اپنی مذہبی و ملی روایت کے برعکس اس ناجائز شغل پر پانی کی طرح روپیہ بھی بہا رہی ہے۔ پھر اور تو اور بعض علماء و مشائخ کے مقدس گھرانے بھی فرنگی تعلیم و تہذیب کے اس سیلاب میں بہے جا رہے ہیں۔

فائدہ..... ان دلائل سے معلوم ہوا کہ عورتوں اور لڑکیوں کو مروجہ تعلیم اسلام کے سراسر خلاف ہے اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مسلمانوں کے سوائے ہوئے جذبہ غیرت کو بیدار کرے اور اسلامی احکامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔

شیخ سعدی شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ﴿

آپ نے کیا خوب فرمایا ہے کہ

ترجمہ :

ورنہ عورت اور مرد میں کیا فرق ہے
تو اس سے کہ نامحرم عورتوں سے بچ کر رہ
اس لئے کہ آنکھ جھپکنے میں گھر جل جائے گا
ورنہ وہ بھی ان کی طرح گمراہ ہو جائے گا
جو داڑھی اگنے سے پیشتر بدکاری میں ملوث ہوگا
اسکے باپ کو اس سے بھلائی کی امید نہیں رکھی

عورت کو غیر مردوں سے پردہ کرا
جب لڑکے کی عمر دس برس ہو جائے
روئی کے سامنے آگ نہیں جلانا چاہئے
اسے بری مجلس سے بچا
اس سے زیادہ سیاہ نامہ اعمال کس کا ہوگا
جو لڑکا امہ لوگوں میں بیٹھا

حضرت مولانا جامی قدس السامی ﴿

حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا مانگی کہ

ترجمہ :

مجھے ان کی ملاقات سے قید خانہ بہتر ہے
انہی کی ایک نگاہ دیکھنے سے اچھا ہے
اور قرب خداوندی سے دُور کر دیتا ہے

میں مصر کی عورتوں سے پریشان ہو گیا ہوں
سو سال قید میں بیٹھنا
نامحرم کو دیکھنا دل کو اندھا کر دیتا ہے

ڈاکٹر محمد اقبال صاحب مرحوم فرماتے ہیں کہ ﴿

ترجمہ :

تیری عزت ہمارے فانوس کا سرمایہ ہے
تُو نے سب سے پہلے اسے کلمہ طیبہ پڑھایا
اور ہمارے فکر و گفتار کے کردار کو سنواری
اور اپنے بزرگوں کے راستہ سے قدم نہ ہٹا
اور اپنی اولاد کو اپنی بغل میں سنبھال
فاطمہ الزہرا کی سیرت سے آنکھ بند نہ کر
جو گلزار میں پہلی سی رونق لائے

اے مسلمان خاتون تیری چادر ہمارے ناموس کا پردہ ہے
جب ہمارے بچے نے تیری دودھ سے منہ دھویا
تیری محبت ہمارے طور کو تراستی
فرنگی معیار کے مطابق نفع و نقصان کا خیال نہ کر
زمانہ حاضرہ کی دست درازی سے ہوشیار رہ
تیری فطرت بڑا بلند درجہ رکھتی ہے
تاکہ تیری شاخ پر حسین جیسا پھول پیدا ہو

اکبرالہ آباد فرماتے ہیں کہ ﴿

ترجمہ :

ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین

اور فرمایا کہ

ایسی تعلیم تو اس کیلئے قتل کا پیغام ہوگا

جس تعلیم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن

اور فرمایا کہ

ایسی تعلیم تو اس کیلئے قتل کا پیغام ہوگا

جس تعلیم کی تاثیر سے زن ہوتی ہے نازن

اکبر زمیں میں غیرت قومی سے گڑ گیا
کہنے لگیں کہ عقل پہ مردوں کی پڑ گیا
ناچے دلہن خوشی سے خود اپنی بارات میں

بے پردہ کل جو نظر آئیں چند بیبیاں
پوچھا جو میں نے بیویو پردہ کدھر گیا
تعلیم دختران سے یہ اُمید ہے ضرور

یبیاں شوہر بنیں گی اور شوہر یبیاں

کہا کہوں کہ علم پڑھ کر کیا کریں گی یبیاں

نفیس خلیل نے فرمایا کہ

حیا سوز چہرے سے پردہ اٹھائے
تو دیکھے اور تجھے غیرت نہ آئے

عورت بازار حصودلے کو جائے
نگاہوں کے سکے دلوں پہ جمائے

متفرقات ﴿

ترجمہ :

مسلمانوں کو کافرانہ فیشن زیب نہیں
تیری غیرت کا اے مسلم لہو ہے
مگر لب سے سرخی اترنے نہ پائے
آج سینما دیکھتی ہے ہمشیروں کے ساتھ
اسی مسلم کی صورت اب تو پہچانی نہیں جاتی
دل و نگاہ مسلمان نہیں تو کچھ بھی نہیں

اے بیٹی یہ فیشن پرستی چھوڑدے
یہ سرخی بنت حاضر کے لبوں پر
سبق خیر سے لب پہ آئے نہ آئے
وہ قوم جو کل کھیلتی تھی نگلی شمشیرونکے ساتھ
زمیں و آسمان بھی کانپتے تھے جس کی ہیبت سے
خرد نے کہہ دیا لالہ تو کیا حاصل

اس زمانہ کی تعلیم کتابت عورتوں کو مکروہ ہے تحریراً انتہی الاجرا لجزل مترجم۔ ترجمہ مفتی محمد شفیع دیوبندی۔

تبصرہ..... مکروہ تحریمی حرام یا قریب حرام اور ہر دو تقدیر اس کا مرتکب گنہگار و مستحق عذاب نار ہوتا ہے (درمختار وغیرہ) میں ہے کہ **المکروہ تحریماً نسبة الی اکرام کنسبة الواجب الی الفرض فیثبت بما ثبت به الواجب یعنی بطن الثبوت و یا ثم بارتکابہ کما یا ثم بترك الواجب** یعنی مکروہ تحریمی کی نسبت حرام کی طرف ایسی ہے جیسے واجب کی نسبت فرض کی طرف پس مکروہ تحریمی اس دلیل سے ثابت ہوتا ہے جس سے واجب ثابت ہوتا ہے اور جس طرح واجب کا تارک گنہگار ہوتا ہے اسی طرح مکروہ تحریمی کا مرتکب گنہگار ہوتا ہے اس سے وہ اندازہ لگائیں جو اپنی بچیوں کو زنا نہ اسکول میں داخل کر کے گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ (اللهم احفظنا من الشرور و الفتن)

دیوبندی رسالے میں مولوی اشرف علی تھانوی کی تحریر

ماہنامہ الصدیق ملتان، دیوبندی مسلک کا ترجمان ہے اس میں عنوان قائم کیا (حقوق البیت) اس میں لکھا ہے کہ جس کی آخری قسط الصدیق کے سابقہ شمارے میں طبع ہو چکی ہے کے بعد ضروری معلوم ہوا کہ درج ذیل مضمون بھی الصدیق میں آجائے آج کل اسکولوں اور کالجوں میں لڑکیوں اور عورتوں کی تعلیم عام ہو رہی ہے اور اس کو واجب سمجھا جانے لگا ہے حالانکہ اس قسم کی تعلیم کے مضرات آئے دن ہم دیکھ رہے ہیں کہ عورتوں سے حیا و عفت رخصت ہوتی جا رہی ہے اور آزادی و بیباکی اس کی جگہ آتی جا رہی ہے اور ہمارے معاشرے کی خرابی کی اصل وجہ عورتوں کا اس طرح آزاد رہنا ہے۔ اب بھی وقت ہے کہ ہم اپنے کو سنبھالیں اور عورتوں کو آورگی سے بچائیں ورنہ ایسے خطرات درپیش ہیں کہ جن کا مقابلہ پھر دشوار ہوگا۔ (مدیر)

بعض آدمی اپنی لڑکیوں کو آزاد و بیباک عورتوں سے تعلیم دلاتے ہیں یہ تجربہ ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق و جذبات کا آدمی میں ضرور اثر آتا ہے خاص کر جب وہ شخص ہم صحبت ایسا ہو کہ متبوع اور معظم بھی ہو اور ظاہر ہے کہ استاد سے زیادہ ان خصوصیات کا کون جامع ہوگا۔ تو اس صورت میں وہ آزادی و بیباکی ان لڑکیوں میں آوے گی اور میری رائے میں سب سے بڑھ کر عورت کی حیا اور انقباض طبعی ہے اور یہی مفتاح ہے تمام چیزوں کی۔ جب یہ نہ رہا تو اس سے پھر نہ کوئی خیر متوقع ہے نہ کوئی شر مستبعد ہے۔ ہر چند کہ اذا فانتک الحیاء فافعل ماشئت کا حکم عام ہے۔ لیکن میرے نزدیک ماشئت کا عموم نساء کیلئے بہ نسبت رجال کے زیادہ ہے اسلئے کہ مردوں میں پھر بھی عقل کسی قدر مانع ہے اور عورتوں میں اس کی بھی کمی ہوتی ہے اس لئے کوئی مانع نہ رہے گا اسی طرح اگر استانی ایسی نہ ہو لیکن ہم سبق اور ہم مکتب لڑکیاں ایسی ہوں تب بھی اس کے مضراثرات واقع ہوں گے اس تقریر سے دو جزئیوں کا حال بھی معلوم ہو گیا ہوگا جن کا اس وقت بے تکلف شیوع ہے ایک لڑکیوں کا عام زمانہ اسکول بنانا اور مدارس عامہ کی طرح اس میں مختلف طبقات اور مختلف خیالات لڑکیوں کا روزانہ جمع ہونا گو معلم

لڑکیوں کیلئے یہی ہے جو زمانہ دراز سے چلا آتا ہے: دودو، چار چار لڑکیاں اپنے اپنے تعلقات کے مواقع میں آویں اور پڑھیں حتی الامکان اگر ایسی استانی مل جاوے جو ننخواہ نہ لے تو تجربہ سے یہ تعلیم زیادہ بابرکت اور بااثر ہوئی ہے اور بدرجہ مجبوری اس کا بھی مضائقہ نہیں اور جہاں کوئی ایسی استانی نہ ملے، اپنے گھر کے مرد پڑھا دیا کریں۔ پڑھانے کا تو یہ طرز ہو، اور نصاب تعلیم یہ ہو کہ اول قرآن مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جاوے پھر کتب دیدیہ سہل زبان کی جن میں تمام اجزاء دین کی مکمل تعلیم ہو میرے نزدیک اس وقت **بہشتی زیور کے دسوں حصے** ضرورت کیلئے کافی ہیں اور اگر گھر کا مرد تعلیم دے تو جو مسائل شرمناک ہوں انکو چھوڑ دے اور اپنی بی بی کے ذریعے سمجھوادے اور اگر یہ نظام بھی نہ ہو سکے تو ان پر نشان کر دے تاکہ ان کو یہ مقامات محفوظ رہیں۔ پھر وہ سیانی ہو کر خود ہی سمجھ لیں گی یا اگر عالم شوہر میسر ہو، اس سے پوچھ لیں گی یا شوہر کے ذریعہ کسی عالم سے تحقیق کرا لیں گی۔ چنانچہ بندہ نے بہشتی زیور کے دستور العمل میں جو نائیل پر مطبوع ہوا ہے اس کا خلاصہ لکھ دیا ہے، مگر بعض لوگ اس کو دیکھتے ہی نہیں اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں اگر کوئی مرد پڑھانے لگے تو ایسے مسائل کس طرح پڑھاوے۔ اس لئے ان کا لکھنا ہی کتاب میں مناسب نہ تھا۔ کیسی کچی سمجھ ہے۔ بہشتی زیور کے اخیر میں مفید رسالوں کا نام بھی لکھ دیا ہے جن کا پڑھنا اور مطالعہ کرنا عورتوں کو مفید ہے اگر سب نہ پڑھیں ضروری مقدار پڑھ کر باقیوں کو مطالعہ میں ہمیشہ رکھیں اور تعلیم کے ساتھ ان کے عمل کی بھی نگرانی رکھیں اور اس کا بھی انتظام کریں کہ ان کو تدریس کا شوق ہوتا کہ عمر بھر شغل رہے تو اس علم و عمل کی تجدید و توجیح ہوتی رہتی ہے اور اس کی بھی ترغیب دیں کہ مطالعہ کتب مفیدہ سے کبھی بھی غافل نہ رہیں اور ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں عربی کی طرف متوجہ کریں تاکہ قرآن و حدیث و فقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہو جاویں اور قرآن کا خالی ترجمہ ہو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں اس لئے اکثر کیلئے مناسب نہیں یہ تو تمام پڑھنے کے متعلق بحث تھی۔ رہا لکھنا تو اگر قرآن سے طبیعت میں بے باکی معلوم نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ضروریات خانگی کیلئے اس کی بھی حاجت ہو جاتی ہے اور اگر اندیشہ خرابی ہو تو مفاسد سے بھی بچنا چاہئے جب مصالح غیر واجبہ سے اہم ہے ایسی حالت میں لکھنا نہ سکھاویں اور نہ خود لکھنے

دیں اور یہی فیصلہ ہے عقلاء کے اس اختلاف کا کہ لکھنا عورت کیلئے کیسا ہے۔ ﴿ فقط ماہنامہ الصدیق رمضان و شوال ۱۹۶۷ھ ﴾

نصیب دوستاں ہوں گی نصیب دشمنان ہوں گی
 تو بس یہ پیبیاں پھر پیبیاں کیا رنڈیاں ہوں گی
 وہ خود کسب معاش اپنا کریں گی کہ پیبیاں ہوں گی
 بجائے تخت اور پیڑھی کے میز اور کرسیاں ہوں گی
 کریں گی دیدہ بازی گھر میں ہر سو کھڑکیاں ہوں گی
 میسر نوکروں کو بیگمیں اور رانیاں ہوں گی
 حیا و عصمت و ناموس کی قربانیاں ہوں گی
 سر محفل بصد ناز و ادا انگڑائیاں ہوں گی
 ابھی خوش فعلیاں ہوتی ہیں پھر بد فعلیاں ہوں گی
 ابھی رسمیں ملاقاتیں ہیں پھر تو یاریاں ہوں گی
 جواب تک جان شوہر تھیں وہ اب جان جہاں ہوں گی
 جب وہ بے پردہ ہوں کشتیاں بے بادباں ہوں گی
 وہ کیا پردہ نشینوں کی طرح افسردہ جاں ہوں گی
 جو کنواری ہیں مسیں جو بیگمیں لیڈیاں ہوں گی
 گھٹائیں پانی پانی لوٹ ان پر بجلیاں ہوں گی
 ترقی کر کے وہ یعنی زمیں سے آسماں پر ہوں گی
 کہ دینی وضع میں ایسی کہاں عریانیاں ہوں گی
 تو جب ہوں گی بالغ تو تیغ خونفشاں ہوں گی
 وہ خنداں ہوں گی صحبت یافتہ ہوں گی رواں ہوں گی
 تو آفت ڈھائیں گی جب یہ بڑی ہوں گی جواں ہوں گی
 جواب تک معنی پنہاں تھی وہ اب تو سرخیاں ہوں گی
 برائے اوج قومی عورتیں اب سیڑھیاں ہوں گی

آزادی میں کیا پابند شوہر پیبیاں ہوں گی
 آزادیاں ہوں گی یہی پیبیاں کیا ہوں گی
 ہوگی ڈگریاں حاصل ملازم پیبیاں ہوں گی
 محرم دفتر بنے گا پیبیاں بھی اب میاں بنیں گی
 اندرون خانہ بھی رہ کر نہ کچھ پابندیاں ہوں گی
 یہاں تک حسن کے بازار میں ارزانیاں ہوں گی
 سپر تھا پردہ اب بے روک تیر اندازنیاں ہوں گی
 جمال آرائیاں ہوں گی شباب آرائیاں ہوں گی
 بھلا غیروں سے یوں بے لوث کب تک شوخیاں ہوں گی
 ہر اک سے رفتہ رفتہ بے تکلف پیبیاں ہوں گی
 کہاں خانہ نشینی اب تو بزم آرائیاں ہوں گی
 پھریں گے ماری ماری یہاں گا ہے وہاں ہوں گی
 ہر اک دل سے لگی ہوگی ہر اک سے شوخیاں ہوں گی
 بنے گا ہند پیرس گریہی شوقیدیاں ہوں گی
 بلا کی مستیاں ہوں گی غضب کی شوخیاں ہوں گی
 اب الٹی پیبیاں ہی شوہروں پر حکمراں ہوں گی
 پسند آئے گا سایہ پسند اب ساڑیاں ہوں گی
 ابھی سے لڑکیوں میں اس قدر رنگینیاں ہوں گی
 ذرا خائف نہ وقت رخصتی اب کنواریاں ہوں گی
 جب ایسی شوخ دیدہ چھٹ پنپے میں لڑکیاں ہوں گی
 اب اسٹیجوں پہ آکر جلوہ فرما پیبیاں ہوں گی
 غلط راہوں سے روکیں گی وہ چت پڑ پڑ کے مردوں کو

سراپا گوش تھیں اب وہ سر تا پا زباں ہوں گی
 کہ پہلے رخصتیاں ہو جائیں پھر شادیاں ہوں گی
 نہ پوچھو کیسی کیسی حسن کی اب خواریاں ہوں گی
 وہ صاحب لوگ ہوں گے اور یہ صاحبزادیاں ہوں گی
 گھٹائیں سر پر ہوں گی جام ہوں گے مستیاں ہوں گی
 کہ زلف پُشکن تو سر پر منہ پر جھریاں ہوں گی
 بڑھے گا جب سرور دل تو پھر بد مستیاں ہوں گی
 اب اٹھ کر کوہ اور پھر کوہ بھی آتش فشاں ہوں گی
 کریں گے صلح باہم تب بھی یہ ہی درمیاں ہوں گی
 انہیں کے ہاتھ میں مردوں کی اب تو کنجیاں ہوں گی
 یہی ہیں بارشیں تو غرق سب کی کشتیاں ہوں گی
 جسے دیکھو وہ فن دلربائی ہے استانی
 کریں گے یہ خوب ان بھیڑوں کی نگرانی

کہے گا ایک اگر شوہر سنائیں گی وہ سو اس کو
 بدل جائیں گی رسمیں اب نیا دور آئے گا ایسا
 پھریں گے کوہ بکوہ پردہ نشین خود جلوہ دکھلاتے
 میں بن بن کے ساتھ اب مسٹروں کے لڑکیاں ہوں گی
 بڑھیں گے بال ابھرے گا شباب اٹھکھیلیاں ہوں گی
 جوانوں کی طرح بوڑھوں میں بھی شوقینیاں ہوں گی
 کسی دن بیبیوں کی رنگ لائیں گی تفرتھیں
 ابھی تک عورتیں کچھ عورتیں تھیں خاک کے تودے
 لڑیں گے مرد آپس میں تو ہوں گی عورتیں باعث
 کرائیں گی یہ خالی سب کے خزانوں کو
 یہی بے شرمیاں ہوں گی تو لٹیا ڈوب جائے گی
 نئی تعلیم نے کیا لڑکیوں کو فیض بخشا ہے
 حوالے ٹیوٹروں کے بے تامل لڑکیاں کردو

سوال..... حضرت مولانا حکیم وکیل احمد سکندر پوری کی جوازِ تعلیم نسواں پر مستقل تصنیف ہے وہ اہلسنت کے بہت بڑے فاضل علامہ ہیں جن کا تذکرہ اور پھر اس تصنیف کا ذکر تم نے اپنی کتاب **تذکرہ علمائے اہلسنت** میں کیا ہے۔

جواب..... کسی ایک عالم کی رائے پر مسئلہ کی نوعیت نہیں بدلتی وہ اکیلے اپنی رائے میں صائب نہیں جب کہ ان کے مقابلے میں بہت بڑے بڑے علماء مثلاً امام اہلسنت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی قدس سرہ ان کے علاوہ پینتیس اور علمائے کرام نے عدم جواز کا فتویٰ دیا ہے۔ پھر مولانا مرحوم بھی صرف اپنے زمانہ کے متعلق کچھ جواز کا اشارہ فرمائے ورنہ آج اگر موجود ہوتے آنکھوں دیکھے مشاہدات سے اپنے قلم کا زور اسی پر صرف فرماتے۔ ہائے قسمت کہ آج وہ تبحر علماء مرحومین قبروں میں آرام فرما رہے ہیں اور ہم آزمائشی گھڑیوں میں مبتلا ہو گئے اور بد قسمتی سے ہمارے دور کے علماء و مشائخ فتنوں کو ملاحظہ فرما کر نہ صرف خاموشی سے تماشہ دیکھ رہے ہیں بلکہ اس بُری وباء میں خود شریک کار ہیں پھر جو بیچارہ اس فتنہ کی خرابیوں کو دبانے کا عذر پیش کرتا ہے تو اس کی سرکوبی کی تدبیریں سوچی جاتی ہے۔ **فالی اللہ المشتکی وهو المستعان**

دورِ حاضر میں کالج کی فضا سے لڑکیوں کے ان حالات اور اطوار پر جو اثر ہوا ہے، اس کے نمونے آئندہ اوراق میں ملاحظہ ہوں۔ مشتے نمونہ خردار چند نمونے درج کئے گئے ہیں ورنہ اخبارات میں ایک نہیں سینکڑوں واقعات اس قسم کے ہوتے ہیں یہ صرف اس لئے کہا کہ ہمارے بھائیوں نے اپنی نوجوان لڑکیوں کو گھر کی چار دیواری سے باہر کر دیا تب ان کے لاکھوں عشاق نکل کھڑے ہوئے اور پھر معاشرہ ایسا تباہ ہوا کہ جس کا اب بروئے اعتدال لانا نہ ہمارے بس میں رہا اور نہ ہی کسی حکومت کو طاقت کہ اسے بروئے کار لاسکے (خاتمہ)۔

عورت میں جمیع امور کا سرتاج حیا اور انقاض طبعی ہے جو اس کے ہر معاملہ میں جزو لاینفک ہے۔ لیکن جب انگریزی تعلیم اور کالج کے گندے ماحول سے اس کی حیا اور انقاض طبعی کو چھین لیا گیا۔ تو پھر **اذا فاتک الحياء فافعل ماشئت** یعنی جب تجھ سے حیا جاتی رہے تو کر جو جی چاہے، کی صحیح مصداق عورت ہی ہے کیونکہ مرد اگر حیا سے فارغ ہو جائے تو پھر بھی عقل مانع ہوتی ہے اور یہ بیچاری عورتیں تو صرف حیا تک ہی محدود تھیں جب وہ جاتی رہی تو عقل سے تو پہلے ہی فارغ ہیں اب اندھا دھند فتنہ برپا کریں گی جس کا روکنا نہایت ہی مشکل ہو جائے گا جیسے اب فتنے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں۔

کچھ عرصہ ہوا کہ کراچی میں طلباء و طالبات کیلئے الگ بسیں چلانے کی تجویز پیش کی گئی لیکن طالبات نے اس تجویز کو نا منظور کر دیا اور طلباء سے علیحدگی کو گوارا نہ کیا۔

ڈی جے سائنس کالج کراچی میں مخلوط تعلیم رائج ہے اور وہاں تقریباً دو ہزار لڑکے لڑکیاں زیر تعلیم ہیں حال ہی میں کالج کے پرنسپل صاحب نے لڑکیوں کے رویہ کے خلاف بعض طالبات کی شکایت پر یہ فیصلہ کیا تھا کہ برنس روڈ کا گیٹ طالبات کیلئے اور کچھری روڈ کا گیٹ طلباء کیلئے ہوگا یہ فیصلہ سن کر طلباء نے طالبات سے علیحدگی کے خلاف نعرے لگائے۔ چنانچہ پرنسپل صاحب کے فیصلہ کے خلاف طلباء کا یہ احتجاج اتنا مؤثر ثابت ہوا کہ فوراً ان کا مطالبہ منظور کر لیا گیا اور انہیں الگ الگ گیٹ کے بجائے مشترکہ گیٹ سے گزرنے کی اجازت دے دی گئی۔ (نوائے وقت لاہور)

۲..... کراچی میں ایک کالج کے پرنسپل صاحب نے لڑکیوں کو نائٹون کے ملبوسات پہننے سے منع کر دیا۔ اس حکم کی وجہ یہ ہے کہ نائیلون کا لباس بہت زیادہ کشاف ہوتا ہے اور لڑکوں کی توجہ کتابوں پر مبذول نہیں رہتی، لڑکیوں نے اس دخل در معقولات حکم کو منسوخ کرانے کیلئے مہم شروع کرنے کا فیصلہ کیا اور ان کے ساتھی لڑکوں نے اس کا رخیر میں طالبات سے پوری ہمدردی اور تعاون کا یقین دلایا ہے۔

۳..... کراچی کے کالجوں میں مخلوط تعلیم کی بدولت اس نوعیت کے احکام پہلے بھی جاری ہوتے رہتے ہیں۔ ایک پرنسپل صاحب نے تو کالج کی حدود میں لڑکے لڑکیوں کو ایک دوسرے سے بات چیت کرنے کی ممانعت کر دی تھی۔ بعد میں اس حکم کا پس منظر یہ ہوا کہ ایک استاذ صاحب تعلیم کے ساتھ ایک طالبہ کو درس محبت بھی دینے لگے۔ ان کا بھانڈا ان کی شادی سے پھوٹا، تو پرنسپل صاحب نے کالج کے نیک نام پر حرف آنے کے خوف سے طلباء اور طالبات میں بات چیت کی ہی ممانعت ختم کر دی لیکن جب یہ اعتراض شروع ہوا کہ قصور وار استاذ ہے سزا طلبہ کو کیوں دی گئی تو پھر یہ حکم منسوخ کر دیا گیا۔ اب کراچی یونیورسٹی کے شعبہ اقتصادیات نے طلباء کا ایک سماجی معاشی جائزہ لیا ہے اس میں مخلوط تعلیم کے بارے میں بھی ایک سوال شامل تھا اس کے مطابق یونیورسٹی کے بیشتر طلباء و طالبات نے مخلوط تعلیم کی حمایت کی ہے البتہ لڑکے کچھ زیادہ ہی پرجوش حامی نکلے ہیں جہاں ۶۷ فیصد لڑکیوں کی حمایت کی وہاں ان کے ہم نوا لڑکوں کا تناسب ۷۷ فیصد تھا۔

مخلوط تعلیمی اداروں میں جب کسی رومان کا چرچا بڑھنے لگے اور زبان سے نکلی بات کو ٹھوں تک جانچنے تو ارباب اختیار سلاستی کی راہ بھی دیکھتے ہیں کہ شمع یا پروانہ میں کسی ایک یا دونوں کو ہی کالج سے رخصت کر دیتے ہیں اور یہ بات عبرت و انتباہ کیلئے کافی سمجھی جاتی ہے لیکن لاہور کے ایک پرنسپل صاحب وہ اب اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں نے ایک مرتبہ بالکل نیا علاج کیا تھا انہوں نے لیلیٰ مجنوں دونوں کے والدین کو بلایا اور ان کو رضامند کر کے شادی کرادی یہ خوشگوار سزا دوسرے طلباء کیلئے حوصلہ افزائی کی جگہ سخت انتباہ ثابت ہوئی کہ کھیل حقیقت بھی بن سکتا ہے کہاں والدین کی آمدنی پر عیاشیاں اور بد معاشیاں اور کہاں پڑھائی کے ساتھ گھر بسائے اور بال بچے کی مصیبت۔

پاکستان میں نوجوانوں کی خود نمائی کی کمزوری کا اکثر جواز پیش کیا جاتا ہے کہ یہاں پردہ کی بدولت بندش کی وجہ سے وہ تشنگی کا شکار ہو جاتے ہیں اور جب کسی مرحلہ پر یہ بندشیں کم ہوتی ہیں تو ان کا رد عمل انتہا پسندانہ ہوتا لیکن یہ انداز فکر کچھ ضرورت سے زیادہ ہی معذرت خواہنہ ہے کیونکہ یورپ و امریکہ میں جہاں ایسی بندشوں کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا وہاں بھی آگ اور پانی کا کھیل نت نئے گل کھلاتا رہتا ہے۔ کوئی دو سال ہوئے ایک امریکی یونیورسٹی کے طلباء نے رات کو لڑکیوں کے ہوشل پردھا و ابول دیا تھا اور ان کے زیر جامے اٹھا کر لے گئے تھے ہرزیر جاموں کی جنگ کی صدائے بازگشت امریکہ کے کئی دوسرے تعلیمی اداروں میں بھی

سنی گئی تھی۔ (نوائے وقت لاہور، ۱۴ ستمبر)

ہمارے نوجوان سڑک پر چلتی ہر دوشیزہ کے بارے میں یہ فرض کر لیتے ہیں کہ اس وقت اس کے جذبات بھی وہی ہیں جو ان کے اپنے جذبات ہیں۔ آپ نے بس اسٹینڈ پر اکثر ایسے نوجوانوں کو دیکھا ہوگا جو لڑکیوں کو دیکھتے ہی اپنی ٹائی اور بال درست کرنے لگتے ہیں یہ درحقیقت ان کے اندرونی احساس کا خارجی مظہر ہوتا ہے۔ (کوہستان، ۱۵ نومبر ۱۹۷۷ء)

کیونکہ اس ظالم تہذیب کے باعث لڑکیوں کی آزادی اور لڑکوں کی بیباکی سے دینی اخلاق اور روحانی لحاظ سے صورت حال دن بدن خراب ہوتی چلی جا رہی ہے اور اگر اس کی روک تھام نہ ہوئی تو بے حیائی و آزادی کا یہ ناپاک سلسلہ مکمل تباہی پر منتج ہوگا صورت حال کا اندازہ کرنے کیلئے ایک بیان ملاحظہ ہو۔

ایک طالبہ کی زبانی

مکرمی ان دونوں ہمارے ملک میں اخلاقی بے راہ روی بڑی عام ہو گئی ہے۔ مجھے روزانہ بس سے سفر کرنا پڑتا ہے مگر جس بس اڈہ پر دیکھو آوارہ لڑکوں بلکہ بعض اوقات بس اسٹاف کے تمام ہی مردوں کی نظریں خواتین اور نوجوان لڑکیوں کو گھورتی رہتی ہیں۔ لوگوں کو ذرا بھی حجاب محسوس نہیں ہوتا کہ وہ جن لڑکیوں کو اپنی نگاہوں کا نشانہ بناتے ہیں ان پر کیا گزرتی ہوگی اور پھر یہ بھی نہیں سوچتے کہ اگر ان کی ماؤں بہنوں کو کوئی غیر مرد اس طرح گھورے جس طرح یہ گھورتے ہیں تو ان کا کیا حال ہو؟ میں سمجھتی ہوں کہ چند ترقی پسند گھرانوں کو چھوڑ کر شاید ہی کوئی ایسا پاکستانی ہوگا جو اپنے گھر کی خواتین کے بارے میں غیور نہ واقع ہوا ہو مگر یہی لوگ جب دوسروں کی خواتین کو تاڑتے ہیں تو معلوم نہیں ان کی غیرت کہاں جا کر سو جاتی ہے اگر کوئی بس اسٹاپ بد قسمتی سے کسی مردانہ کالج کے قریب ہو تو پھر حالت اور بھی ناقابل بیان ہو جاتی ہے مثال کے طور پر ویال سنگھ کالج کے قریب جو بس اسٹاپ ہے وہاں بہت سی طالبات کو بسوں میں سوار ہو کر مختلف جگہوں پر جانا پڑتا ہے بلکہ اس کے بیسیوں بھائی بس اسٹاپ پر رخصت کرنے کیلئے آئے ہوئے ہوتے ہیں۔ میں اس خط میں صرف اپنے احساسات نہیں درج کر رہی ہوں بلکہ مجھے جتنی طالبات اور دوسری خواتین سے اس مسئلہ پر گفتگو کا موقع ملا ہے میں نے سب کو اپنا ہم خیال اور ہم زبان پایا ہے۔ میں قانون سے تو کیا اس سلسلے میں گزارش کر سکتی ہوں کہ اس کی موجودگی میں سب کچھ ہوتا ہے البتہ اپنے بھائیوں سے درخواست کروں گی کہ وہ ہم لوگوں کا کچھ تو خیال کریں۔ (ایک طالبہ لاہور)

لاہور نواں کوٹ پولیس نے دو برقع پوش نوجوان کو گرفتار کر لیا۔ واقعات کے مطابق آج قلعہ گوجر سنگھ سے دو نوجوان سلیم نواں کوٹ کوارٹرز کے قریب فیشن ایبل برقعے پہن کر پھر رہے تھے۔ پولیس کے بیان کے مطابق تفتیش کے دوران ملزموں نے بتایا کہ انہوں نے اپنی معشوقہ کو ایک نظر دیکھنے کیلئے یہ روپ دھارا ہے۔ (ایک اخبار کا تراشہ)

چونکہ اسلام نے بغیر کسی ضرورت صحیح و حاجت شرعی کے عورتوں کو گھروں میں پابند رہنے کا حکم فرمایا ہے اور وہ عورتوں کو شمع محفل کی بجائے چراغ خانہ دیکھنا چاہتا ہے اسلئے اسلام نے عورتوں کیلئے جمعہ جماعت اور جنازہ و جہاد جیسی عبادات کو بھی غیر ضروری قرار دیا ہے اور انہیں اس سے مستثنیٰ فرما دیا ہے۔

یہاں تک کہ اسلام نے عورت کی آواز کو بھی بڑی حد تک پردہ قرار دیا ہے اور غیر محارم کو جسم کا کوئی بھی حصہ دکھانا تو درکنار انہیں اپنی آواز تک سنانے سے پرہیز کا حکم دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نہ کوئی عورت نبی و رسل مبعوث ہوئی ہے اور نہ ہی اسے امامت خطابت اور اذان و اقامت کا منصب دیا گیا ہے کیونکہ اس میں آواز بلند کرنے اور زیادہ سے زیادہ لوگوں کو سنانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ نامناسب و نسوانی حیا کے خلاف بلکہ شدید فتنہ و ابتلاء کا بھی موجب ہے اور تو اور عورتوں کو فوتگی کے بعد جبکہ جانبین میں جنس کشش مفقود اور شہوانی خیالات کی تحریک ختم ہو جاتی ہے اس کی میت کیلئے بھی پردہ کا خاص اہتمام کیا گیا ہے جیسا کہ عورت کے کفن میں ملبوس ہونے کے باوجود اس کو قبر میں اتارتے وقت چادر تان کر اس کا مظاہرہ کیا جاتا ہے پھر کفن میں بھی مرد کی بہ نسبت عورت کی ستر پوشی کا زیادہ اہتمام کیا جاتا ہے وہ اس طرح کہ مرد کی میت کے کفن میں لفافہ تہہ بند اور قمیص تین کپڑے ہوتے ہیں اور عورت کیلئے ان تینوں کے علاوہ دو کپڑوں کا اضافہ کیا جاتا ہے یعنی خاص کر اس کے سر اور منہ کو ڈھانپنے کیلئے اوڑھنی اور سینہ کو اور زیادہ مستور و محفوظ کرنے کیلئے سینہ بند۔

پردہ کیلئے عورتیں جو لباس اور چادر وغیرہ استعمال کرتی ہیں اس میں بھی یہ پابندی ہے کہ وہ جاذب نظر زرق برق اور پرکشش و شوخ نہ ہو کیونکہ ایسا لباس و پردہ (پردہ ہونے کے باوجود) خواہ مخواہ دعوت نظارہ دیتا ہے جس کی طرف نگاہیں اٹھتی ہیں اور پردہ کا مقصد فوت ہو کر فتنہ سامانی کو ہوا ملتی ہے حالانکہ اسلام معاشرتی بگاڑ کے ان تمام رخنوں کا مکمل طور پر سدباب کرنا چاہتا ہے تاکہ کسی صورت بھی برائی کی ترغیب و حوصلہ افزائی کی گنجائش نہ رہے۔

پیغمبر اسلام صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **لیخرجن ومن تفلات** یعنی اگر عورتیں بضرورت صحیح و حاجت شرعی باہر نکلیں تو وہ سادہ معمولی لباس میں ہوں۔ (ابوداؤد شریف)

نیز فرمایا کہ **لا تسکنوہن الغرف ولا تعلموہن الکتابۃ و علمواہن المغزل و سورۃ النور** یعنی عورتوں کو بالا خانوں میں نہ ٹھہراؤ تا کہ تا تک جھانک اور بے پردگی نہ ہو اور انہیں لکھنا نہ سکھاؤ تا کہ خط و کتابت اور تعلقات قائم نہ کر سکیں اور انہیں چرخہ (وغیرہ امور خانہ داری) سکھاؤ اور سورۃ نور پڑھاؤ (تا کہ وہ مسلمان عورت کے شایان شان باپردہ پاکیزہ اور نورانی زندگی گزاریں۔) (بیہقی شریف)

عورت کے پردہ کے متعلق ہم نے مختصراً چند عام فہم اور واضح احکام اور اسلامی معاشرے کے نمایاں خدوخال بیان کئے ہیں جن سے عورت کیلئے پردہ کی تاکید و اہمیت ہر مسلمان و با غیرت انسان پر ظاہر ہے بشرطیکہ وہ دل سے مسلمان ہو اور ہر غیرت سے بالکل محروم نہ ہو چکا ہو اب سوال یہ ہے کہ (الا ماشاء اللہ) کیا پاکستانی عورت اس معیار پر پورا اترتی ہے جس کا جواب بغیر کسی سوچ و بچار کے ظاہر ہے کہ پاکستانی عورت نہ صرف یہ کہ پردہ کے اسلامی معیار پر پورا نہیں اترتی بلکہ اس سے صریح بغاوت کر رہی ہے۔ تحریر و تقریر میں اعلانیہ احکام اسلام کا مذاق اڑاتی ہے پردہ کو نہایت نازیبا الفاظ سے یاد کرتی ہے اور برسر عام پوری ڈھٹائی اور بیبیا کی کے ساتھ پردہ کی دھجیاں بکھیر رہی ہے اس سلسلہ میں سرکاری و غیر سرکاری طور پر اس کی مکمل طور پر حوصلہ افزائی کی جا رہی ہے اور اسکولوں کالجوں کے فرنگیانہ ماحول سینما و ریڈیو ٹیلی ویژن اخبارات و اشتہارات فحش لٹریچر اور مخلوط مجالس و ملازمت نے عورت کو ایسا بے پردہ و آزاد کر دیا ہے کہ جسے ملک کی آزادی کا ثمرہ صرف عورت کیلئے ہے اور تحریک پاکستان کی ساری قربانیاں صرف عورت ہی کو عریاں و نمایاں اور بے پردہ و آزاد کرنے کیلئے دی گئی تھیں۔

یہ چست لباس اور اس کی بیشمار برکات نئی تہذیب کی مرہونِ منت ہیں ابھی ہمارے یہاں نئی تہذیب کے انڈے آئے تھے کہ اکبرالہ آبادی ان کی ساخت سے ہی گھبرا گئے۔

رہا کرتا ہے مرغ فہم شاکی نئی تہذیب کے انڈے ہیں خاکی

جناب اکبر کا مرغ فہم کس قدر دور اندیش اور تیز تھا کہ اس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے اور جب ان انڈوں میں سے کچھ کچھ بچے نکلنے شروع ہو گئے تھے تو ڈاکٹر اقبال بھی چلا اٹھے کہ

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

لیکن کسی نے ایک نہ سنی، ابلیس ایک طرف بیٹھا اطمینان سے اپنا تانا بانا بتا رہا لیکن اکبر یہ سب کچھ کیسے دیکھ سکتے تھے پھر فرمایا کہ

شیطان نے ترکیب یہ تنزل کی نکالی ان لوگوں کو تم شوق ترقی کا دلاؤ

فقارخانہ میں طوطی کی آواز کون سنتا ہے لوگوں نے ترقی کے شوق میں لڑکوں کیساتھ لڑکیوں کو بھی جدید تعلیم کے ایندھن میں جھونک دیا
اکبر کے حساس دل میں ایک بار پھر چیس سی اٹھی اور اپنی رائے دے ہی دی کہ

تعلیم دختران سے یہ اُمید ہے ضرور ناچے دلہن خوشی سے خود اپنی برأت میں

زمانہ شاہد ہے کہ ان کے خدشات کس طرح حرف بہ حرف پورے ہوئے۔ مزید فرماتے ہیں کہ

کیا کہوں کہ علم پڑھ کر کیا کریں گی بیبیاں بیبیاں شوہر بنیں گی شوہر بیبیاں

شادی کے بعد کی صورتِ حال کے متعلق کیا خوب فرمایا کہ

میاں بیوی خدا کے غضب سے دونوں مہذب ہیں انہیں پردہ نہیں آتا انہیں غیرت نہیں آتی

بے راہ روی نے ان کے احساس دل کو بھی چوٹ لگائی فرماتے ہیں کہ

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ

روشِ مغرب ہے مدِ نظر وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ

یہ ڈرامہ دکھائے گا کیا سین پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

اور پھر قوم کو غیرت دلائی کہ

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مرد ہوشمند غیرت نہ تجھ میں ہوگی نہ زن اوٹ چاہے گی

آخر وہی ہوائی تہذیب نے تیزی سے بال و پر نکالنے شروع کر دیئے پردہ سرکنے لگا یا یوں سمجھئے کہ حیا اور غیرت کا جنازہ نکلنا شروع
ہو گیا اکبر کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔

پردہ اٹھا حجاب گیا شرم گئی اب نئی تہذیب کی برکات ظاہر ہونا شروع ہو گئیں

سیدھی سادھی اور شریف بچیوں پر اس تہذیب کا رنگ چڑھنا شروع ہو گیا اکبر غریب خون کے گھونٹ پی کر رہ گئے اور
ان کی شرافت کا ماتم اس طرح کیا کہ

حامدہ چمکی نہ تھی انگلش سے جب بیگانہ تھی اب ہے شمعِ انجمن پہلے چراغِ خانہ تھی

اس کا مطلب یہ نہیں کہ اقبال و اکبر تعلیم نسواں کے بالکل ہی خلاف تھے بلکہ وہ تو خود چاہتے تھے کہ عورت کو زبورِ تعلیم سے آراستہ
کیا جائے لیکن کس قسم کی تعلیم سے یہ ان کی اپنی زبان سے سنئے کہ اکبر فرماتے ہیں کہ

تعلیم لڑکیوں کی ضروری تو ہے مگر خاتونِ خانہ ہو وہ سبھا کی پری نہ ہو

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے کہ

دو اسے شوہر و اطفال کی خاطر تعلیم قوم کے واسطے تعلیم نہ دو عورت کو

لیکن لوگوں نے اس کی پرواہ نہ جب کی تھی اور نہ اب کرتے ہیں آخر میں ایک اور شعر سن لیجئے:-

دولہا بھائی کی ہے یہ رائے نہایت عمدہ ساتھ تعلیم کے تفریح کی حاجت ہے شدید

پردے کے حکم کی حکمت عملی

اسی لئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم فرمایا کہ عورت بیگانے مرد کو نہ دیکھے خواہ ناپینا بھی ہو اور بفضلہ تعالیٰ جب تک ہمارے معاشرے میں پردہ کی پابندی اور عورتوں کو چار دیواری کے اندر محفوظ رکھا گیا تو ہمارا معاشرہ قابل رشک رہا لیکن افسوس کہ جب سے ہم نے اپنے بچیوں کو بے راہ رو ابنا یا تو اب ہماری آنکھیں خون کے آنسو بہاتی ہیں لیکن اب کیا ہو سکتا ہے۔

تعلیم کے اثناء میں جو خرابیاں ان خدا کے بندوں سے ہوا کرتی ہیں وہ اظہر من الشمس کوئی شریف آدمی ان کو برداشت نہیں کر سکتا نامعلوم کتنے ایسے واقعات اسکولوں کالجوں میں ہوئے ہیں، ہم صرف ایک واقعہ پیش کرنے کی جرأت کرتے ہیں۔

ایک مقامی کالج نے ایم اے کی دو طالبات کو اس بناء پر کالج سے نکال دیا تھا کہ وہ ایک غیر ملکی نوجوان کو لڑکیوں کا لباس پہنا کر اپنے ہوٹل کے کمرہ میں لے گئیں تھیں۔ چوکیدار کو انہوں نے حکم دیا کہ یہ تیسری لڑکی ان کی مہمان ہے اور چوکیدار کو شام کے

اندھیرے میں یہ شبہ بھی نہ ہوا کہ ان کے ساتھ زنانہ لباس میں لڑکی نہیں لڑکا ہے۔ گئی رات تک ان لڑکیوں کے بند کمرے میں ہنسی مذاق اور چھیڑ چھاڑ کا ہنگامہ ہوتا رہا۔ شروع شروع میں ملحقہ کمروں میں رہنے والی لڑکیوں کو شبہ بھی نہ ہوا کہ ساتھ والے

بند کمرے میں کیا ہو رہا ہے مگر جب لڑکیوں کی آوازوں کے ساتھ مردانہ آواز بھی سنائی دینے لگی تو بالکل ساتھ والے کمرے میں جمع ہو کر کچھ لڑکیوں نے ہر کرسی پر کرسی اور اسٹول رکھا اور اس طرح روشندانوں سے جھانک کر اندر کا اخلاق سوز منظر دیکھ لیا۔

اس انکشاف پر ہوٹل کی لڑکیوں نے چپکے سے ان دونوں لڑکیوں کے کمرے کو باہر سے بند کر دیا اور ہوٹل کے منتظمین کو اطلاع دیدی۔ جب دروازہ کھولا گیا تو لڑکیوں نے جلدی سے لڑکے کو اپنی کپڑوں کی الماری میں چھپا دیا مگر بھانڈا پھوٹ کر رہا۔

بعد ازاں تحقیقات کے بعد ایم اے کی ان طالبات کو جو بڑے ہی شریف اور معزز گھرانوں کی لڑکیاں ہیں کالج سے نکال دیا گیا اور ان کے ساتھ غیر ملکی مہمان تھے وہ بھی ان کا ایک آشنا تھا جو بھیس بدل کر اپنا منہ کالا کرنے آیا تھا۔ اس جیسے واقعات بیشمار ہیں

لیکن یاد رکھئے کہ یہ جرائم اولاً ان لڑکیوں کے ماں باپ یا ان کے سربراہوں کے نام درج ہو رہے ہیں پھر قیامت میں سزا میں لڑکیاں اور ان کے سربراہ برابر ہوں گے۔ انہی وجوہ سے اولاً لڑکیاں نکاح جیسی مقدس عبادت و معاشرہ کے خوشگوار پھل کو کڑوا قرار دیتی ہیں۔

ایک جائزہ کے مطابق کالج کی طالبات میں ۶۵ لڑکیاں شادی کے بندھن سے آزاد رہنا چاہتی ہیں۔ ڈاکٹری کے پیشہ کی طرف بھی خواتین کی رغبت بڑھتی جا رہی ہے اور برقعوں کی جگہ سفید کوٹ لے رہے ہیں۔ مخلوط تعلیمی اداروں میں پڑھنے والی طالبات میں سے 80% طلبات فلموں کی شوقین ہیں۔ لہذا یہ ظاہر ہے کہ جب کالجوں کی 80% طالبات فلموں کی شوقین ہوں گی تو ان میں شادی بیان کا پرانا تھوڑا یقیناً باقی نہیں رہ سکتا، وہ شادی کے بجائے خالص فلموں کی سی رومانی زندگی کو ترجیح دیں گی اور ظاہر ہے کہ روشن خیالی اس کو مطلوب قرار نہیں دیتی کہ شادی کے بغیر رومان لڑاتے رہو اگر کہیں شادی کریں گی تو اپنی مرضی پر خواہ باپ کی ناک کٹ ہی کیوں نہ جائے۔ **بیشمار واقعات شاہد ہیں صرف ایک کہانی ملاحظہ ہو۔**

(لاہور، ۸ ستمبر، اسٹاف رپورٹر) مجھے کسی نے اغوا نہیں کیا، میں اپنی مرضی سے نصرت اللہ کے ساتھ گئی تھی اور میں نے بعد ازاں اس سے شادی کر لی تھی۔ میں بالغ ہوں اور اپنی مرضی کی مختار۔ یہ بیان گجرات کی نوجوان مغویہ نرس نے سیشن جج لاہور کی عدالت میں دیا۔ مغویہ لاہور کے گنگارام ہسپتال میں نرس کی خدمات انجام دے چکی ہیں اور سول لائینز پولیس نے اس کے والد محمد حسین کے بیان پر اس کے اغواء کا کیس رجسٹر کیا تھا۔ پولیس کے مطابق یکم نومبر کو نصرت اللہ کا والد گنگارام ہسپتال میں علاج کیلئے داخل ہوا۔ اس عرصہ میں وہ اپنے باپ کی عیادت کیلئے آتا رہا اور وہیں پر اس لڑکی سے اس کے تعلقات قائم ہو گئے تھے۔ ایک روز وہ اطلاع دیئے بغیر ہسپتال سے غائب ہو گئی۔ ۱۰ نومبر ہسپتال کے حکام کو نرس کی طرف سے ایک تار ملا، جس میں اس نے ان سے بلا اطلاع غائب ہونے کی وجہ بتاتے ہوئے یہ کہا کہ اس کا والد اچانک فوت ہو گیا تھا اس نے تار کے ذریعہ مزید چھٹی طلب کی تھی۔ ابھی حکام اس تار پر کوئی فیصلہ نہ کر پائے تھے کہ نرس کا باپ گجرات سے اپنی لڑکی کو ملنے کیلئے ہسپتال آیا۔ جب اسے لڑکی کے غائب ہونے کا علم ہوا تو اس نے سول لائینز پولیس میں اس کے اغواء کی رپورٹ درج کر دی۔ جس پر پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی۔ آج نصرت اللہ نے سیشن جج لاہور کی عدالت میں حاضر ہو کر ضمانت قبل از گرفتاری کیلئے درخواست پیش کی۔ درخواست کے ہمراہ نرس کی بلوغت کا شوقیٹ اور اس کا حلفیہ بیان منسلک کیا گیا تھا۔ اپنے حلفیہ بیان میں نرس نے بتایا کہ میں چھ ماہ قبل اپنے والد سے علیحدہ ہو کر گجرات سے لاہور آئی تھی، جہاں میں نے گنگارام ہسپتال میں بطور نرس ملازمت کر لی پھر یہیں سے میں اپنی مرضی سے نصرت اللہ کے ہمراہ کراچی چلی گئی اور اس سے شادی کر لی۔ نرس نے اپنا وہ بیان بھی عدالت میں پیش کیا جو اس نے ایس۔ ڈی۔ ایم کراچی کی عدالت میں دیا تھا اور جس میں اس نے برضاء و رغبت نصرت اللہ سے شادی کا اقرار کیا تھا۔ تقریباً ہر شہر میں روزانہ ایسے شرمناک واقعات کا ہونا ایک معمول سا بن گیا ہے۔ اپنی آنکھوں سے دیکھتے رہتے ہیں کہ ان کی لڑکیاں مغرب زدہ انگریزیت سے محو ہوتی چلی جا رہی ہیں خصوصاً مولوی، پیر، سید، شیخ، مسند نشین کی اولاد لڑکی لڑکا تو زیادہ بے راہ روا ہو رہے ہیں۔ ہمارے مسلم بھائی اسلامی تربیت سے یا تو نا آشنا ہوتے ہیں یا آشنا ہوتے ہوئے

حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجلاس میں ایک باپ بیٹے کا مقدمہ پیش ہوا۔ باپ نے کہا یہ میرا لڑکا میرے حقوق ادا نہیں کرتا آپ نے لڑکے سے پوچھا تو اس نے کہا کہ کیا اولاد کے بھی ماں باپ پر کچھ حقوق ہیں یا نہیں؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں بہت ہیں من جملہ انکے ایک یہ ہے کہ شریف عورت سے نکاح کرے تاکہ اولاد اچھی ہو نام اچھا رکھے تاکہ اس کی برکت ہو اور علم دین سکھلائے۔ لڑکا بولا باپ نے میرے خاک حقوق ادا کیئے نکاح کیا تو لونڈی سے اور میرا نام رکھا جعل بمعنی گوکا کیڑا اور کبھی ایک دن بھی دین کی بات نہیں سکھائی۔ اب مجھ سے حقوق کی ادائیگی کا کیا معنی۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقدمہ خارج کر دیا اور اسکے باپ سے فرمایا کہ جاؤ تو نے اس کی حق تلفی کی ہے لہذا مقدمہ خارج کر دیا بعینہ یہی ہماری حالت ہے کہ لڑکیوں کو اسکولوں میں بھیجتے ہیں، جا کر ہماری ناک کاٹ دیتی ہیں پھر ہم روتے ہیں لیکن آپ کا رونا بے سود ہے رونا اس وقت چاہئے تھا جب یہ چھوٹی تھیں اور ان کی تربیت ہمارے ذمہ فرض تھی اور ہم نے غفلت یا بے توجہی سے کام لیا تھا اب نوبت بائینجاں رسید کہ باپ منبر نبوی علیہ السلام کی زینت ہے تو لڑکی قحبہ خانہ کی بانو۔

یہاں ایک باپ بیٹی کا مکالمہ درج کیا جاتا ہے جس سے پتہ چلتا ہے ہماری خواتین خود نہیں بگڑی ہم نے خود بگاڑی ہیں۔

باپ بیٹی کا مکالمہ

باپ

یہ تیرا بے حجابانہ سر بازار آجانا
ادائے خاص پہلو بدلنا مسکرانا
بہ شان دلربائی ریشمی آنچل کو لہرانا
بہانے کے لئے رہ رہ کے انگلی کا یہ چٹکانا
تجھے یوں دیکھ کر بیٹی پسینہ چھوٹ جاتا ہے
تو میری لاج اے بیٹی بچالیتی تو اچھا تھا
یہ اٹھلانا تھرکنا مستی رفتار دکھلانا
بصد ناز و ادا رہ رہ کے زلفوں کا یہ سلجھانا
کبھی شانے سے لٹکانا کبھی سینہ سے ڈھلکانا
کلائی کی گھڑی اس طرح نظروں میں چککانا
مری غیرت کا نازک آگینہ ٹوٹ جاتا ہے
بچالیتی تو اچھا تھا

بیٹی

مجھے برباد کر دینا تمہارا کام ہے پاپا
یہ کس کا نظریہ تھا جس کا شہرہ عام ہے پاپا
غم دیں ہے نہ کچھ تم کو غم ایام ہے پاپا
تمہاری دی ہوئی تعلیم کا انجام ہے پاپا
غلط ہے مجھ پر عریانی کا جو الزام ہے پاپا
کہ مقصد زندگی کا عیش ہے آرام ہے پاپا
تمہارے مذہب و ایماں کا دولت نام ہے پاپا
میری رسوائیوں میں آپ کی فطرت نمایاں ہے
میری عریانیت میں آپ کا کردار عریاں ہے

حضور والد ماجد یہ بیٹی کی گزارش ہے.....

باپ

بڑی چنچل بڑی طرار ہے شوخی میں یکتا ہے
تو ماہر رقص کی ہے اور اچھا گا بھی لیتی ہے
جہاں بچنی زمانہ تجھ کو ہاتھوں ہاتھ لیتا ہے
یہ طرز زندگی بھی کس قدر ناپاک ہے بیٹی
زباں آور ہے تو گر دیدہ صہبا و مینا ہے
تو جانِ بزم بنتی ہے دلوں پر چھا بھی لیتی ہے
یہ تہذیب نوی تو حلقہ فتراک ہے بیٹی
تو اس تہذیب سے دامن بچالیتی تو اچھا تھا

مگر اب نیکیوں سے دل لگاؤں کیسے ممکن ہے
مجھے مشرق کی نسوانی ادائیں اب نہیں بھاتیں
ہوں کاروں کی دنیا کی کہانی ہے جہاں میں ہوں
میں پاکیزہ فضا میں لمحہ بھر بھی جی نہیں سکتی

مجھے ہر چند اپنے کو بدل لینے کی خواہش ہے

یہ سرخی اور یہ لالی یہ پوڈر اور یہ غازہ
نئے فیشن کی متوالی شکار دام خود بینی
زر افشاں مانگ تو سرمہ سے آنکھیں دیدہ آہو
بجائے پان دانتوں میں دبائے ثانی بسکٹ
لئے ہاتھوں میں رنگیں پرس پکنک پر نکلتی ہے
مگر خود اپنی ملت کے لئے صدعا رہے بیٹی

مجھے تقلید مغرب کا سبق کس نے پڑھایا ہے
حسین قتلی کی طرح رقص کی ترغیب دی کس نے
میری گھٹی میں سرخی اور غازہ کس نے گھولا ہے؟
خود ہی سوچو کہ میں نے خود نمائی کس سے سیکھی ہے؟
میرے صدق و صفا کے خون سے کس کے ہاتھ رنگیں ہیں
تمہارے دل پہ چرکا ہوں تمہارے وار کا ڈیڈی

جوانی کے تقاضوں کو چھپاؤں کیسے ممکن ہے
میرا مطلب ہے انسانی ادائیں اب نہیں بھاتیں
نشاط و عیش جزوندگانی ہے جہاں میں ہوں
کہ میں زہر آب کی عادی ہوں امرت پی نہیں سکتی

یہ سب جان ہیں تیری انہیں کی تو ہے دلدادہ
یہ اسنوکی لپٹ کپڑوں سے اڑتی سینٹ کی خوشبو
طلائی چوڑیاں ہاتھوں میں اور زیب گلو لاکٹ
تو یوں آراستہ ہو کر قیامت بن کے چلتی ہے
بجا تہذیب حاضر کا تو ایک شاہکار ہے بیٹی
تو اس تہذیب سے دامن بچالیتی تو اچھا تھا

مجھے کس نے نئی تہذیب میں ڈھلنا سکھایا ہے
میرے سر سے ردائے شرم و عفت کھینچ لی کس نے؟
یہ میں نے خود سری و بے حیائی کس سے سیکھی ہے؟
مری شرم و حیاء کے خون سے کس کے ہاتھ رنگیں ہیں
میں چربہ ہوں تمہاری طینت و اطوار کا ڈیڈی
یہ سب کچھ تو فقط آں محترم ہی کی نوازش ہے

تو خاتونِ حرم تھی کاش خاتون ہی رہتی
 بہت اونچی ہے تیری آن تو اس کو بچالیتی
 خوش اطواری و خوش خلقتی شعار اپنا بنالیتی
 تو اپنی غایتِ ہستی جو پالیتی تو اچھا تھا

میں ایک شمعِ حرم تھی کاش شمعِ حرم رہتی
 وقارِ ملت بیضا کو سینے سے لگاتی میں
 مری آغوشِ شفقت میں جو بچے تربیت پاتے
 میرے پاپا ابھی کچھ وقت باقی ہے سنبھل جاؤ
 مجھے بھی ناگوار اپنی جوانی کی نمائش ہے

تو اپنے غیر ملی کو سینہ سے لگالیتی
 وفا پیکرِ بنی رہتی وقار اپنا بڑھا لیتی
 بنا کر کاش اپنے گھر کو صد رشک جہاں رکھتی
 تو اپنی غایتِ ہستی جو پالیتی تو اچھا تھا

میں اپنے مختصر سے گھر کے ہنگاموں میں ضم رہتی
 وطن کی قوم کی عظمت کو عزت کو بچاتی میں
 جواں ہو کر زمانے کو پیامِ امن پہنچاتے
 بدلنا ہے اگر مجھ کو تو پہلے خود بدل جاؤ
 مجھے بھی ناگوار اپنی جوانی کی نمائش ہے

مذکورہ مکالمہ سے نتیجہ نکالنا آسان ہو گیا کہ آج ہم اپنی لڑکیوں کو کالج اسکول کی انگریزی تعلیم دے کر اپنے پاؤں پر خود کلہاڑہ مار رہے ہیں اور پھر قیامت میں سزا علاوہ ہوگی۔

ویسے ہر ایک کو نیک صحبت ضروری ہے۔ خصوصاً یہ عورتیں جو عقلاً کمزور ہیں ان کے لئے تو اشد ضروری ہے یہی وجہ ہے کہ شریعت نے اولاد کی پرورش کی وجہ سے نیک سیرت ماں کا انتخاب فرمایا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **الدنيا كلها متاع و خير متاع الدنيا المرأة الصالحة** (رواہ مسلم)

دنیا سب کی سب متاع ہے لیکن بہترین متاع نیک بخت بیوی ہے اور فرمایا کہ

ما استفاد المؤمن بعد تقوى الله خيرا له من زوجة صالحة (الحديث)

یعنی مومن کو تقویٰ کے بعد جو سب سے بہتر چیز حاصل ہوتی ہے وہ نیک بخت بیوی ہے وجہ ظاہر ہے کہ عورت نیک ہوگی تو اس کا اثر بچوں پر پڑے گا چند ایک حکایت آگے چل کر پڑھیں گے جن سے معلوم ہوگا کہ ماں کی تربیت اولاد پر کتنا اثر انداز ہوتی ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ کربلا میں حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جوش دودھ فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے تھا اور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شان ولایت کو ماں کی تربیت نے اُجاگر کیا۔ اسی طرح بڑے جرار و شیر بہادر اور دُنیا کی معروف شخصیتیں ماں کی گود کا اثر ہیں آج ہمارا معاشرہ کیوں نہ بگڑے جبکہ مائیں کنواری باپ کنوارہ اور پھر بچے جنم لیں تو سینما میں کلب میں بس میں گاڑی میں.....

انا لله و انا اليه راجعون

انتباہ..... قدیم سے دستور چلا آ رہا ہے کہ باطل جب حق سے مغلوب ہوتا ہے تو حق کو نیچا کرنے کا آخری حربہ یہی استعمال کرتا ہے کہ عورت کو میدان میں لائے تاکہ کسی طرح حق کی طاقت کمزور ہو۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گزر چکا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ **اول فتنه بنی اسرائیل كانت في النساء** (رواہ مسلم) یعنی سب سے پہلے فتنہ بنی اسرائیل میں عورت کی وجہ سے ہوا۔ واقعہ یوں ہوا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنا لشکر جبارین کی سرکوبی کیلئے لائے جبارین نے بلعم باعور کو بددعا پر مجبور کیا۔ اس نے بددعا کی لیکن کارگر نہ ہوئی بالآخر یہی تدبیر سوچی کہ دو شیرزہ حسین عورتیں سنگھار کر کے بنی اسرائیل کے لشکر کے آگے بھیجی جائیں تاکہ کسی طرح وہ زنا میں مبتلا ہوں اور اس شامت سے وہ ہم پر غالب نہ ہو سکیں۔ چنانچہ عورتیں ہار سنگھار کر کے لشکر موسیٰ کے سامنے آئیں ایک عورت کتی بنت صور پر بنی اسرائیل کے ایک سردار زمزم بن ثالوم کی نظر پڑی تو وہ فریفتہ ہو گیا اور اسے پکڑ کر اولاً موسیٰ علیہ السلام کی بارگاہ میں لایا اور کہا کہ کیا آپ کی شریعت کے حکم سے ایسی حسینہ جلیلہ چھو کر مجھ پر حرام ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا، ہاں ایسا ہی ہے۔ اس نے کہا کہ مجھ سے تو رہا نہیں جاتا اور نہ ہی میں اس حکم کو مانتا ہوں۔

چنانچہ اس بد بخت سے زنا کار تکاب ہوا، تو اس کی نحوست سے بنی اسرائیل پر وباء آئی اور ایک ہی ساعت میں ستر ہزار بنی اسرائیل موت کے گھاٹ اترے۔ اس امر کا علم حضرت فحاصد جو ہارون علیہ السلام کے پوتے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دروغے تھے کو ہوا تو انہوں نے زمزم اور اس کی محبوبہ کو اسی کے خیمہ میں تہہ و تیغ کیا۔ تب وباء دفع ہوئی۔

اسی طرح فاروقی لشکر کے ساتھ بھی نصرانیوں نے کھیل کھیلا تھا۔ جیسا کہ مؤرخین کو معلوم ہے بعینہ اسی طرح انگریز نے جب دیکھا کہ ہند کے مسلم شہ زور میرے قابو میں نہیں آتے تو اس نے یہی پرانا جال بچھانا شروع کیا۔ اولاً مردوں کو اپنے دام ترویر میں پھنسا یا پھر عورتوں پر ہاتھ صاف کئے۔ اب ہمیں ملک تو دے گیا لیکن ہماری قوم کو ایسا مسخ کر گیا ہے کہ اب ان کا علاج صرف ناممکن ہی نہیں بلکہ محال ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ محال نہیں بلکہ وبال ہے کہ اگر قوم کو کہا جاتا ہے کہ یہ تمہارے کالج اور یہ تمہارے لڑکے اور لڑکیاں تعلیمات سے دُور ہیں تو الٹا چور کو تو ال کو ڈانٹے کہہ دیتے ہیں کہ ملا دیا نوسی خیال اور تنگ ظرف اور شرارتی ہیں وغیرہ وغیرہ یہ نہیں سوچتے کہ ملا خود نہیں کہتا یہ محقق واقع ہوا ہے پرانی یاد تازہ کر کے عرض کرتا ہے ملاحظہ ہو۔

انگریزی تعلیم کے بہت بڑے علمبردار سر سید علی گڑھی لکھتے ہیں کہ لڑکیوں کی تعلیم کا ہندوستان میں بہت چرچا تھا اور سب یقین جانتے تھے کہ سرکار (انگریزی) کا مطلب یہ ہے کہ لڑکیاں اسکول میں آئی تعلیم پائیں اور بے پردہ ہو جائیں یہ بات حد سے زیادہ ہندوستانیوں کو ناگوار تھی بعض اضلاع میں اس کا نمونہ بھی قائم ہو گیا تھا۔ پرگنہ وزیر ز اور ڈپٹی انسپکٹر یہ سمجھے تھے کہ اگر ہم سعی کر کے لڑکیوں کے مکتب قائم کر دیں گے تو ہماری بڑی نیک نامی گورنمنٹ میں ہوگی اس لئے وہ ہر طرح پر بہ طریق جائز و ناجائز لوگوں کے واسطے قائم کرنے لڑکیوں کے مکتبوں کے فہمائش کرتے تھے اور اس سبب سے زیادہ تر لوگوں کے دلوں میں ناراضگی تھی۔ (مقالات سر سید، حصہ نہم، ص ۷۱)

فائدہ..... سر سید کے اس اقتباس سے لڑکیوں کی تعلیم انگریز کی دلچسپی و خوشنودی اور گورنمنٹ انگریزی کے ایجنٹوں کی سعی و جدوجہد اور ہندوستانیوں کی لڑکیوں کی تعلیم سے نفرت و بیزاری کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کون کہہ سکتا ہے کہ زنانہ تعلیم کے سلسلہ میں انگریز کی کوشش و سازش کامیاب اور ہندو و پاکستانیوں کے خدشات دُست ثابت نہیں ہوئے۔ کیا انگریز کے مطلب و منشا کے مطابق ان نام نہاد اسکولوں کالجوں نے طالبات کو بے پردہ کر کے انہیں مذہب، معاشرہ، والدین اور اپنی تمام قومی و اسلامی روایات کا باغی نہیں بنا دیا یا نہیں۔

یہ اہل کلیسا کا نظام تعلیم ایک سازش ہے فقط دین و مروت کے خلاف جو کلیسا کے عسائر سے کبھی نہ ہو سکا کر دکھایا وہ کلیسا کے مدارس نے کمال

انتباہ..... ہم نہ تو کالج کے مخالف ہیں نہ کالج کے طلباء و طالبات کے دشمن اور نہ ہی لڑکیوں کی دینی تعلیم کے منکر بلکہ ہم کالج کے غلط ماحول سے نفرت کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں کہ کالج کے ماحول کو اسلامی ڈھانچے میں ڈھالنا چاہئے اور طلباء کو اخلاقِ محمدی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور سیرتِ اسلامیہ کا نمونہ بننا چاہئے اور عورتیں تعلیم ضرور حاصل کریں لیکن گھر کی چار دیواری کے اندر اور وہ بھی اپنے اقارب سے، کالج کی لڑکیوں کو تعلیم دلانے میں شرعی اور اخلاقی بیٹھاریاں لازم ہیں۔ جن سے کسی ذی شعور کا انکار نہیں۔ تجربہ شاہد ہے کہ اس تعلیم سے لڑکی پردہ کی مقدس چادر کو گندی نالیوں میں پھینک دیتی ہے اور یہ قرآنی تعلیم کے منافی ہے ان بندگانِ خدا کی لڑکیاں گھر سے نکلتی ہیں تو پردہ جیسی باعزت چادر کو چاک کر کے کہ جس کیلئے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی گوارا نہ فرمایا کہ جس طرح عورت کو غیر مرد نہ دیکھے، اسی طرح عورت بھی غیر مرد کو نہ دیکھے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں عبداللہ بن مکتوم ایک نابینا صحابی آئے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات میں سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف فرما تھیں۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **احتجبا منه** اس سے پردہ کرلو۔ تو انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وہ نابینا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ **افعمیا وان انتما الستما بتعرانه** کیا تم اندھی ہو کیا تم اسے دیکھتی نہیں ہو۔ (رواہ ترمذی و احمد و ابوداؤد)

کتنا نازک مقام ہے کہ ایک طرف امہات المؤمنین اور دوسری طرف ایک صحابی جو جلیل القدر ہیں جن کیلئے سورہ عس نازل ہوئی یہاں کسی قسم کے وسوسہ کی گنجائش نہیں ہے۔ لیکن نگاہِ نبوت معاشرے کی اصلاح کیلئے گوارا نہیں کرتی کہ ایک اجنبی مرد کو اجنبی عورت دیکھے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عورت جب گھر سے باہر نکلتی ہے تو اس کا چلنا پھرنا سرتا پاشہوتِ انسانیہ کا داعی بن کر شیطان کو قابو کرنے میں ناکام ہوتا ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ **النساء جبائل الشیطان** یعنی عورتیں شیطان کے اسباب اور وسائل و جاں ہیں (بیہقی) اور فرمایا کہ **المرأة فاذا خرجت استشهر فہما الشیطان** عورت عورت ہی ہے جب اپنے گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان مردوں کے سامنے اسے اچھا کر کے دکھاتا ہے۔ (ترمذی) اور فرمایا کہ **ان المرءة تقبل فی صورة شیطان و تدبر فی صورة شیطان** (الحديث مسلم شریف) بیشک عورت آتی ہے تو صورتِ شیطان میں اور جاتی ہے تو بھی صورتِ شیطان میں۔ گھر سے باہر نکلتے ہی اس کے آس پاس شیطان ہوتا ہے جس سے دیکھنے والوں کو گمراہ کرنے میں اسے آسانی مل جاتی ہے۔

ایسے صریح ارشادات کے سامنے ہماری قوم کی عورتوں کا رونا کہاں تک رویا جاسکتا ہے کہ پردہ تو درکنار بے پردگی میں ہماری زندگی کے ہر شعبے میں عورت ہی عورت بعض ہے پھر معاشرہ کس طرح صحیح رنگ اتار سکے جبکہ ہماری قوم کی لڑکیاں جو ہمارے معاشرے کا ایک بہترین زیور گھر کی زینت تھی جب باہر نکلیں تو شیطانیت کا پیاسہ ڈاکو کب گوارا کر سکتا ہے کہ اسے ہاتھ سے گنوائے۔ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ایک معمولی آدمی اپنی دولت کو چوروں سے محفوظ رکھنے کا کتنا بندوبست کرتا ہے لیکن ہمارے معاشرے کی ڈیڑھ من کی دولت بازاروں، سینماؤں، کالجوں، اسکولوں، دفتروں، اسمبلیوں، مخلوط اداروں وغیرہ میں آوارہ پھرتی ہیں پھر معاشرہ کے ڈاکو کیوں نہ ڈاکہ زنی کریں۔ **ملاحظہ ہو۔**

لڑکیوں کی تعلیم عام ہو رہی ہے اکثر طالبات درسگاہوں کو پیدل جاتی ہیں اس میں انہیں کئی قباحتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور بازاروں اور ایسی شاہراہوں سے گزرنا پڑتا ہے جہاں بھاری ٹریفک ہوتا ہے اور ہر وقت تصادم کا خطرہ رہتا ہے اور پھر ان طالبات کو ہوس کا اور سطحی آوازوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ ان درسگاہوں میں چھٹی ہوتی ہے تو بعض آوارہ چھوکرے فلمی گانے لاپتے نظر آتے ہیں بے مقصد تمبھے بلند کرتے ہیں اور ایسی حرکات کا ارتکاب کرتے ہیں

جن کو کوئی بھی شریف آدمی پسند نہ کرے گا۔ (نوائے وقت لاہور ۱۹۶۱ھ)

ایک بیباک طالبہ کی کہانی اس کی زبانی

میں ہر روز اپنے تانگہ میں کالج جاتی ہوں۔ اتفاق سے ایک روز تانگہ خراب ہو گیا تو بس میں جانے کا ارادہ ہوا اور اسی ارادے کے تحت بس اسٹاپ پر آئی اور اس کا انتظار کرنے لگی۔ چند کالج کے طلباء وہاں پہنچ گئے اور مجھ پر آوازیں اور فقرے کسنے لگے۔ چونکہ میں بے پردہ تھی۔ ایک طالب علم نے کہا کیا حسن پایا ہے۔ دوسرے نے کہا کہ آہا کیا آہو چشم ہے۔ تیسرے نے کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ابھی ابھی شراب پی کر آئی ہیں۔ چوتھے نے کہا کہ شراب سے مست نہیں بلکہ شباب نے ان کی آنکھوں میں مستی بھردی ہے۔ پہلے نے پھر کہا کہ ارے یا اس کے ہونٹ تو دیکھے کیسے پتلے پتلے ہیں۔ دوسرے نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ ہونٹ نہیں بلکہ گلاب کی دو پتھڑیاں ہیں۔ تیسرے نے اور مسالہ لگایا سرے نے تو سونے پہ سہاگہ لگا دیا ہے۔ اب پھر پہلے نے کہا کیا بال ہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گھٹا چھائی ہوئی ہے اور دوسرے نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا اور چاند بالوں کی اوٹ سے نکل رہا ہے۔ تیسرے نے کہا اور اس کی دو دو چوٹیاں تو ناگن ہیں ناگن کہ ڈسنے کو آرہی ہیں۔ چوتھے نے اکڑ کر کہا کہ تمہیں کسی کی تعریف کرنا تھوڑی ہی آتی ہے اس کا سچا حلیہ میری زبان سے سنو۔ زور سے کہتا ہے کہ

مستی نواز شوخی انداز کافرانہ زلفیں سیاہ گھٹا آنکھیں شراب خانہ

اتنے میں بس آگئی اور میں بس میں سوار ہو گئی تو چوتھے طالب علم نے بلند آواز سے یہ شعر پڑھا کہ

جاتی ہو خدا حافظ پر اتنی گذارش ہے جب یاد ہماری آئے ملنے کی دعا کرنا

دوسرے دن عمداً تانگہ درست ہونے پر بھی بس اسٹاپ پر آئی مگر بے پردہ نہیں بلکہ باجی کا برقع پہن کر وہاں وہی طالب علم موجود تھے شاید میرا ہی انتظار تھا مجھے پہچان نہ سکے اور مجھے پہچانتے بھی کیسے میں برقع میں جوتھی ان میں گفتگو ہو رہی تھی میں نے اپنا دھیان و خیال اسی طرف کر دیا۔ پہلے نے کہا کہ کیوں یا کیا بات ہے ابھی تک نہیں آئی۔ دوسرے نے کہا شاید کل کی باتوں سے چڑ گئی ہو گئی اور دوسرا راستہ اختیار کر لیا ہوگا۔ تیسرے نے کہا کہ یہ ان لڑکیوں میں سے نہیں معلوم ہو رہی تھی جو ذرا سی باتوں سے چڑ جاتی ہیں یہ چڑ جانا تو پردہ دار غیرت والی عورتوں کا کام ہے جو ذرا سی گستاخی برداشت نہیں کرتیں چوتھے نے کہا کہ یہ خالہ بی کہاں سے آدھمکیں (میری طرف اشارہ کر کے) پہلے نے طنزاً کہا بڑی آئیں پردہ کرنے والی دوسرے نے کہا کہ یہ غلط بات ہے پردہ کرنے والی عورتوں کو چھیڑنا درست نہیں۔ چوتھے نے کہا کہ کیوں بغیر پردہ والی عورت عورت نہیں ہوتی پھر اس کو کیوں چھیڑتے ہو (یہ کل میری طرف اشارہ تھا) تیسرے نے جواب دیا کہ وہ ہم کو مجبور کر دیتی ہیں کہ ان کو دیکھیں اور ان کے حسن اداؤں جوانی اور غرض کہ ہر چیز کی تعریف کریں اس لئے تو۔۔۔۔۔ پہلے نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا خوب بن ٹھن کر بازاروں، کالجوں، پارکوں، باغوں میں بے پردہ گھومتی اور گشت لگاتی ہیں دوسرے نے کہا یہ بالکل صحیح ہے آپ لوگ ہی دیکھئے

کل ایک لڑکی آئی تھی اس کو ہم لوگوں نے خوب بنایا آوازیں کیں لیکن یہ (میری طرف اشارہ) جب سے کھڑی ہوئی ہیں کوئی ہم سے پرواہ اور دھیان تک نہیں۔ بندہ تعریف کرے تو کس چیز کی کرے سب پوشیدہ ہے صرف زیادہ سے زیادہ شوز اور برقع کی کر سکتے ہیں۔ پہلے تو یہ عورتیں مردوں پر لعنت ملامت کرتی ہیں کہ وہ عورتوں کو گھور گھور کر دیکھتے ہیں مگر ان کو اپنی آنکھ کا شہتر نظر نہیں آتا دوسرے کو تنگے کو دیکھ پاتی ہیں اتنے میں بس آگئی اور میں کالج چلی گئی۔ (ماخوذ)

پہلے کہا جا چکا ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق و جذبات کا آدمی میں بڑا اثر ہوتا ہے ہمارے جاٹ لوگ کہا کرتے ہیں کہ گورے کو کالے کے ساتھ باندھو تو وہ اگر شکل نہیں بدلے گا تو ایسی عادت پر ضرور چلے گا اسی لئے کہا گیا ہے کہ

صحبت صالح ترا صالح کند صحبت طالح ترا طالح کند

جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ خصوصاً وہ شخص جو معظم بھی ہو اور پھر استاد سے اور کون زیادہ معظم ہو سکتا ہے۔ تو اس صورت میں وہ آزادی اور پیمایا کی ان لڑکیوں میں بھی آوے گی۔ خصوصاً اسکول کالج میں تو مختلف طبقات اور مختلف خیالات کی لڑکیاں روزانہ جمع ہوتی ہیں اور پھر وہاں ایسے اسباب رونما ہوتے ہیں جن کا لڑکیوں کے اخلاق پر بڑا اثر پڑتا ہے اور ایسی صحبت اکثر عفت سوز ثابت ہوتی ہے پھر بقول کے مشاہدہ ہے کہ اسکول اور کالج کی استانیاں اکثر و بیشتر بڑے درجے کی مکار و غدار ہوتی ہیں جو بڑے آدمیوں سے پیسے لے کر وکالت کا کام بھی کرتی ہیں اور بجائے نیک تربیت دینے کے پوری ایکٹر بنا دیتی ہیں جیسا کہ آج کل عام طور پر اسکولوں کالجوں میں ہو رہا ہے اور آئے دن اخبارات میں سینکڑوں واقعات ہمارے سامنے آتے ہیں بلکہ ہمارے معاشرے کا فساد نوے فیصد اسی خرابی کا شکار ہیں۔ فالی اللہ المشتکی

فصل..... عورت میں انفعالی مادہ ہے اور ایسا زور دار کہ پانی کی رو پھر بھی کم ہے یہی وجہ ہے کہ ان کے سامنے عشقیہ غزلیں اور اشعار پڑھنا شرعاً ممنوع ہیں۔ چنانچہ صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ لڑکیوں کو سورہ یوسف شریف کا ترجمہ نہ پڑھایا جائے کہ اس میں مکر زنا کا ذکر فرمایا ہے۔ (مشعلۃ الارشاد، ص ۵)

شفا شریف میں فرمایا کہ **کرہ بعض السلف تعلیم النساء سورة يوسف لضعف معرفتہن و نقص عقولہن و ادراکہن** یعنی بعض سلف صالحین نے لڑکیوں کو سورہ یوسف کی تعلیم دینا مکروہ قرار دیا ہے اس لئے کہ لڑکیوں کی سمجھ کمزور اور عقل و ادراک ناقص ہے اور زنانِ مصر کے ذکر سے ان کے متاثر ہونے کا اندیشہ ہے۔ مقام غور ہے کہ جب کمال احتیاط کے طور پر مکر زنا کے ذکر پر مشتمل ایک سورہ قرآنی کی تفصیل و ترجمہ لڑکیوں کو پڑھانا مکروہ و منع ہے تاکہ ان کا ناچختہ ذہن مکر زنا سے متاثر نہ ہو تو اسکولوں کالجوں کے مغرب زدہ ماحول میں لڑکیوں کو مروجہ انگریزی تعلیم دلانا کیسے مکروہ و ممنوع نہ ہوگا اور حیاء تو پہلے سے اٹھ جاتی ہے۔ پھر عشق و محبت اپنا کام کر ڈالتے ہیں۔ پھر ایک نہیں کئی عاشق ساتھ رکھنے کو اپنا فخر سمجھتی ہیں۔

چنانچہ ایسے واقعات شاہد ہیں۔ جنگ راولپنڈی ۲ جولائی ۶۳ء میں ایک عورت کا عدالتی بیان ملاحظہ ہو۔

نذیر، رفیق، بابو، صادق یہ چاروں میرے عاشق ہیں ان میں سے کوئی ایک مل جائے تو میں اس کے ساتھ چلی جاؤں گی لیکن میرا شوہر دادو میرے قابل نہیں۔

تبصرہ اویسی غفرلہ..... ابھی چونکہ ابتداء ہے اور دل بھی زنانہ اور کمزور ڈر کے مارے ایسا کہتی ہے ورنہ اس کے دل سے پوچھو تو کہہ اٹھے گی کہ ان سے بھی جی نہیں بھرا کیا کروں کروڑوں جوان نہیں میں نے ان کے اندرونی جذبات کی ترجمانی اپنی طرف سے نہیں کی بلکہ حدیث شریف کے فرمان کے مطابق عرض کیا ہے۔

کما قال علیہ السلام اربع لا تشعب من اربع ارض من مطرو انثی من ذکر و عین من نظر و عالم من علم
(الحاکم فی التاریخ) (من حدیث ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ لمدد رالمشترہ للسیوطی ۲۱)

چار چیزیں چار چیزوں سے سیر نہیں ہوتیں: زمیں بارش سے۔ عورت ذکر سے۔ آنکھ دیکھنے سے۔ عالم علم سے۔

حدیث شریف کی تصدیق خالق قدینا ہال کے انجمن فلاح نسواں کے زیر اہتمام کراچی کی خواتین اور طالبات کے ایک مشترکہ جلسہ کی ایک ایک آواز نے فرمائی جب کہ انہوں نے عائلی قوانین کی تنسیخ کے خلاف تقریریں کیں اور ایک مقررہ صاحبہ نے ارشاد فرمایا کہ اگر مردوں کو چار شادیاں کرنے کی اجازت دی جاسکتی ہے تو عورتوں کو بھی چار شوہر رکھنے کی اجازت دی جائے۔ (جنگ کراچی ۱۲ جولائی ۱۹۶۲ء)

اس قسم کی واردات اور عورتوں کے اس قسم کے جذبات کے دلائل اور حکایات لا تعداد ہیں خوف طوالت نہ ہوتا تو نقل کرتا لیکن.....

العاقل تکیفہ الاشارہ دانا را اشارہ کافی

پھر اس کے بعد نتیجہ واضح ہے کہ جب ایک چھوکری کے متعدد عاشق اٹھ کھڑے ہوں پھر تو کشت و خون لازمی امر ہے اور آئے دن اخبارات میں اس قسم کے واقعات ہمارے احباب پڑھتے ہیں کہ کہیں کشت و خون کے قصے کہیں اغواء کی وارداتیں کہیں خودکشی کے افسانے کہیں کچھ اور کہیں کچھ یہاں صرف ایک کہانی قابل ذکر ہے۔

کراچی ۱۳ جولائی استغاثہ کے مطابق ملزم گلزار خان نومبر ۱۹۵۵ء میں مسماۃ شیریں سے شادی کر کے ضلع ہزارہ سے کراچی آ گیا۔ شیریں کا آشناء (عاشق) شاداب خان بھی کچھ دنوں بعد کراچی پہنچ گیا۔ گلزار خان اپنی حسین بیوی کی بہت سختی سے نگرانی و حفاظت کیا کرتا تھا۔ ایک دن گلزار خان مزدوری کیلئے گیا ہوا تھا جب وہ دوپہر میں اچانک واپس آیا تو اس نے اپنی حسین بیوی شیریں کو شاداب کے ساتھ دیکھا اور مشتعل ہو گیا اور خنجر سے شاداب کو ہلاک کیا اور شیریں کو پلنگ کے ساتھ رسی سے باندھ دیا اور شیریں کی نظروں کے سامنے ہی شاداب کا کلیجہ نکال کر چبا ڈالا۔ شیریں اس منظر کو دیکھ کر بیہوش ہو گئی۔ ملزم پہلے اسے ہوش میں لایا جب شیریں ہوش میں آئی تو ملزم نے پلنگ پر ہی اس کا گلا کاٹ ڈالا۔ دردناک چیخیں سن کر محلہ والے جمع ہو گئے لیکن کسی میں ملزم کو پکڑنے کی ہمت نہ ہو سکی پھر محلہ والوں کی موجودگی میں ملزم نے اپنی بیوی کا خون پیا اور بعد میں لوگوں پر حملہ آور ہوا۔ (روزنامہ مغربی پاکستان لاہور ۱۵ جولائی ۱۹۵۸ء)

عجوبہ..... عورت کے ایسے جذبات فطری ہیں وہ جوان ہو یا بوڑھی چنانچہ اصمعی صاحب سے ایک کہانی سنئے:-

جناب اصمعی صاحب فرماتے ہیں کہ **بینما انا الطواف حول الکعبۃ علی قفارہ کارة و هو یطوف** میں کعبہ شریف کا طواف کر رہا تھا کہ میرا ایک شخص سے سابقہ پڑا جسکے سر پر ایک گھٹڑی ہے اور طواف میں مصروف ہے۔ میں نے کہا کہ **الطواف و علیک کارة** تو طواف کرتا ہے اور تیرے سر پر گھٹڑی ہے۔ اس نے کہا کہ **ہذہ والدتی التی تمشی فی بقتہا قسقہ اشہر اریدان اودی حقہا** یہ تو میری والدہ ہیں جس نے مجھے اپنے پیٹ میں نو ماہ اٹھائے رکھا، میرا ارادہ ہوا کہ کس طرح اس کا حق ادا ہو جائے۔ میں نے کہا کہ **الا ادلک علی ما تئودی بہ حقہا تجھے ایسی تدبیر نہ بتاؤں کہ جس سے تیری والدہ کا حق ادا ہو جائے۔ اس نے کہا وہ کیسے؟ میں نے کہا کہ **تزوجہا** اس کا کسی سے نکاح کر دے۔ جوان کو مجھ سے سخت رنج ہوا لیکن بوڑھی کنوار کے جذبات نے گوارہ نہ کیا۔ **رفعت یدہا فصقعت قفا زینہا و اقلت اذا قیل لک الحق تغضب** ہاتھ اٹھا کر پیارے اور خدمت گار بیٹے پر دے مارا اور کہا کہ بیوقوف وہ حق کہتا ہے اور تو اس سے ناراض ہوتا ہے۔ (نحۃ الیمن، ص ۱۵ مطبع مجتہائی)**

دیکھا آپ نے کہ بوڑھی کنوار نے کس طرح موجودہ دور کے شریف آدمیوں کو سمجھایا۔ یہی وجہ ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بوڑھی عورت ہو یا نو جوان عورت کو مسجد سے روکا ہے۔ لیکن موجود دور کے نصرانیت پرستوں کو کیا عرض کیا جائے کہ اپنی نو جوان لڑکیوں کو مطلق العنان کر کے اسکولوں کا عاشق بنا دیتے ہیں اور پھر معاشرہ کار و ناروتے ہیں۔ ان معاملات سے بدکاری و عیاشی کا فروغ کیوں نہ ہوگا۔

کسی درد بھرے مسلمان نے منظوم نصیحت لکھی ہے کہ

بہن کی عصمت بھائی کی غیرت
اوراق قرآن ابواب سیرت
جاگو گھر میں آگ لگی ہے
رقص میں شیریں نشے میں فرہاد
اے میری بستی فریاد فریاد
جاگو گھر میں آگ لگی ہے
ہم نے یہ سمجھا ہیں لعل پارے
اب رو رہے ہیں شامت کے مارے
جاگو گھر میں آگ لگی ہے
آگ بجھاؤ آگ بجھاؤ
آگ بجھاؤ آگ بجھاؤ
جاگو گھر میں آگ لگی ہے

ماں کا تقدس باپ کی عزت
ملی روایت دینی حمیت
خطرے میں ہر شے آن گھری ہے
ایسے سے میں میخانہ آباد
عیش کے بندے ہر غم سے آزاد
احساس کی یہاں کتنی کمی ہے
مغرب سے آئے اڑ کے شرارے
پلکوں سے چن کر دل میں اتارے
ہم نے تباہی یہ خود مول لی ہے
خود جاگ اٹھو سب کو جگاؤ
اشک ندامت مل کے بہاؤ
آگ مسلسل پھیل رہی ہے

نیک خواتین کیلئے نیک بیبیوں کی کہانیاں

آخر میں فقیر چند نیک خواتین کے واقعات لکھتا ہے تاکہ نیک خصلت بیبیاں ان کی اقتداء کر کے اپنی آخرت سنواریں۔

قرآنی واقعہ

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ اللہ تعالیٰ نے سورہ قصص میں بیان فرمایا کہ جب آپ نے فرعون کے متعلق سنا کہ وہ آپ کو شہید کر دیگا تو سفر کو نکلے۔

اور جب مدین کی طرف متوجہ ہوا کہا قریب ہے میرا رب مجھے سیدھی راہ بتائے اور جب مدین کے پانی پر آئے تو وہاں کے لوگوں کے ایک گروہ کو دیکھا کہ اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں اور ان سے اس طرف دو عورتیں دیکھیں کہ اپنے جانوروں کو روک رہی ہیں موسیٰ نے فرمایا کہ تم دونوں کا کیا حال ہے وہ بولیں ہم پانی نہیں پلاتے جب تک سب چروا ہے پلا کر نہ چلے جائیں۔

وَلَمَّا تَوَجَّهَ تَلْقَاءَ مَدْيَنَ قَالَ عَسَىٰ رَبِّي
أَن يَهْدِيَني سِوَاءَ السَّبِيلِ ۝ وَلَمَّا وَرَدَ مَاءَ
مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ أُمَّةٌ مِّنَ النَّاسِ يَسْقُونَ
وَوَجَدَ مِنْ دُونِهِمُ امْرَأَتَيْنِ تَذُودَانِ ۚ
قَالَ مَا خَطْبُكُمَا ط قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّىٰ
يَصْدُرَ الرَّعَاءُ

ان لڑکیوں نے کہا کہ ابونا شیخ کبیر اور ہمارے والد صاحب بہت زیادہ بوڑھے ہیں گویا موسیٰ علیہ السلام نے استعجاباً پوچھا کہ پانی پلانے کیلئے لڑکیوں کے بجائے کوئی مرد کیوں نہ آیا تو انہوں نے جواب دیا کہ ابونا شیخ کبیر اس کی تفسیر میں قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ لکھتے ہیں کہ **کبیر السن لا یستطیع ان یخرج للسقی فیرسلنا اضطرارا** یعنی وہ بوڑھے ہیں پانی پلانے کیلئے خود نہیں آسکتے لہذا مجبوراً ہمیں بھیجتے ہیں۔ اس مقام پر ان مسلم خواتین کیلئے لمحہ فکریہ ہے جو باپ بھائی خاوند اور لڑکے کے ہونے کے باوجود تنہا سفر اور بازار میں خرید و فروخت کرتی پھرتی ہیں اگر موسیٰ علیہ السلام ان صاحبزادیوں کا ان جانوروں کے پانی پلانے کیلئے نکلنے کو استعجاب اور حیرانی کی نظر سے دیکھتے ہیں تو آج کل کی عورت کا بازاروں میں گھومنے کیلئے موجودہ بناوٹی حسن کا مرقع بن کر نکلنا کب نگاہ نبوت میں مستحسن ہو سکتا ہے؟

جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کی بکریوں کو پانی پلا دیا تو وہ واپس ہوئیں اور ان کے والد شعیب علیہ السلام نے ان میں سے بڑی صاحبزادی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بلانے کیلئے بھیجا قرآن مجید فرماتا ہے کہ **فجاءته احداهما تمشی علی استحياء** تو ان دونوں میں سے ایک اسکے پاس آئی شرم سے چلتی ہوئی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ **لیست بسلفح**

من النساء خراجه ولا جة ولكن جاءت مستترة وضعت کم درعها علی وجهها استحياء یعنی

حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں ان عورتوں میں نہ تھیں جو کہ غیر مردوں کے سامنے بے باکانہ بے حجاب آتی جاتی ہیں بلکہ وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس باپردہ اور پیراہن کی آستین کے ساتھ اپنے چہرے کو ڈھانپ کر آئی۔ نبوت کی مقدس گود میں پلنے والی صاحبزادی ایک ہونے والے نبی علیہ السلام کے پاس بامر مجبوری آتی ہے تو چہرہ ڈھانپ کر اور باپردہ اور آج کل ہمارے پرفتن دور کی بالکل ماڈرن لڑکیاں گرل گائیڈ و دیگر حیا باختہ فیشنوں میں سر بازار گزرتی ہیں تو بالکل بے پردہ ہو کر بلکہ نیم عریاں غور فرمائے ہم قرآنی فرامین سے کتنے دور ہو چکے ہیں۔ کیا ایسی قوم جس کی بہو بیٹیوں کی یہ حالت ہے اس قابل ہو سکتی ہے کہ تاریخ اسلام میں سرفروشان اسلام کی صف میں اس کے سپوت کوئی مقام حاصل کر سکیں جبکہ ان کو پالنے والی مائیں حیاء و غیرت کی لغت سے ہی نابلد ہوں۔ **الا ماشاء اللہ**

پھر شعیب علیہ السلام کی بیٹی نے باپ سے عرض کی، **یا بت استاجرہ ان خیر من استاجرت القوی الامین**

ترجمہ: اے میرے باپ ان کو نو کر رکھ لو۔ بیشک بہتر نو کر وہ ہے جو طاقتور امانت دار ہو۔

حضرت شعیب علیہ السلام نے بیٹی سے فرمایا کہ تجھے اس پاکیزہ نوجوان کی قوت اور امانت کا کیسے علم ہوا تو اس نے جواب میں عرض کی کہ قوت کا اندازہ اس سے ہوا کہ انہوں نے ایسا وزنی پتھر اکیلے اٹھا لیا جسے دس آدمی اور ایک روایت میں ہے کہ چالیس آدمی مل کر اٹھاتے ہیں اور امانت اس وجہ معلوم ہوئی کہ میں ان کے آگے چل رہی تھی اور چونکہ ہوا چلنے سے کپڑا اٹھتا تھا تو انہوں نے کہا تو میرے پیچھے چل اور میں آگے چلتا ہوں تاکہ اگر ہوا چلنے سے کپڑا اٹھے تو آپ کے جسم کا کوئی حصہ مجھے نظر نہ آئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس معاملے میں اتنے پر حذر ہیں اور آج جب صنف نازک کی نیم عریاں تصاویر کو بازاروں دکانوں وغیرہ

میں تعیش نگاہ غلط کیلئے آویزاں نہیں کر لیا جاتا ہمارے موجودہ دور کے انسان کا کاروبار نہیں چمکتا۔

اسلام کے درخت کی جن بلند مرتبہ لوگوں نے اپنے خون سے آبیاری کی اور اس کے پھلوں، پھولوں کو بہار تازہ دی ان میں ایک خاتون تھیں۔ بالکل اسی طرح سب سے پہلے اسلام قبول کرنے والی بھی ایک خاتون تھیں۔ جس طرح سب سے پہلی مسلمہ حضرت خدیجہ الکبریٰ ہیں۔ اسی طرح اسلام کی سب سے پہلی شہیدہ حضرت سمیہ ہیں۔ جنہوں نے یہ بلند مقام حاصل کر کے انسانی دنیا پر ثابت کر دیا کہ عورت کا درجہ اسلام کے درخت کی آبیاری میں مردوں سے کم نہیں۔

حضرت سمیہ کے والد کا نام خباط تھا وہ مشہور صحابی رسول حضرت عمار کی اہلیہ مشہور صحابی حضرت یاسر کی والدہ تھیں اور مکہ میں ایک کنیز کی حیثیت سے زندگی بسر کرتی تھیں۔ یہ ان کے بڑھاپے کا زمانہ تھا کہ مکہ سے اسلام کی صدا بلند ہوئی۔ حضرت سمیہ، حضرت یاسر، حضرت عمار تینوں نے اس دعوت کو لبیک کہا اور اسلام کے سایہ عاطفت میں آ گئے۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ان تینوں کے کچھ دن تو اطمینان سے گزرے اس کے بعد کفار کے ظلم و ستم کا دور شروع ہو گیا۔ جو درجہ بدرجہ بڑھتا گیا۔ چنانچہ جو شخص مسلمان پر قابو پاتا، اسے طرح طرح کی دردناک تکلیفیں دیتا۔ حضرت سمیہ کو بھی اسی خاندان نے دوبارہ شرک پر مجبور کیا جس خاندان کی وہ کنیز تھیں لیکن وہ اپنے عقیدے پر نہایت سختی سے قائم رہیں جن کا صلہ ان کو یہ ملا کہ مشرکین ان کو مکے کی جلتی پتی ریت پر لوہے کی زرہ پہنا کر دھوپ میں کھڑا رکھتے تھے لیکن ان کا عزم و استقلال ایسا نہ تھا کہ اس سے ہل جائیں۔ ان کی محبت اسلام کے چھینٹوں کے سامنے یہ آتش کدہ ہمیشہ ٹھنڈا پڑ جاتا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ادھر سے گزرے تو یہ حالت دیکھ کر فرماتے کہ اے آل یاسر صبر کرو اس کے عوض تمہارے لئے جنت ہے۔

حضرت سمیہ کو دن بھر اس مصیبت میں رہ کر شام کو نجات ملتی تھی۔ ایک مرتبہ شام کو گھر تشریف لائیں تو ابو جہل نے ان کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا لیکن دوسری طرف ایک خاموشی تھی جس نے ابو جہل کے غصہ کو بہت تیز کر دیا کہ وہ اٹھا اور اٹھ کر ایسی برچھی ماری کہ حضرت سمیہ بحق ہو گئیں۔ اللہ اللہ! یہ تھا ان مسلمان خواتین کا حوصلہ جنہوں نے اسلام قبول کیا تھا اور پھر اس میں زندگی کا ایسا لطف انہوں نے پایا تھا کہ موت بھی ان کے سامنے ہیچ تھی۔

حضرت سمیہ شہید ہو گئیں اللہ اور اس کے رسول کے نام پر انہوں نے اپنی جان قربان کر دی فطری طور پر ان کے جلیل القدر فرزند عمار کو اپنی والدہ کی بے کسی پر افسوس ہوا، انہوں نے خدمت نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا رسول اللہ اب حد ہو گئی آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کو صبر کی تلقین فرمائی اور دعا فرمائی کہ خداوند! آل یاسر کو جہنم سے بچا۔ یہ واقعہ ہجرت نبوی سے پہلے کا ہے اس بنا پر حضرت سمیہ اسلام میں سب سے پہلی شہید ہوئیں۔ ہجرت کے بعد جب مسلمانوں اور کافروں کے درمیان جنگوں کا سلسلہ شروع ہوا اور پہلی ہی باقاعدہ جنگ غزوہ بدر میں دو بچوں کی بہادری سے ابو جہل مارا گیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمار کو فرمایا کہ دیکھو تمہاری ماں کے قاتل کا فیصلہ خدا نے کر دیا یہ ہے ایک مسلمان خاتون کا اللہ کے نزدیک مقام اگر دین کی راہ میں اس پر کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ صبر کرتی ہے پھر اگر دین کی راہ میں اسے بے کس و بے سہارا سمجھ کر مار ڈالا جاتا ہے تو اللہ اس کا سہارا بن جاتا ہے اور اس کا بدلہ لیتا ہے۔

حدیبیہ میں معاہدہ لکھتے وقت کفار قریش نے جو روش اختیار کی تھی وہ بھی سخت ناگوار تھی معاہدہ کے شروع میں رحمن اور رحیم کا لفظ بھی لکھنا گوارا نہ کیا محمد رسول اللہ لکھنے کی اجازت نہیں دی اور اصرار کیا کہ رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کا لفظ مٹا کر اس کی جگہ محمد ابن عبد اللہ لکھا جائے یہ اور اسی قسم کی باتیں تھیں جن کی وجہ سے مسلمانوں کے دل سخت رنج محسوس کر رہے تھے انہیں یہ معاہدہ بڑا توہین آمیز اور ذلت کا باعث نظر آتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے پیش نظر کچھ اور ہی تھا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وحی الہی کے مطابق اس معاہدہ میں آئندہ فتوحات کے دروازے کھلتے نظر آتے تھے اس لئے آپ نے یہ معاہدہ کر لیا مگر مسلمانوں کے سامنے جو کچھ ہونے والا تھا وہ نہ تھا اور وہ مستقبل کے واقعات نہیں دیکھ پا رہے تھے اس لئے وہ اس معاہدہ کو پسند نہیں کرتے تھے اور دل ہی دل میں سخت رنجیدہ تھے معاہدہ کے بعد احرام کھولنے کا آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم دیا اور فرمایا کہ لوگ اپنے بال بنوائیں لیکن بار بار کہنے کے باوجود کوئی شخص اپنی جگہ سے جنبش کرتے نظر نہیں آیا جاں نثار اور فرمانبردار تابعین کی یہ حالت دیکھ کر آپ کو بہت تکلیف پہنچی جو لوگ اشارہ پر جان دینے کیلئے تیار ہو جاتے تھے وہ آج صریح احکام کے باوجود بال بنوانے کیلئے بھی تیار نہیں ہوتے تھے یہ کیفیت حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بہت غمگین کر رہی تھی غم اور تکلیف کی حالت میں آپ خیمہ میں تشریف لے گئے حضرت ام سلمہ نے یہ کیفیت دیکھ کر پوچھا کہ حزن و ملال کا کیا سبب ہے؟ آپ نے ساری صورت حال بیان کی اور فرمایا کہ لوگوں کی عجیب حالت ہے بار بار تاکید کے باوجود کوئی بال بنوانے کیلئے آمادہ نہیں ہوتا، اس کی وجہ سے سخت تکلیف ہے۔ حضرت ام سلمہ نے عرض کیا کہ حضور بظاہر معاہدہ کی دفعات اور کفار قریش کا طرز عمل بہت تکلیف دہ ہے لوگ اس معاہدے سے بہت ناخوش ہیں وہ اس امید سے آئے تھے کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہوں گے اور خانہ کعبہ کی زیارت اور طواف کی سعادت حاصل کریں گے لیکن یہاں پہنچ کر نہ مکہ میں داخلہ ہو سکا نہ طواف و زیارت کا موقع نصیب ہوا پھر جو معاہدہ ہوا وہ بھی بظاہر مسلمانوں کے نقطہ نظر سے دبا ہوا معلوم ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ انہیں کسی کام سے دلچسپی باقی نہیں رہی اب آپ زبان سے کچھ نہ فرمائیں باہر تشریف لے جائیں اور سب کے سامنے بیٹھ کر بال بنوانے شروع کر دیں لوگ آپ کو دیکھ کر خود بخود بال بنوانے لگیں گے اور قربانی اور احرام سے فارغ ہو جائیں گے حضرت ام سلمہ کے کہنے کے مطابق حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عمل کیا نتیجہ وہی ہوا جو حضرت ام سلمہ نے بتایا تھا سب مسلمانوں نے اپنے اپنے بال بنوانے شروع کر دیئے تھوڑی دیر میں سب کے احرام کھل گئے۔ (الاصابہ لابن حجر)

محمد بن کعب کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عالم اور عابد تھا اس کو اپنی بیوی کے ساتھ بہت محبت تھی۔ اتفاق سے وہ مر گئی اس عالم پر ایسا غم سوار ہوا کہ وہ اسی غم میں دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا اور سب سے میل ملاپ بند کر دیا۔ بنی اسرائیل میں ایک بہت دانشمند عورت تھی اس نے یہ قصہ سنا تو اس کے پاس گئی اور گھر میں آنے جانے والوں سے کہا کہ میں نے عالم صاحب سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے اور وہ میں زبانی ہی پوچھ سکتی ہوں اور دروازے پر جم کر بیٹھ گئی آخر اس عالم کو خبر ہوئی اور اس نے عورت کو اندر آنے کی اجازت دے دی آ کر کہنے لگی کہ میں نے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ عالم صاحب نے کہا کہ بیان کیجئے۔ کہنے لگی کہ میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور مانگ کر لئے تھے اور وہ زیور میں مدت تک پہنتی رہی پھر اس پڑوسن نے آدمی بھیجا کہ میرا زیور واپس بھیجو تو اس کا زیور دے دینا چاہئے؟ عالم صاحب نے کہا کہ ہاں دے دو۔ وہ عورت کہنے لگی کہ وہ زیور تو میرے پاس ایک طویل عرصہ سے ہے تو کیسے دے دوں۔ عالم نے کہا کہ تب تو اور بھی خوشی کے ساتھ دینا چاہئے کیونکہ ایک طویل عرصہ سے اس نے نہیں مانگا یہ اس کا احسان ہے۔ عورت نے کہا کہ خدا تمہارا بھلا کرے پھر تم کیوں غم میں پڑے ہو۔ خدا تعالیٰ نے ایک چیز تم کو دی تھی اور پھر جب اپنی چیز واپس لے لی اس کی چیز تھی اور اسی نے لے لی۔ تو پھر آپ کو غم نہیں کرنا چاہئے۔ یہ سن کر عالم کی آنکھیں کھل گئیں اور اس سے اس کو بہت فائدہ پہنچا۔

فائدہ..... دیکھو کیسی عقلمند و زیرک عورت تھی جس نے مرد کو عقل دی اور مرد بھی کیسا عالم تھا۔ ویسے ایسے موقعہ پر دوسرے کی نصیحت کارگر ہوئی اگرچہ نصیحت کرنے والا دینداری میں اس شخص سے کم ہو۔

کہتے ہیں کہ ہنری ہشتم شاہ انگلستان کے عہد میں سرولیم اسکیو ایک نہایت دولت مند پاک طینت اور اپنے مذہب کے پکے شخص تھے ان کی ایک بیٹی تھی این اسکیو۔ این اسکیو بھی اپنے باپ کی طرح بہت شریف الطبع اور نیک تھی۔ اس نے اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے علاوہ قرآن مجید کی تعلیم خاص طور پر حاصل کی تھی۔ وہ نہایت توجہ سے روزانہ تلاوت کرتی۔ یہی نہیں بلکہ قرآن مجید کے ہر ایک نکتہ کو پوری طرح سمجھنے کی کوشش کرتی اس نے اپنی زندگی کے بیشتر اصول قرآن حکیم کی تعلیم کے مطابق بنا رکھے تھے۔ سرولیم اسکیو ایک قدامت پسند آدمی تھے انہوں نے این اسکیو کی شادی اس کی صلاح کے بغیر ایک متمول شخص کے ساتھ کر دی۔ سوء اتفاق سے این اسکیو اور اس کے شوہر کے خیالات میں بعد المشرقین تھا۔ اسکیو جس قدر پاکباز اور صاحب اصول پسند لڑکی تھی اس کا شوہر اسی قدر کمینہ خصلت اور بے اصول شخص واقع ہوا تھا۔ اسکیو کو اگرچہ اپنے شوہر کی جانب سے سخت تکلیف پہنچی تھی۔ لیکن اس شریف لڑکی نے کبھی اپنے باپ سے نہ کڑک کرنا گوارا نہیں کیا تھا۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ باپ سے ایسے شخص کی برائیاں بیان کرے جس کو خود اس کے والد نے اس کیلئے منتخب کیا تھا۔ این اسکیو کیلئے شوہر کی ہر قسم کی سختیاں قابل برداشت تھیں صرف ایک بات نہایت تکلیف دہ تھی وہ یہ کہ اس کا شوہر رومن کیتھولک عقائد کے بموجب اس کو تلاوت قرآن مجید سے روکتا تھا۔ اوّل اوّل تو اس کو معمولی بات سمجھ کر ٹالتی رہی اور حسب ضرورت ٹالتی رہی اور حسب دستور تلاوت کرتی رہی مگر جب اس کے خاوند کی تنبیہ ناقابل برداشت ہو گئی تو ایک دن اس نے اپنے شوہر سے صاف کہہ دیا کہ تمہارا ہر حکم میرے سر آنکھوں پر مگر میں اس بات کو منظور نہیں کر سکتی۔ چنانچہ وہ بدستور اپنے کام میں مصروف رہی ادھر مذہبی ٹھیکیداروں نے اس کے شوہر کو پریشان کرنا شروع کیا ہر جائز و ناجائز طریقہ سے اس پر دباؤ ڈالا گیا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے اسکیو کو فوراً گھر سے نکل جانے کی دھمکی دی۔ اسکیو نے بخندہ پیشانی شوہر کے اس حکم کو سنا اور اپنے دونوں بچوں کو لے کر اپنے باپ کے گھر چلی آئی۔ یہاں آ کر وہ اطمینان کا سانس لینا چاہتی تھی۔ مگر لوگوں نے اسے وہاں بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیا اور اسکیو ایک شب خفیہ طور پر لندن روانہ ہو گئی۔ لندن پہنچنے پر اسے کسی قدر سکون میسر ہوا مگر چند ہی دن بعد شریروں نے اس کا پتہ لگا لیا اور اس کے پیچھے خفیہ جاسوس لگا دیئے اور ساتھ ہی لندن کے پادری صاحب کو اسکیو کے بدعتی ہونے اور اپنا دیس چھوڑ کر لندن میں پناہ گزیں ہونے کی اطلاع دے دی گئی۔ کچھ عرصہ کے بعد این اسکیو کو پادری کے حضور طلب کیا گیا تاکہ وہ اپنے خیالات کے متعلق جواب دہی کرے۔ پادری نے اسکیو سے متعدد ایسے سوالات کئے جن کا جواب کمن لڑکی کیلئے مشکل ہی نہیں قطعی ناممکن تھا لیکن وہاں تو کوئی دوسری طاقت کام کر رہی تھی پادری کے ہر سوال کا اسکیو نے اس قدر معقول جواب دیا کہ نہ صرف پادری بلکہ تمام اہل مجلس دنگ رہ گئے۔ آخر کار جب پادری سوالات کرتے کرتے تھک گیا نہیں بلکہ اسکیو کے جوابات سے لاجواب ہو گیا تو اسکیو کو شہر کے حاکم کے پاس بھیج دیا گیا۔ حاکم کے حکم سے زیر حراست رکھا گیا اس کی سخت نگرانی کی گئی اور بشارت کے حکم سے ایک پادری این اسکیو کے پاس بھیجا گیا تاکہ وہ اس کے خیالات میں تبدیلی پیدا کر سکے مگر پتھر میں جونک کب لگ سکتی ہے پادری صاحب اسکیو کو

اس کے عقائد سے ایک انج نہ ہٹا سکے۔ جب کوئی شخص کسی طریقہ سے اسکیو کو گمراہ کرنے میں کامیاب نہ ہو سکا تو اس معاملہ کو لندن کے بشپ بونر نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ سنتے ہیں بشپ بونر نہایت عقلمند سنجیدہ اور عالم فاضل شخص تھا۔ بونر نے اسکیو سے ملاقات کی اور دورانِ ملاقات اس سے بہت سے سوال کئے لیکن ہر سوال کا ایسا مثبت جواب پایا کہ بونر اپنی ناکامی پر جھلا اٹھا اور غصہ میں بھرا ہوا وہاں سے واپس چلا آیا۔ تھوڑے دن بعد اسکیو کو رہا کر دیا گیا۔

ایک سال گزر گیا کوئی خاص واقعہ ظہور میں نہ آیا۔ حسن اتفاق سے ملکہ کیتھرائن اور این اسکیو میں بڑی محبت ہو گئی۔ ہر وقت اسکیو ملکہ کے ساتھ رہنے لگی یہ دیکھ کر حاکمانِ شرع کو خطرہ محسوس ہوا کہیں ملکہ کیتھرائن کا ایمان بھی متزلزل نہ ہو جائے۔ انہوں نے اسکیو کو پھر سے گرفتار کر کے شاہی مجلس کے روبرو پیش کیا۔ اس سے پہلے کی طرح بہت سے سوالات کئے گئے۔ لیکن ہر سوال کا معقول جواب پایا اور اس مرتبہ بھی اسکیو کو سزا دینے کا موقع ہاتھ نہ لگا۔ بالآخر اس سے خاوند کی علیحدگی کا سبب دریافت کیا گیا اور کہا گیا کہ بادشاہ سلامت چاہتے ہیں کہ تم خود ہی صاف صاف اپنے خاوند سے علیحدگی کی وجہ بتاؤ۔ اسکیو نے برجستہ جواب دیا کہ اگر یہ خواہش بادشاہ کی ہے تو وہ خود مجھ سے تنہائی میں دریافت فرما سکتے ہیں۔ دو دن تک بادشاہ کے سامنے اسکیو کا بیان ہوتا رہا مگر معاملہ جہاں تھا وہیں رہا۔ اسکیو سے دریافت کیا گیا یہ عقائد تم نے کہاں سے حاصل کئے ہیں؟ اسکیو نے کہا کہ قرآن مجید سے۔ اتنا سننا تھا کہ بشپ غصہ سے تھرا اٹھا اور بولا کہ تم کو زندہ جلا دیا جائے گا اور اس کے بعد اسے پھر سے جیل خانہ بھیج دیا گیا۔ اسے ملکی مجرم ٹھہرایا گیا اور اس کے خلاف مقدمہ چلایا گیا۔ حاکم نے حکم دیا کہ اسے زندہ جلا دیا جائے، اس حکم کو این اسکیو نے نہایت دلیری سے ہنستے ہوئے سنا۔ اسکیو کے مخالفین کو کامل یقین تھا کہ اسکیو اس حکم سے خائف ہو کر اپنے خیالات سے باز رہنے کا وعدہ کرے گی لیکن ان کو اس کی یہ جرأت ایمانی دیکھ کر سخت حیرت ہوئی۔ اسکیو کو سب سے محفوظ اور مضبوط قید خانہ میں بند کر دیا گیا۔ ایک مرتبہ پھر اس کے پاس مذہبی ٹھیکیداروں کا ایک وفد پہنچا اور ہر طرح سے بہکایا مگر بے سود حاکم نے داروغہ جیل کو حکم دیا کہ اس کو شکنجہ میں کھینچ کر سخت ترین اذیت پہنچائی جائے۔ داروغہ جیل کو اسکیو کی حالت پر ترس آیا۔ اول تو وہ اس حکم کو ٹالتا رہا آخرت کار اس نے یہ کہہ کر حکم ماننے سے انکار کر دیا کہ لڑکی بہت کمزور ہے۔ جب حاکمانِ شرع نے دیکھا کہ داروغہ حکم ماننے سے انکار کرتا ہے تو ان میں سے دو شخص خود ہی شکنجہ پکڑ کر کھڑے ہو گئے اور شکنجہ کو اپنی پوری قوت سے دبا دیا جس کی وجہ سے اسکیو کے بدن کا ہر عضو ہل گیا اس قدر تکلیف کے بعد پھر ان پادریوں نے اسکیو سے اپنے خیالات درست کرنے کو کہا مگر اسکیو کے صاف صاف جواب سے اپنا منہ لے کے رہ گئے۔

درس عبرت..... ایک انگریز لڑکی کو قرآن مجید سے اتنا عشق ہے کہ جان کی پروا نہیں لیکن افسوس ہے مسلمان لڑکیوں پر کہ

انہیں قرآن مجید سے محبت کے بجائے نفرت ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

امّ یحییٰ اور قرآن مجید

یہ خاتون کون تھیں ان کا کیا نام تھا اور کس قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں اس کے بارے میں وثوق سے کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ کسی نے ان کی کنیت ام یحییٰ بیان کی ہے اور کسی نے ان کا نام رابعہ بھری لکھا ہے لیکن یہ سب قیاسی باتیں ہیں ان کا اصلی نام اور حسب نسب۔ واللہ تعالیٰ اعلم

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حج کو گیا اثنائے سفر میں مجھے ایک بوڑھی خاتون بیٹھی ہوئی ملیں۔ اس نے اُون کا کرتا پہن رکھا تھا اور اُون کی ہی اوڑھنی اوڑھ رکھی تھی۔ میں نے اس کے پاس جا کر کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ خاتون نے جواب دیا کہ **سلام قول من ربّ رحیم (یسین-۵۸)** میں نے پوچھا، اللہ تم پر رحم کرے، تم یہاں کیا کر رہی ہو؟ خاتون..... **من یضلل اللہ فلا ہادی لہ (الاعراف-۱۸۶)** جسے اللہ گمراہ کر دے اس کو راہ بتانے وال کوئی نہیں۔

میں نے خیال کیا کہ وہ راستہ بھول گئی ہے یا اپنے قافلے سے پھٹ گئی ہے۔ چنانچہ اس سے پوچھا کہ تمہارا ارادہ کہاں جانے کا ہے؟ خاتون..... **سبحان الذی اسرىٰ بعبده لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ (بنی اسرائیل-۱)** پاک ہے وہ ذات جس نے سیر کرائی اپنے بندے کو رات کے وقت مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک۔ میں سمجھ گیا کہ وہ حج بیت اللہ سے فارغ ہو چکی ہے اور اب بیت المقدس جانا چاہتی ہے۔ اب میں نے پوچھا کہ کب سے یہاں بیٹھی ہو؟

خاتون..... **ثلث لیال سویا (مریم-۱۰)** پوری تین راتیں۔ میں نے کہا کہ تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز نظر نہیں آتی۔ یہ وقت تم نے کیونکر گزارا۔ خاتون..... **هو یطعمنی و یسقیٰ** وہی اللہ مجھے کھلاتا پلاتا ہے یعنی اللہ میرے رزق کا بندوبست کر دیتا ہے۔ میں نے کہا کہ وضو کیسے کرتی ہو؟

خاتون..... **فلم تجدوا ماء فتیمموا صعیداً طیباً** نہ پاؤ پانی تو پاک مٹی سے تیمم کر لو۔ (مطلب یہ تھا کہ تیمم کر لیتی ہوں۔) میں نے پوچھا کہ میرے پاس کھانا ہے، کیا کھاؤ گی؟

خاتون..... **اتمو الصیام الی اللیل (البقرۃ-۱۸۷)** روزوں کو رات تک پورا کرو۔ (مطلب یہ میں روزہ سے ہوں) میں نے کہا کہ رمضان المبارک کا مہینہ تو نہیں ہے۔

خاتون..... **ومن تطوع خیرا فان اللہ شاکر علیم (البقرۃ-۱۵۸)** جو بطور نفل کے نیک کام کرے تو اللہ قبول کرنے والا اور جاننے والا ہے۔ (مطلب یہ کہ میرا نفل روزہ ہے)

میں نے کہا کہ سفر کی حالت میں تو فرض رمضان کا روزہ رکھنے کی بھی اجازت نہیں ہے۔

خاتون..... وان تصومو خیر لکم ان کنتم تعلمون (البقرۃ-۱۸۳) اور اگر تم روزہ رکھو تو تمہارے حق میں بہتر ہے بشرطیکہ تم کو ثواب کا علم ہو۔

میں نے کہا کہ جس طرح میں تم سے باتیں کر رہا ہوں تم اس طرح کیوں مجھ سے باتیں نہیں کرتیں؟

خاتون..... ما یلفظ من قول الا لدیہ رقیب عتید (ق-۱۸) انسان جو بات بھی منہ سے نکالتا ہے اس پر ایک نگہبان فرشتہ مقرر ہے۔

میں نے پوچھا کہ تمہارا تعلق کس قبیلہ سے ہے؟

خاتون..... لا تقف ما لیس لک بہ علم ط ان السمع و البصر و الفئواد کل اولئک کان عنہ مسئولا (بنی اسرائیل-۲۶) جس بات کا تمہیں علم نہ ہو اس کے پیچھے نہ پڑ جاؤ کان آنکھوں اور دل سب سے باز پرس ہوگی۔ (مطلب یہ ہے کہ ایسی باتوں سے کان اور دل کو آلودہ نہ کرو جن کا جواب دینا پڑے) میں نے کہا معاف کرنا مجھ سے غلطی ہوئی ہے۔

خاتون..... لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم (یوسف-۹۲) آج تم پر کوئی ملامت نہیں اللہ تمہیں معاف کرے۔ میں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو میں تم کو اپنی اونٹنی پر بٹھا کر لے چلوں اور جہاں چاہو وہاں پہنچا دوں۔

خاتون..... و ما تفعلو من خیر یعلمہ اللہ (نمرہ-۱۹۷) اور نیکی کا کام جو تم کرو گے اللہ اس کو جانتا ہے۔

یہ سن کر اونٹنی اس کے قریب لے گیا اسے بٹھایا خاتون سے کہا کہ اس پر سوار ہو جاؤ مگر وہ سوار ہونے سے پہلے بولی۔

خاتون..... قل للمؤمنین یغضوا من ابصارہم مومنوں سے کہہ دیجئے کہ اپنی نگاہیں نیچی رکھیں۔ (مطلب یہ کہ تم اپنی آنکھیں بند کر لو یا منہ پھیر کر سوار ہو جاؤ تاکہ میں بلا جھجک سوار ہو جاؤں) چنانچہ میں نے اپنی نگاہیں نیچی کر لیں اور اس سے کہا کہ لو اب سوار ہو جاؤ۔

جب وہ خاتون سوار ہونے لگی تو اونٹنی اچانک کھڑی ہو گئی اور اسکی اوڑھنی کجاوے سے اُلجھ کر پھٹ گئی میں نے اس پر اظہارِ افسوس کیا تو وہ بولی کہ **ما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم یعفو عن کثیر** تمہیں جو مصیبت پہنچتی ہے وہ تمہارے ہی اعمال کا نتیجہ ہے اور اللہ بہت سی خطاؤں کو معاف کر دیتا ہے اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں یہ میرے اعمال کا نتیجہ ہے۔

میں نے کہا کہ ذرا اٹھہر جاؤ میں اونٹنی کے پاؤں باندھ دوں تاکہ تم اطمینان سے سوار ہو سکو۔

خاتون..... ففہمنا سلیمنا (الانبیاء-۷۹) یعنی اونٹنی کے پاؤں ضرور باندھو یہ اسی طرح سے قابو میں رہے گی۔

میں نے اونٹنی کے پاؤں باندھے اور اسے کہا اب سوار ہو جاؤ وہ سوار ہو گئی اور یہ آیت پڑھی **سبحان الذی سخر لنا هذا وما كنا له مقرنین وانا الی ربنا لمنقلبون** پاک ہے وہ ذات جس نے اس کو ہمارا مطیع کر دیا اور ہم اس کی صلاحیت نہ رکھتے تھے اور بے شک ہم سب اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

میں نے اونٹنی کی مہار پکڑی اور اس کو ہنکاتے ہوئے چل پڑا میری رفتار بھی تیز تھی اور جوش میں میری آواز بھی بہت بلند ہو گئی اس پر وہ خاتون بولی **واقصد فی مشیک واغضض من صوتک (لقمان-۱۹)** اپنے چلنے میں اعتدال سے کام لو اور اپنی آواز کو پست رکھو۔

اب میں آہستہ چلنے لگا اور ساتھ ہی مدحی خوانی کرنے لگا اس پر وہ خاتون بولی **فاقرء ما تیسر من القرآن (المزل-۲۰)** پڑھو جتنی توفیق ہو قرآن سے۔ (مطلب یہ کہ اس حدی خوانی سے بہتر ہے کہ قرآن پاک کا کوئی رکوع پڑھو)۔

میں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بہت سی خوبیاں دی ہیں سب لوگ تم جیسے کس طرح بن جائیں اس پر وہ بولی کہ **وما یذکر الا اولوا الالباب (آل عمران-۷)** یعنی صرف عقل والے ہی نصیحت حاصل کرتے ہیں۔

پھر میں نے چلتے چلتے اس سے پوچھا کہ کیا تمہارا شوہر بھی ہے؟ اس پر اس نے کہا کہ **یا ایہا الذین آمنوا لا تسئلوا عن اشیاء ان تبدلکم تسئلوکم (المائدہ-۱۰۱)** اے ایمان والو ایسی چیزوں کے بارے میں مت پوچھو جو اگر تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تمہیں ناگوار معلوم ہوں۔

اب میں خاموش ہو گیا اور چلتے چلتے قافلہ کے قریب جا پہنچا۔ میں نے خاتون سے پوچھا کہ کیا قافلے میں آپکا کوئی قرابت دار ہے؟ اس نے کہا کہ **المال و البنون زینة الحیاة الدنیا (الکہف-۳۶)** مال اور بیٹے دنیوی زندگی کی زینت ہیں۔

میں نے سمجھ لیا کہ قافلہ کے ساتھ اسکے بیٹے موجود ہیں۔ میں نے پوچھا کہ کوئی نشانی ہو تو بتاؤ تاکہ میں انکو تلاش کروں۔ وہ بولی کہ **وعلامات بالنجم وہم یہتدون (النحل-۱۶)** علامتیں ہیں اور ستارے ہی سے وہ راستہ پاتے ہیں۔

میں سمجھ گیا کہ اس کے بیٹے قافلہ کے رہبر ہیں۔ چنانچہ میں اونٹنی کی مہار پکڑے ہوئے قافلے میں چکر لگانے لگا اور اس سے کہا کہ اپنے بیٹوں کو ڈھونڈ لے۔ وہ بولی کہ **وتخذ اللہ ابراہیم خلیل (النساء-۱۲۵) وکلم اللہ موسیٰ تکلیما (النساء-۱۶۵)**

یا یحییٰ خذ الکتاب بقوة (مریم-۱۲) یعنی اور بنایا اللہ نے ابراہیم کو دوست اور بات کی موسیٰ سے اچھی طرح اے یحییٰ پکڑ لو کتاب کو مضبوطی سے۔ (مطلب یہ کہ تم ابراہیم موسیٰ اور یحییٰ کے نام لے کر آواز دو)۔ یہ سن کر میں نے زور سے آواز دی

یا ابراہیم یا موسیٰ یا یحییٰ فوراً ہی تین خوبصورت نوجوان ایک خیمہ سے باہر نکلے اور بڑی عزت کے ساتھ اپنی والدہ کو اونٹنی سے اتارا۔

جب ہم اطمینان سے بیٹھ گئے تو خاتون نے اپنے بیٹوں سے مخاطب ہو کر یہ آیت پڑھی کہ **فابعثوا احدکم بورقکم هذه الى المدينة فلينظر ايها ازكى طعاما فلياتکم برزق منه** (الکہف-۱۹) اب اپنے میں کسی کو یہ روپیہ دے کر شہر کی طرف بھیجو پھر وہ تحقیق کرے کہ کون سا کھانا پاکیزہ ہے سو اس میں سے تمہارے لئے کچھ کھانا لے آئے۔

یہ سنتے ہی ایک نوجوان دوڑا گیا اور قریبی شہر سے کچھ کھانا خرید کر لے آیا، وہ کھانا میرے سامنے رکھا گیا تو خاتون نے کہا کہ **کلوا و شربوا هنيئا بما اسلفتم في الايام الخاليه** یعنی خوشگواری کے ساتھ کھاؤ پیو یہ سب ان اعمال کے ہے جو تم نے پچھلے دنوں میں کئے ہیں۔ (الحاقہ-۲۳)

مجھ سے نہ رہا گیا اور میں نے نوجوان سے کہا کہ جب تم مجھے اس خاتون کی حقیقت نہ بتلاؤ گے میں اس کھانے کو ہاتھ نہیں لگاؤں گا۔ نوجوان نے کہا کہ یہ ہماری والدہ ہیں اور انکی پچھلے چالیس سال سے یہی کیفیت ہے اس عرصہ میں انہوں نے کوئی لفظ آیات کلام پاک کے سوا زبان سے نہیں نکالا یہ پابندی انہوں نے اپنے اوپر اس لئے لگائی ہے کہ کوئی ایسا لفظ زبان سے نہ نکل جائے جس کی قیامت کے دن باز پرس ہو۔ میں نے کہا **ذالك فضل الله يثوته من يشاء ط والله ذو الفضل العظيم** (المجمہ-۴) یہ خدا کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے اور خدا بڑے فضل کا مالک ہے۔

درس عبرت..... کیسی خوش بخت عورت تھی وہ خاتون کہ جس کا ہر لمحہ قرآنی مشغلہ تھا۔ لیکن افسوس ہے مسلمان زادیوں پر کہ انہیں قرآن مجید پڑھنا تک نصیب نہیں۔

اہل علم خواتین

حفاظ امام ابن عساکر دمشقی کی شخصیت اہل علم ہی جانتے ہیں۔ محدثین میں ایک اعلیٰ مقام ہے۔ آپ نے اسی خواتین سے علم حاصل کیا۔ یہ علم حدیث کی استانیاں تھیں۔

امام یزید بن ہارون کی لونڈی

یہ حدیث کے بڑے امام ہیں۔ اخیر عمر میں نگاہ بہت کمزور ہو گئی تھی کتاب نہ دیکھ سکتے تھے ان کی یہ لونڈی ان کی مدد کرتی خود کتابیں دیکھ کر حدیثیں یاد کر کے ان کو بتلا دیا کرتی۔

ابن سماک کوفی کی لونڈی

یہ بزرگ اپنے زمانہ کے بڑے عالم ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ اپنی لونڈی سے پوچھا کہ میری تقریر کیسی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تقریر تو اچھی ہے مگر اتنا عیب ہے کہ ایک بات کو بار بار کہتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ میں اسلئے بار بار کہتا ہوں کہ کم سمجھ لوگ بھی سمجھ لیں کہنے لگی کہ جب تک کم لوگ سمجھیں گے، سمجھ دار گھبرا جائیں گے۔

فائدہ..... کسی عالم کی تقریر میں اتنی گہری بات سمجھنا عالم ہی سے ہو سکتا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لونڈی عالم تھیں۔

امام ابن جوزی کی پھوپھی

یہ بزرگ بڑے عالم ہیں۔ ان کی پھوپھی ان کو بچپن میں عالموں کے پڑھنے پڑھانے کی جگہ لے جایا کرتیں۔ بچپن ہی سے جو علم کی باتیں کانوں میں پڑتی رہیں ماشاء اللہ دس برس کی عمر میں ایسے ہو گئے کہ عالموں کی طرح وعظ کہنے لگے۔

فائدہ..... دیکھو اپنی اولاد کے واسطے علم دین سکھلانے کا کتنا بڑا خیال تھا۔ وہ بڑی بوڑھی ہوں گی خود لے گئیں۔

امام بخاری کی والدہ اور بہن

امام بخاری کے برابر حدیث کا کوئی عالم نہیں ہوا۔ ان کی عمر چودہ برس کی تھی جب انہوں نے علم حاصل کرنے کیلئے سفر کیا تو ان کی والدہ اور بہن خرچ دیا کرتی تھیں۔

فائدہ..... بھلا ماں تو ویسے خرچ دیا کرتی ہے مگر بہن جس کا رشتہ ذمہ داری کا نہیں ہے۔ ان کو کیا غرض تھی معلوم ہوتا ہے کہ

اس زمانہ میں بیبیوں کے سامنے علم دین کا نام لیا جاتا اور وہ اپنا مال و متاع قربان کرنے کو تیار ہوتیں تھیں۔

حضرت ربیعہ کی والدہ

یہ بھی مشہور عالم ہوئے تھے۔ امام مالک اور حسن بصری جو آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں وہ دونوں ان ہی کے شاگرد ہیں ان کے والد کا نام فروخ ہے۔ بنی امیہ کے بادشاہی کے زمانہ میں وہ فوج میں نوکر تھے۔ بادشاہی حکم سے وہ بہت سی لڑائیوں پر بھیجے گئے۔ اس وقت یہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے۔ ان کو ستائیس برس اس سفر میں لگ گئے۔ یہ پیچھے ہی پیدا ہوئے اور پیچھے ہی اتنے بڑے عالم ہوئے۔ چلتے وقت ان کے والد نے اپنی بی بی کو تیس ہزار اشرفیاں دی تھیں۔ اس عالی ہمت بی بی نے سب اشرفیاں ان کے پڑھانے لکھانے میں خرچ کر دیں۔ جب ان کے باپ ستائیس برس بعد لوٹ کر آئے تو بی بی سے اشرفیوں کا پوچھا۔ انہوں نے کہا کہ سب حفاظت سے رکھی ہیں۔ اس عرصہ میں حضرت ربیعہ مسجد میں جا کر حدیث سنانے میں مشغول ہو گئے۔ فروخ نے جو یہ تماشہ اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ میرا بیٹا ایک جہان کا پیشوا ہو رہا ہے مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے۔ جب گھر لوٹ کر آئے بی بی نے پوچھا بتلاؤ تمیں ہزار اشرفیاں زیادہ اچھی ہیں یا یہ نعمت۔ وہ بولے کہ اشرفیوں کی کیا حقیقت ہے۔ جب انہوں نے کہا میں نے وہ اشرفیاں اسی نعمت کے حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں، انہوں نے نہایت خوش ہو کر کہا کہ خدا کی قسم تو نے اشرفیاں ضائع نہیں کیں۔

فائدہ..... دیکھا کیسی یہ بیاں تھیں علم دین کی کیسی قدر جانتی تھیں کہ تیس ہزار اشرفیاں اپنے بیٹے کے علم حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں۔

قاضی زادہ رومی کی بہن

یہ ایک بڑے مشہور فاضل ہیں جب یہ روم کے استادوں سے علم حاصل کر چکے تو انکو باہر کے عالموں سے علم حاصل کرنے کا شوق ہوا اور چپکے چپکے سفر کا سامان کرنا شروع کیا۔ ان کی بہن کو معلوم ہوا تو اپنا بہت سا زیور اپنے بھائی کے سامان میں چھپا کر رکھ دیا اور خود ان سے بھی نہیں کہا۔

فائدہ..... کیسی اچھی یہ بیاں تھیں نام سے کوئی غرض نہ تھی یوں چاہتی تھیں کہ کسی طرح علم قائم رہے۔

انگریز لڑکی جنت البقیع میں مدفون

یہ تاریخی واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ سلطنت مغلیہ کا خورشید اقبال ڈوب چکا تھا اور سرحد سے لے کر مدراس کے ساحل تک سارا کشور ہند انگریزی اقتدار کے زیر نگیں تھا۔ لکھنؤ میں ایک انگریز کمشنر بحال کیا گیا چونکہ اس وقت کی دفتری زبان فارسی تھی اس لئے کمشنر کو فارسی زبان سیکھنے کی ہدایت سے ضرورت محسوس ہوئی اور اس کیلئے لکھنؤ کے مشہور فارسی داں ملا سراج الدین کی خدمات حاصل کر لی گئیں۔ ملاجی روزانہ شام کو چار بجے انگریز کمشنر کو ٹیوشن پڑھانے آتے تھے۔ موصوف عصر اور مغرب کی نماز کمشنر صاحب کی کوٹھی ہی پر ادا کرتے تھے۔

کمشنر کی ایک نوجوان لڑکی تھی۔ ہزاروں لالہ رخوں اور زہرہ جمالوں کی کہانیاں اس کی ایک ایک ادا میں سمٹ آئی تھیں۔ سرشار آنکھوں سے شراب کے پیمانے چھلکتے، مہتاب کی طرح درخشاں پیشانی ہر وقت موج نور میں غرق رہتی، چلتی تو فتنہ حشر جگاتی، باتیں کرتی تو پھول جھڑتے، جمال و رعنائی اور حسن و دلکش کا وہ ایک مجسمہ تھی کہ مغربی تہذیب کے گھرانے میں وہ ہر وقت پردے میں رہتی تھی۔ ایک تو ماں باپ کی اکلوتی بیٹی! اس پر مزاج میں نفاست، طبیعت میں لطافت اور ناز و نعمت کی زندگی سارے خاندان کی راج دلاری بن گئی تھی۔ سیرت و خصلت کے اعتبار سے بھی وہ نہایت پاک طینت نیک سرشت اور شریف الطبع لڑکی تھی۔

شرم و حیاء، علم و ہنر، ذہانت دانائی اور متانت و سنجیدگی میں دور دور اس کا کہیں جواب نہ تھا۔ سارا قبیلہ اس کے حسن اخلاق سے مسحور تھا۔ غیرت فطری کا ہی نتیجہ تھا کہ والدین کے اصرار کے باوجود کبھی وہ گر جا گھر نہیں جاتی تھی۔

سن شعور میں قدم رکھتے ہی اس نے باہر کی درس گاہ سے اپنا سلسلہ تعلیم منقطع کر لیا تھا اور اب گھر پر ہی شریف معلمات کے ذریعہ اس کی تعلیم کا بندوبست کر دیا گیا تھا۔ علوم و فنون کی مختلف شاخوں میں مہارت رکھنے والی معلمات اپنے وقت پر آتی تھیں اور سبق دے کر چلی جاتی تھیں۔ تدریس کا یہ سلسلہ صبح آٹھ بجے سے شام چار بجے تک جاری رہتا تھا۔

ملاجی کو آئے ہوئے کئی مہینے گزر چکے تھے۔ کمشنر صاحب فارسی کی ابتدائی کتابیں ختم کر چکے تھے اور اب حضرت شیخ سعدی کی گلستان چل رہی تھی۔ کہتے ہیں کہ ملاجی بہت خوش الحان قاری بھی تھی۔ جب نماز مغرب میں وہ جہر سے قرآن مجید پڑھتے تو کمشنر صاحب کی پوری کوٹھی عالم قدس کے نعموں سے گونج اٹھتی تھی۔

ایک دن کمشنر صاحب کی صاحبزادی ٹھیک مغرب کے وقت اس کمرے کے قریب سے گزری جہاں ملاجی نماز پڑھ رہے تھے قرآن کی آوازیں اس کے قدم اچانک رُک گئے چند ہی لمحوں کے بعد دروازے کے قریب آ کر کھڑی ہو گئی قرآن کے سحر جلال سے دل کے گھائل ہونے میں ذرا بھی دیر نہ لگی آن واحد میں ایک طبیب و طاہر روح تجلیات قرآنی کی بارش میں شرابور ہو گئی۔

زندگی میں پہلی بار اس نغمہ حیات سے اس کے کان آشنا ہوئے تھے۔ ایک نامعلوم کیف سے وہ بے خود ہو گئی، عالم اشتیاق میں پھر وہ آگے بڑھی اور پردے کی اوٹ سے ملاجی کو ایک نظر دیکھا۔ نماز کی ہیئت عبادت دیکھ کر وہ حیرت میں ڈوب گئی ہاتھ باندھ کر ساکت و موؤدب کھڑا رہنا پھر سرنگوں ہو جانا اور اس کے بعد ماتھا ٹیکنا عجز و نیاز کی یہ ادائیں اس کی آنکھوں کیلئے اچھنبے سے کم نہیں تھیں اب سے پہلے اس کی آنکھوں نے یہ روح پرور مناظر کبھی نہیں دیکھے تھے جب تک ملاجی نماز پڑھتے رہے وہ تصویر حیرت بنی دیکھتی رہی نماز ختم ہو جانے کے بعد جب وہ واپس لوٹی تو جذبات کے سمندر میں ایک تلاطم سا تھا۔

دل از خود اندر سے کسی نامعلوم سمت کی طرف کھنچا جا رہا تھا آج ساری رات اپنے بستر پر کروٹیں بدلتی رہی۔ آیات قرآنی کا کیف اور نماز کی روحانی کشش ایک لمحے کیلئے بھی اس کے ذہن سے اوجھل نہیں ہو رہی تھی۔ وہ ساری رات یہ سوچتی رہی کہ شیریں نغموں کی سحر طرازی مسلم۔ لیکن قرآنی نغمے کا یہ اثر جس نے دل کے کشور کو تہ و بالا کر دیا ہے اسے صرف خوش الحان آواز کا نتیجہ نہیں قرار دیا جاسکتا یقیناً اس کے پیچھے کوئی ایسے حقیقت بول رہی ہے جس کا رشتہ روح انسانی کے ساتھ منسلک ہے پھر اگر نماز نشست و برخاست کا ہی نام ہے تو پھر میرے دل کو کیا ہو گیا ہے؟ قیام و قعود کے سوا انسانوں کی زندگی میں اور کیا ہے پھر دنیا میں کتنے دل ہیں جو کسی کی نشست و برخاست پر عاشق ہوتے ہیں اگر واقعاً نماز کی یہی حقیقت ہے تو دل دیوانہ کی لغزش میں کوئی شبہ نہیں ہے۔

پھر سوچتی ہے کہ اتنی آسانی سے دل کی تقصیر کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ ہونہ ہو یہ نماز بھی اسی عالم کی چیز ہے جہاں انسانی روحوں کا امتزاج ڈھلتا ہے اور جہاں سے معنوی حیات کے چشموں کا دھارا پھوٹتا ہے۔

حسب معمول دوسرے دن عصر کے وقت ملاجی ٹیوشن پڑھانے کیلئے تشریف لائے۔ جوں ہی ان کے قدموں کی آہٹ ملی۔ فریڈ شوق سے صاحبزادی کا دل اُچھلنے لگا، بڑی مشکل سے سورج ڈوبا اور ملاجی مغرب کی نماز کیلئے کھڑے ہوئے۔

شہزادی قبل از وقت ہی پس پردہ کان لگائے کھڑی تھی۔ قرآن کی آواز کان میں پڑتے ہی دل کا حال بدلنے لگا روح نغمہ جاوید کے کیف میں ڈوب گئی آج دل ہی متاثر نہیں تھا بلکہ آنکھیں بھی اشکبار تھیں کئی بار رومال سے بہتے ہوئے آنسو خشک کئے لیکن چشمہ سیال کی طرح اس وقت تک سیلاب امنڈتا رہا جب تک ملاجی نے نماز ختم نہیں کر لی۔

اسی عالم کرب میں کئی مہینے گزر گئے دل کے شور محشر سے کوئی بھی واقف نہ تھا ہر روز مغرب کی نماز کے وقت پردہ در سے کان لگا ہوا جذبات کے تلاطم کا جو طوفان امنڈتا تھا خود ملاجی کو بھی اس کی خبر نہیں تھی۔ اب کئی مہینے کے عرصے میں مسیحی گھرانے کی دو شیزہ نامعلوم طور پر اسلام سے بہت قریب ہو گئی تھی۔ نماز اور قرآن کے عشق نے اب اسے اس راستے پر لا کر کھڑا کر دیا تھا جو کسی بھی وارفتہ حال مسافر کو ذرا سی دیر میں مدینے تک پہنچا دیتا ہے دوسرے لفظوں میں دل اس رسول کی غائبانہ عقیدت سے سرشار ہوتا جا رہا تھا جس نے دنیا کو قرآن اور نماز جیسی نعمت لازوال سے بہرہ اندوز کیا۔

اکثر رات کی تنہائی میں سوچا کرتی تھی کہ جس رسول کے لائے ہوئے پیغام میں یہ کشش ہے خود اس رسول میں کتنی کشش ہوگی بلاوجہ عرب کے صحرائین اس پر شیفہ نہیں تھے اسکی زیبائی کا یہی جلوہ کیا کم ہے کہ آج اسکے نادیدہ شوق عشاق سے ساری دنیا بھر گئی یقیناً محمد عربی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) عظمت و راستی کی ایک سراپا حقیقت کا دوسرا نام ہے۔

نازکی پلی ہوئی لاڈلی بیٹی روزانہ صبح کو نئے کپڑے زیب تن کر کے باپ کو آداب کیا کرتی تھی باپ کے دل کی شادابی اور روح کی آسودگی کا یہ سب سے بڑا ذریعہ تھا آج وہ بڑی سچ دھج سے آداب کرنے آئی تھی آداب سے فارغ ہو کر مچلتے ہوئے ناز میں کہا: فادر ایک درخواست پیش کروں؟ قبول فرمائیے گا۔ بیٹی کے ان الفاظ پر باپ کی روح جھوم اٹھی، شفقت پداری کا جذبہ پھوٹ پڑا، فرط محبت میں بے قابو ہو کر جواب دیا: میری لختِ جگر! ساری زندگی یہ آرزو رہ گئی کہ دوسرے بچوں کی طرح تم بھی کچھ فرمائش کرو اور میں اسے پوری کر کے تمہاری مسرتوں کا تماشہ دیکھوں لیکن نہ جانے تمہاری افتاد طبع کیسی واقع ہوئی ہے کہ آرزو تشنہ ہی رہی اب جب کہ زندگی میں پہلی بار اپنے ارمان کے اظہار کیلئے تمہاری زبان کھلی ہے تو کیا اب بھی یہ پوچھنے کی ضرورت ہے کہ میں اسے قبول کروں گا یا نہیں؟ تمہارے علاوہ کون میری زندگی کی امیدوں کا مرکز ہے جس کیلئے کوئی بات اٹھا رکھوں گا۔

بیٹی نے نگاہیں نیچی کئے، رکتے جھجکتے ہوئے بڑی مشکل سے اتنے الفاظ ادا کئے: مجھے اجازت دیجئے کہ ملاجی سے میں فارسی کی تعلیم حاصل کروں۔ باپ نے یہ سن کر قہقہہ لگایا اور بیٹی کو تھپکاتے ہوئے کہا: اتنی ذرا سی بات کیلئے تم نے اتنی زبردست تمہید باندھی، میرا تو گمان تھا کہ تم کوئی بہت اہم فرمائش کرنے والی ہو، تمہیں اجازت ہی نہیں بلکہ تحسین و آفرین بھی ہے کہ تمہارے اندر حصول علم کا شوق جاگ اٹھا ہے۔

دوسرے دن سے ملاجی بعد نماز مغرب صاحبزادی کو بھی فارسی کی تعلیم دینے لگے۔ محنت و ذہانت نے تھوڑے ہی عرصے میں فارسی زبان سے اچھی طرح روشناس کر دیا۔ دورانِ تعلیم ہی ایک دن صاحبزادی نے ملاجی سے کہا: اگر آپ کو زحمت نہ ہو تو پیغمبر اسلام کی سیرت پر مسلمان مصنفین کی چند کتابیں میرے لئے فراہم کر دیجئے۔ ملاجی کو اس عجیب و غریب فرمائش پر حیرت تو ضرور ہوئی لیکن وہ کچھ کہہ نہیں سکے۔ دوسرے دن چند مستند اور مفید کتابیں لا کر حوالے کر گئے۔

نماز و قرآن والے پیغمبر کی زندگی سے واقف ہونے کا موقع حاصل کر کے صاحبزادی کی مسرتوں کی انتہاء نہیں تھی۔ جذبہ شوق کے عالم میں کتاب کا پہلا ورق کھولا اور کائنات کی سب سے معظم ترین ہستی کی زندگی کا مطالعہ شروع کیا۔ ورق ورق پر فضل و رحمت، جلال و جمال، عظمت و زیبائی، طہارت و تقدس، صبر و تحمل، جو دو کرم، زہد و عبادت، فقر و ایثار، علم و حکمت، اعجاز و توانائی، قدرت و اختیار، قرب الہی کی جلوہ آرائی اور آسمان شوکت و اقتدار کے مناظر دیکھ کر دل کی دنیا جگمگا اٹھی فرط شوق میں پلکوں پر موتی کے قطرے جھلملانے لگے لالہ پنکھڑی جیسے ہونٹ حرکت میں آئے اور ایک ننھی سی آواز فضا میں گونجی۔

محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے خداوند! تو گواہ رہنا کہ مسیحی مذہب سے نکل کر تجھ پر اور تیرے آخری رسول پر ایمان لاتی ہوں۔ اے قادر و توانا معبود! تیرے محبوب کا واسطہ میری آنے والی زندگی کو کفر کی یلغار سے محفوظ رکھنا۔

دل میں عشق محمدی کا چراغ جل چکا تھا اب ایمان بالغیب کی ایک نئی دنیا نظر کے سامنے تھی حیات سرور کونین کی تریسٹھ سالہ تاریخ ذہن میں گھوم رہی تھی سرکار کا جسم ان کا نورانی پیکر دلر با چہرہ سرگمیں آنکھیں عطر برساتی ہوئی عنبریں زلفیں موجہ نور میں لہراتا ہوا عارض تاباں جمال سراپا کا ایک ایک نقش و نگار تصورات کی دنیا پر چھایا ہوا تھا۔ پچھلے پہر جو نہی آنکھ کھلی قسمت بیدار نے آواز دی رحمت و نور اور محبت و دل کشی کی جو دنیا تصور میں گھوم رہی تھی اب وہ نظر کے سامنے تھی کوٹھی کے قریب ہی ایک مسجد تھی۔ جیسے ہی مؤذن نے **اشھد ان لا الہ الا اللہ اور اشھد ان محمّد رسول اللہ** کا کلمہ فضاء میں نشر کیا، آنکھ کھل گئی۔ کلمہ اسلام سن کر دل بیتاب ہو گیا ایمان کی امنگیں جاگ اٹھیں آج چہرہ بشارت سے کھلا جا رہا تھا۔ کونین کی ارجمندی بال بال سے پھوٹ رہی تھی ایک لالہ رخ حسینہ کا اپنا ہی جمال کیا کم تھا وہ چشمہ نور میں غوطہ لگا کر آگئی تھی۔ اب تو گل کدہ فردوس کی حور معلوم ہو رہی تھی فرط تابندگی سے چہرہ پر نظر جمانا مشکل تھا۔

حسن و دلکشی کی یہ نمایاں تجلی دیکھ کر ماں باپ کو بھی حیرت ضرور تھی لیکن وہ اسے حضرت مریم کے عقیدت کا فیضان سمجھ رہے تھے۔ اس دن کافی انتظار کی زحمت اٹھانے کے بعد ملاجی تشریف لائے۔ نماز مغرب سے فراغت کے بعد صاحبزادی پڑھنے کیلئے حاضر ہوئی جوں ہی چہرے پر نظر پڑی، ملاجی کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

صاحبزادی نے کہا: حیرت نہ کیجئے مجھے کلمہ پڑھا کر میرے اسلام پر گواہ بن جائیے اور دیکھئے میں نے اپنا نام فاطمہ رکھ لیا ہے آئندہ مجھے اسی نام سے یاد کیجئے گا۔ ملاجی بہت کمزور دل آدمی تھی بڑھاپے میں کمشنر صاحب کو پڑھانے کا جو موقع مل گیا تھا اسے بہت غنیمت سمجھتے تھے پھر صاحبزادی کے حالات سے بھی بے خبر تھے لرزتے ہوئے صاحبزادی کو جواب دیا، دل کا مسلمان ہو جانا خدا کے تئیں نجات کیلئے کافی ہے صاحبزادی! آپ نہ بھی اپنے اسلام کا آپ اعلان کریں جب بھی فلاح و اخروی کا استحقاق کہیں نہ جائے گا مجھے اندیشہ ہے کہ میں آپ کو کلمہ پڑھا کر اسلام میں داخل کر لوں اور اس کی اطلاع کمشنر صاحب کو ہوگئی تو ہم پر بھی وبال آئے گا اور آپ کی زندگی بھی خطرے میں پڑ جائے گی۔ صاحبزادی ملاجی کی کمزوریوں سے واقف تھی، یہ جواب سن کر خاموش ہوگئی۔

فارسی کی تعلیم ختم ہونے کے بعد فاطمہ نے قرآن مجید کی تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ ملاجی کی آمد و رفت کا سلسلہ وہ منقطع نہیں کرنا چاہتی تھی اسے توقع تھی کہ مستقبل کی کوئی ضرورت بھی ان سے متعلق ہو سکتی ہے۔ فاطمہ گھر والوں کی نظر سے چھپ چھپ کر نماز پڑھنے لگی تھی صبح کے وقت قرآن پاک کی تلاوت بھی کیا کرتی تھی۔ چونکہ اس کے کمرے میں ابتداء ہی سے کسی کو داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی اس لئے اس کی زندگی کا اکثر حصہ صیغہ راز میں تھا۔ دل کے خاموش انقلاب کی گو والدین کو خبر نہیں تھی۔ لیکن باطن کی تطہیر اور روحانی تقدیس کا اثر نامعلوم طور پر اس کے گرد و پیش میں نمایاں تھا۔ خاندان کے دلوں میں صرف اس کی محبت و شفقت ہی کا نہیں تو قیور و احترام کا جذبہ بھی پیدا ہو گیا تھا۔ اس کی شخصیت کا اثر بغیر کسی ظاہری سبب کے لوگوں کے تحت الشعور پر چھاتا جا رہا تھا۔ وہ رات کی تنہائی میں اپنی خواب گاہ کے اندر کیا کرتی تھی اس کی خبر کسی کو نہیں تھی۔ لیکن ملاجی کے ذریعے اتنا معلوم ہو سکا تھا کہ وہ اپنی زندگی کو سرورِ کونین (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کی زندگی کے سانچے میں ڈھالنے کا بہت زیادہ اہتمام کرتی تھی۔

سب کے سو جانے کے بعد وہ اپنا کمرہ اندر سے بند کر کے عشاء کی نماز پڑھتی۔ اس کے بعد سوجاتی پھر تہجد کیلئے اٹھتی اور تادم سیر کر یہ و مناجات تسبیح و تہلیل اور دُرود و سلام میں مشغول رہتی۔ اس کے بعد اس کے دل کا آئینہ اتنا شفاف ہو گیا تھا کہ عالم غیب کے انوار کا وہ کھلی آنکھوں سے تماشا دیکھا کرتی تھی۔ اب آہستہ آہستہ اس کی زندگی کا رشتہ دوسرے مشاغل سے ٹوٹتا جا رہا تھا گھنٹوں وہ کھوئی کھوئی سی رہنے لگی اسکی روح لطافت اتنی بڑھ گئی کہ کئی کئی دن بغیر کسی ضعف و نقاہت کے وہ روزے میں گزار دیتی۔ ایک دن ملاجی شام کے وقت پڑھانے آئے تو انہیں معلوم ہوا کہ صاحبزادی آج کچھ علیل ہیں۔ اس لئے وہ نہیں پڑھیں گی۔ جونہی واپس جانا چاہتے تھے کہ آیا نے اطلاع دی، صاحبزادی اپنے حجرہ خاص میں آپ کو بلا رہی ہیں۔ ملاجی ہمت کر کے کمرے کے اندر داخل ہوئے۔ دیکھا تو فاطمہ بستر پر دراز تھی قدم کی آہٹ پا کر اٹھ کر بیٹھ گئی اور نہایت ہی سرگوشی کیساتھ ملاجی سے کہا، آپ کے احسانات سے میری گردن ہمیشہ بوجھل رہے گی کہ آپ کی وجہ سے مجھے ایمان نصیب ہوا اور حبیبِ خدا (صلی اللہ علیہ وسلم) کی دولت عشق سے میری زندگی کیف و سرور کے ایک نئے عالم میں داخل ہوئی۔ اب میں روحانی کرب کی اس منزل میں ہوں جہاں ایک لمحے کیلئے بھی میرے سرکار آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوتے۔ آثار و قرآن شہادت دے رہے ہیں کہ اب میں حیات کے آخری لمحے سے گزر رہی ہوں عالم قدوس کا پیام جلد ہی آنے والا ہے۔ میں بھی اس کی منتظر آنکھوں سے راہ دیکھ رہی ہوں رخت سفر باندھ کر میں نے اپنی تیاری مکمل کر لی ہے۔ اپنے انجام کی فیروز بختی پر دل اتنا مطمئن ہے کہ مسکرائے ہوئے پیک اجل کا خیر مقدم کروں گی صرف ایک آرزو ہے جس کیلئے میں نے آپ کو اس وقت زحمت دی ہے بعد مرگ میری وصیت پوری کرنے کا اگر آپ یقین دلائیں تو عرض کروں۔ اتنا کہتے کہتے اس کی چمکتی ہوئی آنکھیں آنسوؤں سے بھر گئیں۔

ملاجی بھی اپنے تئیں سنبھال نہ سکے اور وہ بھی اٹکلبار ہو گئے۔ بھرائی ہوئی آواز میں جواب دیا، خدا آپ کی زندگی کا اقبال بڑھائے آپ کی عمر کی برکتوں کو دہرا کرے نصیب دشمنان مرگ ناگہاں کی خبر سننے کیلئے ہم ہرگز تیار نہیں ہیں۔ لیکن علم الہی میں اگر یہی مقدر ہو چکا ہے تو کوئی اسے ٹال نہیں سکتا۔ آپ اپنی آرزو کا برملا اظہار فرمائیے، میں اس کی تکمیل کا آپ کو یقین دلاتا ہوں۔

صاحبزادی نے راز دارانہ لب و لہجے میں کہا، آپ جانتے ہیں کہ میرے قبول اسلام کی خبر میرے گھر والوں کے علم میں ہے ہے و تاہنوز مجھے اپنے آبائی مذہب کا پیرو سمجھ رہے ہیں گو میں نے آج تک گرجا میں قدم نہیں رکھا۔ لیکن وہ اسے میری غیرت حیا پر محمول کرتے ہیں۔ اس سے مجھے یقین ہے کہ وہ بعد مرگ میری تجہیز و تکفین مسیح مذہب کے مطابق کریں گے اور مسیحی قبرستان میں میرا دفن بنائیں گے۔

میں ہیں چاہتی کہ اپنا اسلام ظاہر کر کے میں آپ کو اور یہاں کے دوسرے مسلمانوں کو آفات کا نشانہ بناؤں۔ اس لئے میری مؤدبانہ گزارش ہے کہ بعد مرگ جب وہ مجھے عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کر دیں تو رات کے کسی حصے میں میرا تابوت نکال کر اسلامی طریقے کے مطابق مجھے کسی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کر دیں تاکہ اہل ایمان کے جوار میں میری روح کو دائمی سکون حاصل ہو۔

ملاجی نے برستی ہوئی آنکھوں سے وصیت کی تکمیل کا یقین دلایا۔ فاطمہ نے آخری سلام کرتے ہوئے کہا کہ قیامت کے دن فاتح محشر کے لواء الحمد جھنڈے کے نیچے ہماری اور آپ کی ملاقات ہوگی۔ یہ کہتے ہوئے ملاجی کو رخصت کیا۔

صبح کے وقت سارے شہر میں کہرام مچا ہوا تھا کہ کمشنر صاحب کی لاڈلی بیٹی اس دنیا سے رخصت ہو گئی ہے۔ بیٹی کی وفات کی خبر بجلی کی طرح ہر طرف پھیل گئی تھی۔ اقارب و احباب و غمگساروں کے ہجوم سے کوٹھی میں تل رکھنے کی جگہ باقی نہیں تھی۔ اس اچانک حادثہ سے سارے خاندان پر غم کے بادل چھا گئے تھے ماں باپ کی حالت قابل رحم تھی شدت الم سے وہ پاگل ہو گئے تھے اکلوتی بیٹی کی مرگ ناگہاں ان کیلئے قیامت سے کم نہیں تھی ماتم و فغاں کے شور میں دوپہر کے وقت جنازہ اٹھا، عیسائی مذہب کی رسوم کے مطابق لاش ایک تابوت میں بند کر دی گئی تھی۔ جنازے کے ساتھ ساتھ ملاجی بدیدہ پر نم چل رہے تھے عیسائی قبرستان پہنچ کر تابوت کو ایک پختہ قبر میں اتارا گیا اور اوپر ایک سنگ مرمر کی سل رکھ کر قبر کا کھلا حصہ بند کر دیا گیا۔ دفن کی آخری رسم ادا ہو جانے کے بعد لوگ قبرستان سے واپس لوٹ گئے۔ ملاجی اپنے ذہن میں قبر کا نشان اچھی طرح محفوظ کر کے سب کے بعد واپسی ہوئے اور سیدھے کمشنر صاحب کی کوٹھی پر پہنچے اور ڈبڈبائی ہوئی آنکھوں کے ساتھ کلمہ تعزیت کہہ کر گھر واپس چلے آئے۔

آج انہیں پوری رازداری کے ساتھ ایک اہم فرض انجام دینا تھا۔ اقدام اتنا سنگین تھا کہ ہر قدم پر خطرات کے اندیشے راہ میں حائل تھے رات کی تنہائی میں لوگوں کی نظر سے بچ کر عیسائی قبرستان سے کسی لاش کو منتقل کرنا اتنا آسان کام نہیں تھا حالات کی نزاکت سوچ کر ملاجی کانپ اٹھے لیکن اب مرنے والی سے کئے ہوئے وعدے کی تکمیل بھی ضروری تھی اسلام کا ایک رشتہ اخلاص بھی اس امر کا منقضی تھا کہ جیسے بھی ہو اس فرض کو انجام دیا جائے۔

ملاجی کا ضمیر اندر سے جاگ اٹھا تھا آخر بسم اللہ پڑھ کر انہوں نے اس مہم کا آغاز کر ہی دیا۔ اپنے چند قابل اعتماد دوستوں کو وہ گھر لے گئے شروع سے آخر تک ان سے سارا ماجرا بیان کیا واقعہ سن کر لوگوں کی آنکھوں میں آنسو اُمٹڈ آئے انہوں نے کف افسوس ملتے ہوئے ملاجی سے کہا، صدحیف کہ اسی شہر میں اسلام کی فتح و صداقت کا کتنا عظیم الشان واقعہ رونما ہوا اور آپ نے کانوں کان کسی کو خبر نہ ہونے دی، خیر جو ہونا تھا وہ ہو گیا اب جس طرح بھی ہو، وعدے کے تکمیل ضروری ہے۔ ٹھیک اس وقت جبکہ رات آدھی سے زیادہ گزر چکی تھی ہر طرف خاموشی کا سناٹا طاری تھا ملاجی کے علاوہ چار آدمی عیسائی قبرستان میں داخل ہوئے یہ اقدام انتہائی خطرناک لیکن اسلامی ہمدردی کے جوش میں خطرے کا قطعاً کوئی احساس نہیں ہو رہا تھا ملاجی کی رہنمائی میں چاروں آدمی قبر تک پہنچے سنگ مرمر کی سل ہٹائی اور قبر میں اتر کر تابوت کو باہر نکالا۔

جونہی لاش نکالنے کیلئے تابوت کا تختہ کھولا، ملاجی کے منہ سے ایک چیخ نکل گئی لوگ حیرت سے اس کا منہ تکتے لگے بڑی مشکل سے حواس پر قابو پانے کے بعد لوگوں کو بتایا کہ لاش بدل گئی ہے۔ ہم لوگوں نے غلطی سے دوسری قبر کا تابوت نکال لیا ہے یہ لاش کسی اور کی ہے لیکن ملاجی نے دوبارہ جو غور سے دیکھا تو قبر کا نشان وہی تھا جیسے دن کے وقت دیکھ گئے تھے قبر کا نیا پن ہی بتا رہا تھا کہ یہ بالکل تازہ قبر ہے اب یہ گھنتی کسی سے نہیں سلجھ رہی تھی کہ کمشنر صاحب کی بیٹی کے تابوت میں دوسرے کی لاش کیسے آگئی اور خود اس کی لاش کہاں چلی گئی۔

صورت حال کی تفتیش کیلئے چاروں آدمی لاش کی طرف بڑھے اور جھک کر دیکھ ہی رہے تھے کہ ان میں سے شخص بے ساختہ چیخ پڑا، یہ لاش دوبارہ بنکی کے مرزاجی کی ہے، میں انہیں اچھی طرح جانتا ہوں۔

اس واقعہ سے ان لوگوں پر دل ہلا دینے والی ایک عجیب حیرت طاری ہو گئی دہشت سے کانپنے لگے اور فوراً ہی تابوت کا منہ بند کر کے اسے قبر میں اتارا اور اوپر سے سنگ مرمر کی سل رکھ کر تیز تیز قدموں سے باہر نکل گئے۔ گھر پہنچ کر سب پر سکتہ طاری رہا کئی گھنٹے کے بعد حواس بحال ہوئے تو ملاجی نے کہا کہ عالم برزخ کے یہ تصرفات ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں۔ مشیت الہی کے راز کو سمجھنا اپنے بس کی بات نہیں لیکن اتنی بات ضرور سمجھ آتی ہے کہ جب کمشنر صاحب کی بیٹی کی قبر میں بارہ بنکی کے مرزاجی کی لاش ہے تو یقیناً مرزاجی کی قبر میں کمشنر کی بیٹی کی لاش ہوگی۔

لوگوں نے کہا کہ یہ بات قرین قیاس ضرور ہے لیکن بہتر ہوگا کہ ہم لوگ حقیقت کا سراغ لگانے کیلئے بارہ بنکی چلے چلیں اور مرزا جی کی قبر کھود کر دیکھیں۔

یہ بات طے کر کے سب لوگ اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ گئے۔ بستر پر پہنچنے کے بعد ہر شخص کے ذہن میں یہی عجیب و غریب واقعہ گھوم رہا تھا۔ دوسرے دن ملا جی اپنے چاروں دوستوں کے ہمراہ باہ بنکی پہنچ گئے۔ سیدھے مرزا جی کی کوٹھی کا رخ کیا دروازے پر آدمیوں کا ہجوم لگا ہوا تھا۔ دریافت کرنے پر پتا چلا کہ پرسوں مرزا جی کا انتقال ہو گیا آج ان کا تیجہ ہے۔ اظہارِ افسوس اور رسمِ تعزیت ادا کرنے کے بعد یہ لوگ بھی ایصالِ ثواب کی مجلس میں شریک ہو گئے فارغ ہونے کے بعد خواہش ظاہر کی کہ ہمیں قبر تک پہنچا دیا جائے تاکہ ان کی قبر پر فاتحہ پڑھ کر کم از کم حقِ دوستی تو ادا کریں۔ ایک شخص کی رہنمائی میں قبرستان پہنچ کر فاتحہ پڑھی اور قبر کا نشان اچھی طرح ذہن میں محفوظ کر کے اپنے قیام گاہ پر واپس لوٹ آئے سارا دن مرزا جی کے حالات معلوم کرتے رہے۔ پتا چلا کہ وہ اس علاقے کے چھوٹے موٹے نواب تھے انگریزی تہذیب کے دلدادہ اور انگریزی تمدن میں غرق تھے۔ شام کے وقت کھانے سے فارغ ہو کر اُس وقت کا انتظار کرنے لگے جب کہ سارے شہر پر نیند کا سناٹا طاری ہو جائے خدا خدا کر کے جب آدھی سے زیادہ رات ڈھل گئی تو پانچوں آدمی اٹھے اور دبے پاؤں قبرستان کی طرف چل پڑے خطرناک اقدام کی دہشت سے دل کی دھڑکن تیز ہو گئی لیکن حقیقت حال کی جستجو میں آگے بڑھتے گئے یہاں تک کہ قبرستان میں داخل ہو گئے اپنے حافظے کی رہنمائی میں مرزا جی کی قبر تک پہنچ گئے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے قبر کی مٹی ہٹانی شروع کی، کافی دیر کے بعد تختہ نظر آیا اب ہمت کر کے دو شخص قبر میں اترے اور ایک ایک کر کے تختہ ہٹایا اب سفید رنگ کا کفن سامنے نظر آ رہا تھا کافی جدوجہد کے بعد بھی کفن کھولنے کی ہمت جواب دے چکی تھی ہر شخص اپنی جگہ پر سہا جا رہا تھا کہ معلوم نہیں کفن کا منہ کھولنے کے بعد کیا نقشہ نظر آئے کافی جرأت سے کام لے کر ایک شخص نے پائنتی کے تختے پر کھڑے ہو کر چہرے پر سے کفن کا نقاب الٹ دیا جو نہی چہرے پر نظر پڑی دہشت سے لوگوں کا خون سوکھ گیا مرزا جی کی لاش کے بجائے قبر میں ایک عرب کی لاش پڑی تھی ڈیل ڈول اور چہرے بشرے سے وہ عربی معلوم ہو رہا تھا یہ منظر دیکھ کر حیرت میں ڈوب گئے جلدی جلدی کفن کو درست کیا اور تختے لگائے اور مٹی برابر کر کے قبرستان سے باہر نکل آئے مارے حیرت سے سانس پھول رہی تھی قیام گاہ پر پہنچ کر ایک ہولناک سکتے کی کیفیت سب پر طاری تھی قدرت کا یہ عجیب و غریب تماشا سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ آخر کمشنر کی بیٹی کی لاش کہاں غائب ہو گئی۔

نیند کچھ زیادہ گہری نہیں تھی صرف پلک جھپکی تھی کہ ملاجی نے ایک نہایت حسین و دلکش خواب دیکھا وہی کمشنر کی بیٹی حوران خلد کے جھرمٹ میں سامنے کھڑی مسکرا رہی ہے قریب آ کر اس نے سلام کیا عالم برزخ کی سرگزشت بیان کرتے ہوئے اس نے کہا میری روح عالم بالا کی طرف لائی گئی تو رحمتِ الہی نے مجھے ڈھانپ لیا اور میرے کفن کا تار تار بارش نور میں بھیگ گیا۔ میرے گمان سے زیادہ رحمتِ الہی نے میری توقیر و اعزاز کا اہتمام فرمایا حوران خلد نے مجھے چشمہ نور میں غوطہ دیا اور میں نکھر گئی۔ میرے حسن کی چاندنی جنت کے میدانوں میں ہر طرف بکھر گئی میں دیکھ رہی ہوں کہ عالم برزخ میں ہر طرف شوکت محمدی کے جھنڈے گڑے ہوئے ہیں سارے انبیاء اور مرسلین ان کے دربار کے ناز مند حاضر باش ہیں۔ جب میری روح ان کی بارگاہ میں لائی گئی تو تجلیات کی تیز بارش سے آنکھیں خیرہ ہو گئیں ان کی ناز بردار رحمتوں نے میری ہستی کا فروغ بڑھا دیا حکم ہوا کہ میری لاش طیبہ کی سرزمین پر منتقل کر دی جائے اس خطہ اقدس میں جہاں اسی ہزار عاشقان جمال آسودہ خاک ہیں جس دن میری لاش عیسائیوں کے قبرستان میں دفن کی گئی تھی اسی دن تین لاشیں اپنی اپنی قبروں سے منتقل کی گئیں۔

مدینے میں ایک عرب سوداگر جسے ہندوستان بے حد پسند تھا عرصہ قدیم سے اس کی آرزو تھی کہ وہ یہاں بود باش اختیار کرے جب وہ مر گیا اور لوگوں نے اس کی لاش کو جنت البقیع میں دفن کیا تو عالم برزخ کے کار پروازوں کو حکم ہوا کہ مدینہ میں رہ کر ہندوستان میں سکونت اختیار کرنے کی آرزو رکھتا تھا۔ مدینے کی زمین اس کی نگاہ میں عزیز نہیں تھی اس لئے اس کی لاش کو ہندوستان منتقل کر دیا جائے اسے یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں دوسری لاش بارہ بنکی کے مرزا جی کی تھیں عیسائیوں کے ساتھ غایت درجہ اُلفت رکھنے کی وجہ سے وہ زندگی بھر انگلستان جانے کی تمنا میں مرتے رہے بھول کر بھی انہیں دیا عرب کا خیال نہیں آیا جب اس کی لاش دفن کی گئی تو حکم ہوا کہ اسلام سے بیگانہ ہو کر اس نے جس عیسائی قوم کے ساتھ گزارے ہیں اسے اسی قوم کے قبرستان میں منتقل کر دیا جائے اموات المسلمین کے ساتھ اسے ہرگز نہ رکھا جاسکتا اپنا سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے فاطمہ نے خواب ہی میں کہا کہ فرمان غیب کے مطابق مدینے کے احاطہ نور سے عرب کی لاش بارہ بنکی کے قبرستان میں منتقل کی گئی اور اس کی خالی شدہ قبر میں لکھنؤ سے میری لاش پہنچادی گئی اور مرزا جی کی لاش کو عیسائیوں کے قبرستان میں میری جگہ منتقل کر دیا گیا۔

فاطمہ نے کہا عالم برزخ کے واقعات پر حیرت کی کوئی وجہ نہیں موت کے بعد انسان کا اعتقاد اور عمل کا اثر اس کی برزخی زندگی پر یقیناً پڑتا ہے یہاں پر ہر آن اسی طرح کے مناظر گزر رہے ہیں میں واضح طور پر محسوس کر رہی ہوں کہ اس عالم میں کسی عمل کو بھی وہ اعزاز حاصل نہیں ہے جو عشق رسول کو ہے میری روحانی آسائش و تکریم کی ساری ارجند عشق رسول کا ہی صدقہ ہے یہ حقیقت ہے کہ رحمت و کرم کی تسخیر کیلئے اس سے زیادہ زود اثر نسخہ بنی نوع انسان کو اب تک میسر نہ آسکا کاش خاکدان گیتی کے رہنے والے اس راز کو سمجھ سکیں اتنا کہنے کے بعد فاطمہ کی روح نگاہوں سے اوجھل ہو گئی ملاجی کی آنکھ کھلی تو ان پر ایک رقت انگیز کیفیت طاری تھی بار بار وہ سینہ پینتے تھے کہ ہائے میں نے فاطمہ کی قدر نہیں پہچانی۔

اس خواب نے غفلت کا سارا خمار اتار دیا جس نے سنا دم بخود ہو کے رہ گیا برزخ کے حالات پر لوگوں کا یقین تازہ ہو گیا قبر کے بھیا تک انجام سے لوگ ڈرنے لگے تھے کہ ان پانچوں آدمیوں پر چشم دید واقعات کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ ان سب کی زندگی اچانک بدل گئی کہ وہ ترک دنیا کر کے یاد الہی میں مشغول ہو گئے۔ **بقلم علامہ ارشد القادری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ**

آخری گزارش

نیک خاتون کیلئے فقیر کی یہ چند سطور کافی ہیں خواتین کے سربراہان بھی اگر خوف خدا دل میں رکھتے ہیں تو اپنی عزت و عظمت کو بھی بچائیں اور خدا خونی کا عملی مظاہرہ فرمائیں ورنہ ہمارا کام تھا عرض کرنا آگے اختیار بدست مختار۔

فقط والسلام

محمد فیض احمد ایسی رضوی غفرلہ

ذیقعد ۱۴۲۳ھ بروز بدھ